زِیارتِ قبور

خطبات و دراسات : شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

تحقیق و تدوین : ڈاکٹر علی اکبر الازہری، محمد تاج الدین کالامی

تخریج : حافظ فرحان ثنائی

زیرِ اِہتمام : فرید ملت (رح) ریسرچ اِنسٹیٹیوٹ
www.research.com.pk

مطبع : منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعتِ اَوّل : اکتوبر 2006ء (1,100)

قیمت پریمیئر پیپر : 100 روپے
قیمت امپورٹڈ پیپر : 130 روپے

منہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، +92 42 111-140-140
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، فون: 7237695
www.minhaj.org - sales@minhaj.org

مَوْلَايَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰي حَبِيْبِکَ خَيْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

دَعَا اِلَی اللّٰہِ فَالْمُسْتَمْسِکُوْنَ بِہٖ
مُسْتَمْسِکُوْنَ بِحَبْلٍ غَیْرِ مُنْفَصِمِ

(صَلَّي اللہُ تَعَالٰي عَلَيْہِ وَ عَلٰي آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ)

2.زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھوک کا مداوا
3.ٹکٹکی باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
4.سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خواہشِ زیارت
5.شیخین رضی اﷲ عنہما کا منفرد اعزاز
6.سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کیفیتِ اِضطراب

فصلِ دوم

بعد از وصال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول

1.حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول
2.ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اﷲ عنہا کا معمول
3.حضرت عبداﷲ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول
4.حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول
5.حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا معمول
6.حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خواب میں زیارت کا حکم
7.حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ
8.حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوت میں سلام

فصل سوم

زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشروعیت

1.بحث القرآن
2.بحث الحدیث

- روضۂ اَطہر کی فضیلت
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے زیارتِ روضۂ اَطہر کی ترغیب
- اِستطاعت کے باوجود زیارت نہ کرنے پر وعید

3.بحث الفقہ و السلوک

- زیارتِ روضۂ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب عمل ہے (ائمہ کی تصریحات)
- زیارتِ قبرِ انور کے آداب

4.بحث المصادر

فصل چہارم

حدیثِ مبارکہ لَا تُشَدُّ الرِّحَال کا صحیح مفہوم اور معترضین کے اشکالات کا جواب

باب سوم

زیارتِ صالحین

- حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری کا معمول
- امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل کا زیارتِ صالحین کے لئے شام کا سفر
- امام ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ کا امام علی رضی اللہ عنہ رضا کے مزار پر حاضری کا معمول
- ابوالفرج ہند بائی کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل کے مزار پر حاضری کا معمول
- عوام الناس کی سید المحدّثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری
- حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے مشائخ کی حاضری
- مزارِ صالحین کی زیارت کے لئے بذریعہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترغیب
- حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ بن محمد بن بشار کے مزار پر حاضری
- امام ابوالحسن علی بن احمد شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے اکابر کی حاضری

باب چہارم

زیارت قبور کا شرعی تصور

1.احادیثِ مبارکہ میں زیارتِ قبور کاحکم

- زیارتِ قبور موت کی یاد دلاتی ہے
- زیارتِ قبور آخرت کی یاد دلاتی ہے
- زیارتِ قبور عملِ صالح ہے
- زیارتِ قبور باعثِ عبرت ہے
- زیارتِ قبور دنیا سے بے رغبتی کا باعث ہے

2.زیارتِ قبور کا نبوی معمول

زیارتِ قبور کے حوالے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین سنتیں

3.زیارتِ قبور پر مذاہب اربعہ کا مؤقف

- زیارتِ قبور پراحناف کا مؤقف
- شوافع کا مؤقف
- مالکیہ کا مؤقف
- حنابلہ کا مؤقف

خلاصہ بحث

مآخذ و مراجع

سلسلہ عقیدۂ توحید کے ضمن میں ’’زیارت‘‘ اہل علم کے ہاں ایک اہم موضوع ہے۔ زیارت کا لفظ مقدس مقامات کی حاضری یا نیک اور صالح متقین سے ملاقات کے لئے مختص ہے۔

انبیاء اولیاء کی حیات میں ان کی زیارت و ملاقات جس طرح سعادت مندی اور نیکی کے زمرے میں آتا ہے اسی طرح ان پاکیزہ سیرت برگزیدہ ہستیوں کی وفات کے بعد ان کی قبور پر حاضری دینا، فاتحہ خوانی کرنا وہاں جاکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا یا تلاوتِ قرآن کا عمل کرنا بلاشبہ ایک عشروع اور مبارک عمل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ہستی ہوکر جنت البقیع میں زیارتِ قبور کے لئے باقاعدہ تشریف لے جاتے تھے، یہی عمل بعد میں صحابہ کرام تابعین اور صدیوں تک ائمہ دین متین کا معمول رہا۔

زیارت کی بات کرتے ہوئے سب سے پہلے زیارتِ رسول کا موضوع زیربحث آتا ہے جو اہل ایمان کا محبوب ترین عمل ہے۔ زیارت زندہ شخصیت کی بھی ہوتی ہے اور کسی بزرگ کے مزار کی بھی۔ والدین کی بھی ہوتی ہے اور اساتذہ کی بھی علماء و مشائخ کی بھی ہوتی ہے اور دوست احباب کی بھی الغرض یہ ایسا جاری اور عام عمل ہے جس کی کئی صورتیں روزانہ خود بخود نکلتی رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس پہلو کو بھی فراموش نہیں کیا اور باقاعدہ ’’زیارت‘‘ کے حقوق آداب اور طریقے سکھائے گئے ہیں۔ فی زمانہ یہ عمل خیر افراط و تفریط کا شکار ہوکر بوجوہ متنازعہ ہوچکا ہے جس کی وجہ سے کئی لوگ اس کی بعض صورتوں کو شرک بھی کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ صدیوں سے جائز شرعی عمل کو شرک کہنا بذاتِ خود شرک سے بڑا گناہ ہے۔

اس تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ ہر کام جب اپنی حدود و قیود میں رہے تو جائز اور منافع بخش رہتا ہے جیسے ہی اس کی حدودیں تجاوز ہوتا ہے تو لا محالہ اس میں قباحتیں در آتی ہیں چنانچہ زیارتِ قبور اگرچہ جائز مشروع اور صدیوں سے جاری نیک عمل ہے مگر اس کی بعض صورتیں اور نوعتیں واقعی قابل اصلاح ہیں۔ علماء و مبلغین کو چاہیے کہ وہ ان امور پر عوام کا رجحان دیکھنے کی بجائے شریعت کا حکم دیکھ کر فتویٰ دیں۔ قابل اصلاح امور کی نشاندہی کی

جائے اور جہاں جائز اور مستحب امور کو شرک و بدعت قرار دیا جارہا ہے وہاں اس کی اصل صورت حال کو واضح کریں۔

زیرنظر کتاب شیخ الاسلام کے سلسلہ عقیدۂ توحید کا حصہ ہے، جس میں بہت سے اشکالات اور غلط فہمیوں کا ازالہ بھی کیا گیا ہے اور بنیادی تصورات کو پوری علمی اور اعتقادی دیانت کے ساتھ واضح کیا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ کوئی بات مستند حوالے کے بغیر نہ کی جائے۔ کتاب کا نام ’’زیارتِ قبور‘‘ اس کے ایک بات کے عنوان سے مستعار لیا گیا ہے کیونکہ یہ عنوان زبان زدِ خاص و عام ہے اور اسی موضوع پر عوام الناس میں غلط فہمیاں بھی زیادہ پائی جاتی ہیں۔

قائد محترم کے دروس و خطابات کو ضروری تشریحات و تصریحات کے ساتھ آپ کے گوش گزار کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی جملہ صلاحیتوں سے نوازے اور اپنے انعام یافتہ بندوں کے نقش قدم کو آنکھوں کا سرمہ بنانے کی سعادت ارزاں نصیب فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زیارتِ قبور باعثِ اجر و ثواب عمل اور تذکیرِ آخرت کا اہم ذریعہ ہے۔ ائمۂ حدیث و تفسیر کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تمام مسلمانوں کو خواہ مرد ہو یا عورت زیارتِ قبور کی اجازت ہے جبکہ بعض فقہاء کے نزدیک حسبِ استطاعت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت واجب کے درجہ میں داخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرونِ اولیٰ سے اب تک اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے اور دین کی تبلیغ و اشاعت کرنے والے طبقات میں سے کسی نے درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کو اپنے لیے دنیوی و اخروی سعادت نہ سمجھا ہو۔ پوری تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ کوئی شخص متدین ہو، مبلغ ہو اور مسلم ہو لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جانے میں عار محسوس کرے۔ بلکہ ہر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ بوجھ دی، اسے علم کی دولت سے نوازا، اسے عقلِ سلیم اور قلبِ منیر سے فیضیاب فرمایا ہو اور وہ محبوبِ کبریا کی بارگاہِ اَقدس میں جانے سے ہچکچائے۔ تاہم گزشتہ چند دہائیوں سے بعض لوگوں نے دین کی خود ساختہ تشریح و تعبیر کا بیڑا اٹھایا ہے اور وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور، اولیاء وصالحین اور عامۃ الناس کی قبور کی زیارت کو بدعت، شرک اور ممنوع سمجھتے ہیں۔ حالانکہ زیارتِ قبور کے بارے میں ایسا عقیدہ قرآن وسنت کی تعلیمات کی رو سے صراحتاً غلط اور باطل ہے۔ اس ضمن میں بھی لوگ افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ زیارتِ قبور پر جانے والوں نے زیارت کے مقاصد بدل لیے اور عبرت کی بجائے سیر و تفریح کا ذریعہ بنا لیا تو مخالفین بھی اپنی حد سے ایک قدم آگے بڑھے اور انہوں نے جواز کو بوجوہ عدمِ جواز میں بدلا اور بعد ازاں اس عمل کو حرام اور شرک تک پہنچا دیا۔ دیگر مستحب اعمال کی طرح زیارتِ قبور کو بھی متنازعہ بنا دیا گیا اور نتیجتاً اس پر بھی بحث و مناظروں کا سلسلہ چل نکلا۔ دونوں طرف سے دلائل کے انبار لگ گئے اور کتب مرتب ہونا

شروع ہو گئیں۔ چنانچہ اس وقت ’’توحید اور ردِ شرک‘‘ کے اہم موضوعات میں سے زیارتِ قبور بھی ایک مستقل موضوع بن گیا ہے۔ اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ اس موضوع پر بھی قرآن و سنت کی روشنی میں اعتدال و توازن کی راہ پر چلتے ہوئے نفسِ مسئلہ کو سمجھا جائے۔ آئندہ صفحات میں قرآنی آیات اور احادیث سے براہ راست ہم زیارتِ قبور خصوصاً زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زیارتِ اولیاء پر روشنی ڈالیں گے۔ آئیے سب سے پہلے ہم زیرِ نظر باب میں زیارت کا معنی ومفہوم اور اس کی اقسام سمجھ لیں۔

1. زیارت کا لغوی معنی و مفہوم

عربی لغت میں ہر لفظ کا مادہ کم از کم سہ حرفی ہوتا ہے جس سے باقی الفاظ مشتق اور اخذ ہوتے ہیں۔ عربی لغت کے اعتبار سے زیارت کا معنی دیکھیں تو یہ لفظ زَارَ، یَزُوْرُ، زَورًا سے بنا ہے۔ جس کے اندر ملنے، دیکھنے، نمایاں ہونے، رغبت اور جھکاؤ کے معانی پائے جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ کسی کی ملاقات کے لئے جائے تو اس میں اس شخص یا مقام کی طرف رغبت، رحجان اور جھکاؤ بھی پایا جاتا ہے اور بوقت ملاقات رؤیت بھی ہوتی ہے اس لئے اس عمل کو زیارت بھی کہا جاتا ہے۔ ائمہِ لغت نے زَور کے درج ذیل معانی بیان کئے ہیں :

1. **زَارَ، يَزُوْرُ، زَوْرًا، أي لَقِيَهُ بِزَوْرِهِ، أوْ قَصَدَ زَوْرَهُ أي وِجْهَتَهُ.**

’’زَار َیَزُوْرُ زَوْرًا کا معنی ہے : اس نے فلاں شخص سے ملاقات کی یا فلاں کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔‘‘

زبيدي، تاج العروس، 6 : 477

2. **زَارَ يَزُوْرُ زِيَارَة وَ زَوْرًا وَ زُوَارًا و زُوَارَةً وَمَزَارًا أتاهُ بِقَصْدِ اللقاء وُهُو مأخوذ من الزَوْرِ للصدر أو المَيْل.**

’’زیارت کا معنی ہے کسی سے ملنے کے لئے آنا۔ یہ لفظ زَور سے نکلا ہے جس کا معنی ہے سینہ کی ہڈیوں کی ملنے کی جگہ یا میلان، رحجان اور رغبت۔‘‘

بطرس بستانی، محیط المحیط : 384

3- ’’محیط المحیط (ص : 384)‘‘ میں زیارت کا معنی یوں بھی لکھا ہے :

الزِّيارة مصدر و إسم بمعني الذهاب إلي مكان للاجتماع بأهله كزيارة الأحبة وللتبرّک بما فيه من الآثار کزيارة الأماکن.

’’لفظ زیارۃ مصدر بھی ہے اور اسم بھی۔ جس کا معنی کسی جگہ اہالیان سے ملنے کے لئے جانا جیسے دوست احباب کی ملاقات یا دوسرا معنی کسی جگہ موجود آثار سے حصول برکت کے لئے جانا جیسے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لئے جانا۔‘‘

4. لغت کی معروف کتاب ’’المصباح المنير‘‘ میں لکھا ہے :

والزِّيارة في العرف قصد المزور! کرامًا له واستئناسا به.

’’عرفِ عام میں زیارت سے مراد کسی شخص کے ادب و احترام اور اس سے محبت کی بناء پر اس کی ملاقات کے لئے جانا۔‘‘

فيومي، المصباح المنير في غريب شرح الکبير للرافعي، 1 : 260

اسی سے مَزَار ہے۔ جس کا معنی ہے وہ جگہ جس کی زیارت کی جائے۔ ابنِ منظور افریقی لکھتے ہیں :

وَالمَزَارُ موضع الزيارة.

’’مزار سے مراد زیارت کرنے کا مقام ہے۔‘‘

ابن منظور إفريقي، لسان العرب، 4 : 333

اسی سے زَائِر بھی ہے جس کا معنی ہے : زیارت کے لئے جانے والا شخص یا ملاقاتی۔

2. زیارت کا شرعی معنی و مفہوم

قرآن و حدیث کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ بعض ذواتِ عالیہ اور مقاماتِ مطہرہ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی نعمت ورحمت سے نوازا ہے اور اِن کو دیگر مخلوق پر ترجیح دی ہے۔ ان بابرکت ذوات اور اماکنِ مقدسہ پر حاضری کیلئے جانا مشروع، مسنون، مندوب اور مستحب عمل ہے، عرفِ عام میں اسی کو ’’زیارت‘‘ کہا جاتا ہے۔

3. زیارت کی اَقسام

دینِ اسلام میں زیارت کا اس قدر جامع تصور ہے کہ ہر واجب الاحترام شخصیت، متبرک چیز اور مقام کو صرف اور صرف دیکھنا ہی عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

النظر إلي الوالد عبادة، والنظر إلي الکعبة عبادة، والنظر في المصحف عبادة، والنظر إلي أخيک حباً له في اﷲ عبادة.

’’والد کی طرف دیکھنا عبادت ہے، کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے، قرآن حکیم کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور اپنے بھائی کی طرف رضائے الٰہی کے لئے محبت کی نگاہ سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔‘‘

بيهقي، شعب الإيمان، 7 : 187، رقم : 8760

مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن کی طرف دیکھنے کو عبادت فرمایا یہ دراصل زیارت کی مختلف اقسام ہیں۔ ذیل میں ہم اس حدیث سمیت دیگر نصوص کی روشنی میں زیارت کی اقسام کا ذکر کر رہے ہیں جن میں سرِ فہرست زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

(1) زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں بحالتِ ایمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا افضل ترین عمل تھا۔ ایمان کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والے خوش نصیب لوگوں کو ہی مرتبہ صحابیت پر فائز ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ یہ اتنا عظیم شرف اور امتیاز ہے جس پر قیامت تک کوئی اور شخص فائز نہیں ہو سکتا بے شک وہ پوری زندگی عبادت و ریاضت میں کیوں نہ صرف کر دے۔ ایسے خوش نصیب شخص کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

لَا تَمُسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أوْ رَأَي مَنْ رَآنِي.

’’اُس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا (یعنی صحابی) یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا (یعنی تابعی)۔‘‘

(1) ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل من رأي النبي صلي الله عليه وآله وسلم وصحبه، 5 : 694، رقم : 3858

اسی طرح بعد ازوصال زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت پر بھی اُمتِ مسلمہ کا اِجماع ہے۔ بعض ائمہ احناف اور مالکیہ کے علاوہ دیگر اہلِ سنت وجماعت کے مکاتب و مذاہب بھی اسے بعض حالات میں واجب قرار دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا حکم فرمایا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے :

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُواْ أَنفُسَهُمْ جَآؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُواْ اللّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواْ اللّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا O

’’اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے o‘‘

النساء، 4 : 64

درجِ بالا آیتِ مبارکہ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس کا اطلاق صرف حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ تک تھا بلکہ جس طرح قرآن کے تمام احکام قیامت تک کے لئے ہیں اسی طرح اس آیتِ مبارکہ کا اطلاق بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مطہرہ پر قیامت تک کے لئے ہوگا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے روضۂ اَطہر کی زیارت کے حوالے سے اِرشاد فرمایا، جسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے :

مَنْ زَارَ قَبْرِي، وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی.

’’جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔‘‘

1. دارقطني، السنن 2 : 278
2. بيهقي، شعب الإيمان، 3 : 490، رقم : 4159، 4160
3. حكيم ترمذي، نوادر الأصول، 2 : 67

احادیثِ صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبرِ انور کی زیارت کرنے کی بڑی ترغیب دلائی ہے جس پر تفصیلی بحث اِن شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ابواب میں کی جائے گی۔

(2) زیارتِ اولیاء و صالحین

ﷲتعالیٰ کے مقرب اور محبوب بندوں کی زیارت و ملاقات کے لئے جانا، عند ﷲ محبوب عمل ہے۔ اللہ گ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین سے ثابت ہے کہ صالحین کی زیارت اور ملاقات کو جانا چاہیے۔

1. قرآن مجید میں اللہ گ نے سورۃ الکھف(1) میں تفصیلاً بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت حضر علیہ السلام کی زیارت اور اُن کی صحبت سے مستفید ہونے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ حضرت حضر علیہ السلام کا شمار اللہ جل جلالہ کے صالحین اور مقرب بندوں میں ہوتا ہے جس سبب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُن کے علم سے استفادہ کے لئے خصوصی طور پر بھیجا گیا۔

الکھف، 18 : 60 - 82

اولیاء وصالحین کی زیارت کرنا مسنون عمل ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ طیبہ اور فرامینِ مبارکہ سے بھی اولیاء، صالحین، کامل مؤمنین اور متقین کی زیارت کو جانا ثابت ہے۔

2. ﷲ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی خاطر کسی کی زیارت و ملاقات محبتِ الٰہی کا باعث ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے : حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیثِ قدسی بیان کی کہ ﷲتعالیٰ فرماتا ہے :

وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَلِلمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَلِلْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَلِلْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ.

’’میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہوگئی جو صرف میرے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، میری خاطر ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں، میری رضا کے لئے ایک دوسرے کی زیارت و ملاقات کرتے ہیں اور میری رضا کے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔‘‘

1. مالک، الموطأ، 2 : 953، رقم : 1711
2. أحمد بن حنبل، المسند، 5 : 233، رقم : 22083

3. حضرت رزین بن حبش سے روایت ہے، کہتے ہیں :

أَتَيْنَا صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ، فَقَالَ : أَزَائِرِيْنَ؟ قُلْنَا : نَعَمْ فَقَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم : مَنْ زَارَ أَخَاهُ الْمُؤْمِنَ خَاضَ فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ حَتّي يَرْجِعَ، وَمَنْ عَادَ أَخَاهُ الْمُؤْمِنُ خَاضَ فِي الْجَنَّةِ حَتّي يَرْجِعَ.

’’ہم حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے، وہ پوچھنے لگے : ملاقات کرنے آئے ہو؟ ہم نے کہا : جی ہاں- اس پر انہوں نے فرمایا : رسول ﷲ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے : جو شخص اپنے مومن بھائی کی ملاقات کو جاتا ہے وہ واپسی تک جنت کے باغوں میں (ﷲتعالیٰ کی رحمت سے) مستفید ہوتا رہتا ہے، اور(اسی طرح) جو بندہ اپنے مومن بھائی کی عیادت کے لئے جاتا ہے وہ بھی واپسی تک جنت کے باغوں میں رہتا ہے-‘‘

1. طبراني، المعجم الكبير، 8 : 67، رقم : 7389
2. أبو نعيم، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، 5 : 89
3. منذري، الترغيب والترهيب، 2 : 248، رقم : 3898

زیارتِ صالحین کی مزید تفصیلات اس عنوان کے تحت آئندہ باب میں ملاحظہ فرمائیں-

(3) زیارتِ اَماکنِ مقدسہ

شریعتِ اسلامیہ میں مقدس مقامات کی زیارت کو جانے کی بھی اجازت ہے- ان بابرکت مقامات میں روئے زمین کی تمام مساجد، خصوصاً مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی، مسجدِ اقصیٰ، مسجدِ قباء اور بعض مقدس اماکن مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، فلسطین، شام اور یمن شامل ہیں- علاوہ ازیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دیگر انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کے مقاماتِ ولادت اور وصال کی زیارت کرنا بھی از روئے شرع جائز ہے-

(4) زیارتِ والدین

ایک اسلامی معاشرے میں والدین کا مقام و مرتبہ اتنا اونچا اور بلند ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں اپنے شکر کے ساتھ ہی والدین کے شکر کا بھی حکم دیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُo

’’تو میرا (بھی) شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔ (تجھے) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہےo‘‘

لقمان، 31 : 14

حج اور جہاد جیسے فرائض پر بھی خدمتِ والدین کو ترجیح حاصل ہے۔ وہ اولاد نیک اور سعادت مند ہے جو اپنے والدین کی فرماں بردار ہو۔ ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا سلوک کرے اور جنت کی مستحق ٹھہرے۔ والدین کی زیارت مندوب و مستحب عمل ہے اور ان کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہمیں اس امر کی ترغیب ملتی ہے کہ زیارتِ والدین عملِ خیر اور باعثِ اجر و ثواب ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍ يَنْظُرُ إِلَي وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً. قَالُوْا : وَإِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ؟ قَالَ : نِعَمُ اللّٰهِ أَكْبَرُ وَأَطْيَبُ.

’’کوئی بھی سعادت مند بیٹا اپنے والدین کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ اُسے ہر بار دیکھنے کے بدلے مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا : یا رسول اللہ صلی اللّٰہ ـعلیک وسلم! اگرچہ کوئی شخص ہر روز ایک سو مرتبہ والدین کی زیارت کرے (تو بھی اسے اتنا ہی اجر ملے گا)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : (ہاں ایسا ہی ہر مرتبہ ثواب ملے گا کیونکہ) اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتیں سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔‘‘

1. بيهقي، شعب الإيمان، 6 : 186، رقم : 7856
2. سيوطي، الدر المنثور، 5 : 264

حضرت محمد بن نعمان سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدِهِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَ كُتِبَ بَرًّا.

’’جس شخص نے ہر جمعۃ المبارک کو اپنے والدین میں سے دونوں یا کسی ایک کی قبر کی زیارت کی تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اس کا نام نیکوکاروں میں لکھ دیا جاتا ہے۔‘‘

1. طبراني، المعجم الأوسط، 6 : 185
2. بيهقي، شعب الإيمان، 6 : 201
3. سيوطي، الدر المنثور، 5 : 267

(5) زیارتِ اَحباب اور متعلقین

کسی شخص کا اپنے اَعزّہ و اَقارب، دوست احباب اور ہمسایوں کی ملاقات اور زیارت کے لئے جانا اور ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق ان کی عزت و احترام کرنا شرعاً مستحسن عمل ہے جو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔

1. حضرت عبد ﷲ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم كَانَ يُكْثِرُ زِيَارَةَ الْأَنْصَارِ خَاصَّةً وَعَامَّةً فَكَانَ إِذَا زَارَ خَاصّةً أَتيَ الرَّجُلَ فِي مَنْزِلِهِ وَإِذَا زَارَ عَامَّةً أَتَي الْمَسْجِدَ.

’’حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے خواص اور عوام کو اکثر شرفِ ملاقات بخشا کرتے تھے۔ جب کسی خاص آدمی سے ملاقات ہوتی تو اسے اپنے دولت کدے پر بلالیتے اور جب عام لوگوں سے ملاقات مقصود ہوتی تو مسجد میں تشریف لے آتے۔‘‘

أحمد بن حنبل، المسند، 4 : 398

2۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ عَادَ مَرِيْضًا أوْ زَارَ أَخًا لَهُ فِي اللهِ نَادَاهُ مُنَادٍ بِأَنْ طِبْتَ، وَطَابَ مَمْشَاکَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا.

’’جو شخص کسی بیمار کی عیادت کے لئے جائے یا محض اﷲتعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے کسی دینی بھائی کی زیارت کے لئے جائے تو اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے، تو پاک ہو، تیرا چلنا مبارک ہو، تو نے جنت میں اپنا گھر بنا لیا۔‘‘

1. ترمذي، السنن، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في زيارة الأخوان، 4 : 365، رقم : 2008
2. ديلمي، الفردوس بمأثور الخطاب، 3 : 490، رقم : 5521
3. بيهقي، شعب الإيمان، 6 : 403، رقم : 9026

3۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ أَتَي أَخَاهُ لَهُ يَزُوْرُهُ فِي اﷲِ إِلاَّ نَادَاهُ مَلَکٌ مِنَ السَّمَاءِ أَن طِبْتَ وَطَابَتْ لَکَ الْجَنَّةُ وَإِلاَّ قَالَ اﷲُ فِي مَلَکُوْتِ عَرْشِهِ (عَبْدِي) زَارَ فِيَّ، وَعَلَيَّ قِرَاهُ، فَلَمْ أَرْضَ لَهُ بِقِريٰ دُوْنَ الْجَنَّةِ.

’’جو شخص اﷲ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے کسی مسلمان بھائی کی ملاقات کے لئے جاتا ہے تو آسمان سے ایک فرشتہ پکارتا ہے، تو پاکیزہ ہو گیا، تجھے جنت مبارک ہو، اور اﷲتعالیٰ اپنے عرش کی بادشاہی میں ارشاد فرماتا ہے : میرا بندہ میری خاطر اپنے بھائی کی ملاقات کے لئے آیا ہے اب اس کا اعزاز و اکرام میرے ذمہ ہے۔ اس کے بدلے میں اس کے لئے جنت کے علاوہ کسی اور بدلہ پر راضی نہ ہوں گا۔‘‘

1. أبو يعلي، المسند، 7 : 166، رقم : 4140
2. مقدسي، الأحاديث المختارة، 7 : 237، رقم : 2679
3. منذري، الترغيب والترهيب، 3 : 247، رقم : 3890
4. أبو نعيم الأصبهاني، حلية الأولياء، 3 : 107

4۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

أَلاَ أُخْبِرُکُمْ بِرِجَالِکُمْ فِي الْجَنَّةِ؟ قُلْنَا : بَلَي يَارَسُولَ اﷲِ، قَالَ : النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَالصِّدِّيْقُ فِي الْجَنَّةِ، وَالشَّهِيْدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْمَوْلُوْدُ فِي الْجَنَّةِ. وَالرَّجُلُ يَزُوْرُ أَخَاهُ فِي نَاحِيَةِ الْمِصْرِ لَا يَزُوْرُهُ إِلاَّﷲِ فِي الْجَنَّةِ.

’’کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا، یار سول ﷲ ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : انبیاء علیہم السلام جنت میں ہوں گے، صدیق جنت میں ہوں گے، شہید جنت میں ہوں گے، نابالغ بچے جنت میں ہوں گے اور وہ شخص جنت میں ہوگا جو محض رضائے الٰہی کے لئے اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کے لئے شہر کے دور دراز محلے میں گیا۔‘‘

1. طبراني، المعجم الأوسط، 2 : 206، رقم : 1743
2. بيهقي، شعب الإيمان، 6 : 494، رقم : 9028
3. منذري، الترغيب والترهيب، 3 : 247، رقم : 3893

5۔ حضرت ابو رُزَین العقیلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

يَا أَبَا رُزَيْنٍ! إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا زَارَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، شَيَعَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَکٍ، يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ يَقُوْلُوْنَ : اَللَّهُمَّ کَمَا وَصَلَهُ فِيْکَ فَصِلْهُ.

’’اے ابو رُزین جب مسلمان بندہ اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کو جاتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں جو اس کے لئے (یہ) دعا کرتے ہیں : یاﷲ! جس طرح اس بندے نے تیری رضا کے لئے اپنے بھائی سے ملاقات کی تو بھی اس سے راضی ہو جا۔‘‘

1. طبراني، المعجم الأوسط، 8 : 176، 177، رقم : 8320
2. منذري، الترغيب والترهيب، 3 : 248، رقم : 3894

(6) زیارتِ قبور

قبور کی زیارت کرنا باعثِ اجر و ثواب اور تذکیرِ آخرت کا ذریعہ ہے۔ ائمۂ حدیث و تفسیر نے شرح و بسط کے ساتھ اس کی مشروعیت کو بیان کیا ہے۔ ائمہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جمیع مسلمانوں کو خواہ مرد ہو یا عورت زیارتِ قبور کی اجازت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا معمول مبارک بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتے، انہیں سلام کہتے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا فرما تے۔

زِیارت منافیء توحید نہیں

ہم نے اپنی کتاب ’’کتاب التوحید (جلد اوّل)‘‘ میں توحید اور شرک کی تقابلی بحث میں اس بات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ کسی عمل کا شرک ہونے کے لئے لازم ہے کہ وہ توحید کے معروف اقسام میں سے کسی کے مقابلے میں

آئے ورنہ ہر عمل شرک نہیں ہوسکتا۔ بعض لوگ مزارات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی حاضری و زیارت کو خلافِ توحید سمجھتے ہیں اور اسے شرک گردانتے ہیں حالانکہ کسی مزار کی زیارت کرنا اس بات کا صریح اعلان ہے کہ ہم کسی ایسی ہستی کی قبر کی زیارت کر رہے ہیں جو اس دنیا میں زندہ نہ رہا۔ اللہ عزوجل کی ذات موت سے پاک ہے۔ وہ حيّ و قيّوم ہے۔ وہ ازل سے ہے ابد تک رہے گا۔ اس ذاتِ قادر و قیوم کے بارے میں موت کا تصور بھی ممکن نہیں۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ.

’’اللہ، اس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں (وہ) ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے (سارے عالم کو اپنی تدبیر سے) قائم رکھنے والا ہے۔‘‘

آل عمران، 3 : 2

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہی اس لائق ہے کہ ہمیشہ زندہ رہنا اس کی خاص صفت ہے۔ مخلوق میں سے کوئی اس صفت سے متصف نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی کسی اور کے لئے اس طرح کی صفات کا اثبات کرے گا تو یقیناً شرک کا مرتکب ہو گا۔ فوت شدہ شخص اپنے تقویٰ طہارت اور للہیت کی وجہ سے صالح بزرگ تو ہوسکتا ہے لیکن خدا اور معبود نہیں۔

مسلمانوں کا اپنے فوت شدگان کی قبروں کی زیارت کے لئے جانا وہاں ان کے لئے دعا اور فاتحہ کرنا دراصل اس چیز کا اقرار ہے کہ یہ خدا نہیں تھے۔ اسی طرح سیدالعالمین حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ کی حاضری بھی اس چیز کا ثبوت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے محبوب نبی ہیں، اس کے شریک نہیں۔

آئندہ ابواب میں ہم اِن شاء اللہ تبارک وتعالیٰ زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، زیارتِ اولیاء و صالحین اور زیارتِ قبور پر تفصیلی بحث کرنے کے ساتھ ساتھ اِن پر وارد ہونے والے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات بھی دیں گے۔

- فصل اوّل : حیاتِ مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا معمول
- فصل دوم : بعد از وصال صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا معمول
- فصل سوم : زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشروعیت
- فصل چہارم : لاَ تُشَدُّ الرِّحَال کا صحیح مفہوم

فصل اَوّل

حیاتِ مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول

یہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اوّل تا آخر محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت کرتے تھے اسی محبت کا کرشمہ تھا کہ نہ انہیں اپنی جان کی پروا تھی، نہ مال و اولاد کی۔ وہ دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزیز جانتے تھے۔ ان کی اسی طاقت نے انہیں ہر طوفان سے ٹکرانے اور ہر مشکل سے سرخرو ہونے کا ہنر سکھایا۔ انہوں نے جس والہانہ عشق و محبت کا مظاہرہ کیا انسانی تاریخ آج تک اس کی نظیر پیش کر سکی اور نہ قیامت تک اس بے مثال محبت کے مظاہر دیکھنے ممکن ہوں گے۔ اُن کی محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے ہی اپنی بھوک پیاس کو بجھا لیتے تھے اور حالتِ نماز میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تَکتے رہتے تھے۔

کتبِ احادیث و سیر میں متعدد واقعات کا ذکر ہے جو انفرادی و اجتماعی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیش آئے۔ یہ واقعات اِس اَمر کی غمازی کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشاق صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے زندگی کی حرارت پاتے تھے۔ انہیں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک لمحہ کی جدائی بھی گوارا نہ تھی۔ ان مشتاقانِ دید کے دل میں ہر لمحہ یہ تمنا دھڑکتی رہتی تھی کہ ان کا محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی ان سے جدا نہ ہو اور وہ صبح و شام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے اپنے قلوب و اذہان کو راحت و سکون بہم پہنچاتے رہیں۔

ذیل میں اسی لازوال محبت کے چند مستند واقعات کا ذکر کیا جائے گا۔

1. صحابہ کی نماز اور زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسین منظر

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرض وصال میں جب تین دن تک حجرہ مبارک سے باہر تشریف نہ لائے تو وہ نگاہیں جو روزآنہ زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوا کرتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک جھلک دیکھنے کو ترس گئیں۔ جان نثارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا انتظار تھے کہ کب ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ بالآخر وہ مبارک و مسعود لمحہ ایک دن حالتِ نماز میں انہیں نصیب ہوگیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایامِ وصال میں جب نماز کی امامت کے فرائض سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد تھے۔ پیر کے روز تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں حسبِ معمول باجماعت نماز ادا کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدرے افاقہ محسوس کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ مبارک سے مسجدِ نبوی میں جھانک کر گویا اپنے غلاموں کو صدیق کی اقتداء

میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر اظہارِ اطمینان فرما رہے تھے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں :

فكشف النبي صلي الله عليه وآله وسلم ستر الحجرة، ينظرإلينا وهو قائمٌ، كأن وجهه ورقة مصحف، ثم تبسّم.

’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھا کر کھڑے کھڑے ہمیں دیکھنا شروع فرمایا۔ (ہم نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو یوں لگا) جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور کھلا ہوا قرآن ہو، پھر مسکرائے۔‘‘

1. بخاري، الصحيح، کتاب الأذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، 1 : 240، رقم : 648
2. مسلم، الصحيح، کتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر، 1 : 315، رقم : 419
3. ابن ماجه، السنن، کتاب الجنائز، باب في ذکر مرض رسول ﷲ صلي الله عليه وآله وسلم، 1 : 519، رقم : 1624
4. أحمد بن حنبل، المسند، 3 : 163

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

فهممنا أن نفتتن من الفرح برؤية النبي صلي الله عليه وآله وسلم، فنکص أبوبکر علي عقبيه ليصل الصف، وظنّ أن النّبيّ صلي الله عليه وآله وسلم خارج إلي الصلوٰة.

’’حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں قریب تھا کہ ہم لوگ نماز چھوڑ بیٹھتے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے پلٹے تاکہ صف میں شامل ہوجائیں اور انہوں نے یہ سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے باہر تشریف لانے والے ہیں۔‘‘

1. بخاري، الصحيح، کتاب الأذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، 1 : 240، رقم : 648
2. بيهقي، السنن الکبريٰ، 3 : 75، رقم : 4825
3. عبدالرزاق، المصنف، 5 : 433

ان پرکیف لمحات کی منظر کشی رِوایت میں یوں کی گئی ہے :

فلما وضح وجه النبي صلي اللہ عليه وآله وسلم ما نظرنا منظرًا کان أعجب إلينا من وجه النبي صلي اللہ عليه وآله وسلم حين وضح لنا.

’’جب (پردہ ہٹا اور) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔‘‘

1. بخاري، الصحيح، کتاب الأذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، 1 : 241، رقم : 649
2. مسلم، الصحيح، کتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر، 1 : 315، رقم : 419
3. ابن خزيمه، الصحيح، 2 : 372، رقم : 1488

مسلم شریف میں فھممنا ان نفتتن کی جگہ یہ الفاظ منقول ہیں :

فبهتنا ونحن في الصلوة، من فرح بخروج النبي صلي اللہ عليه وآله وسلم.

’’ہم دورانِ نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باہر تشریف لانے کی خوشی میں حیرت زدہ ہو گئے (یعنی نماز کی طرف توجہ نہ رہی)۔‘‘

مسلم، الصحيح، کتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر، 1 : 315، رقم : 419

علامہ اقبال نے حالتِ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقِ زار حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دیدارِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منظر کی کیا خوبصورت لفظی تصویر کشی کی ہے :

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

2. زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھوک کا مداوا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت صحابہ کرام کے لئے اتنی بڑی قوت اور سعادت تھی کہ یہ بھوکوں کی بھوک رفع کرنے کا ذریعہ بھی بنتی تھی۔ چہرۂ اقدس کے دیدار کے بعد قلب ونظر میں اترنے والے کیف کے سامنے بھوک و پیاس کے احساس کی کیا حیثیت تھی؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت کا شانۂ نبوت سے باہر تشریف لائے کہ

لا يخرج فيها و لا يلقاه فيها أحد.

’’آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے کبھی اس وقت باہر تشریف نہ لاتے تھے اور نہ ہی کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرتا۔‘‘

دراصل ہوا یوں تھا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی بھوک سے مغلوب باہر تشریف لے آئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رفیقِ سفر اور یارِ غار سے پوچھا :

ما جاء بک يا أبا بکر؟

’’اے ابوبکر! تم اس وقت کیسے آئے ہو؟‘‘

اس وفا شعار پیکرِ عجزو نیاز نے ازراہِ مروّت عرض کیا :

خرجت ألقي رسول اﷲ صلي اﷲ عليه وآله وسلم وأنظر في وجهه و التسليم عليه.

’’یا رسول اﷲ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف آپ کی ملاقات، چہرہ انور کی زیارت اور سلام عرض کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔‘‘

تھوڑی دیر بعد ہی سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی اسی راستے پر چلتے ہوئے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوگئے۔ نبیء رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا :

ما جاء بک يا عمر؟

’’اے عمر! تمہیں کون سی ضرورت اس وقت یہاں لائی؟‘‘

شمعِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانے نے حسبِ معمول لگی لپٹی کے بغیر عرض کی :

الجوع، يا رسول الله.

’’یا رسول اللہ! بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔‘‘

1. ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب الزهد، باب في معيشة أصحاب النبي صلي الله عليه وآله وسلم، 4 : 583، رقم : 2369
2. ترمذي، الشمائل المحمدية، 1 : 312، رقم : 373
3. حاكم، المستدرک، 4 : 145، رقم : 7178

شمائلِ ترمذی کے حاشیہ پر مذکورہ حدیث کے حوالے سے یہ عبارت درج ہے :

لعل عمر رضي الله عنه جاء ليتسلي بالنظر في وجه رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم كما كان يصنع أهل مصر في زمن يوسف عليه السلام، و لعل هذا المعني كان مقصود أبي بكر رضي الله عنه و قد أدي بالطف وجه كأنه خرج رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم لما ظهر عليه بنور النبوة أن أبابكر طالب ملاقاته، وخرج أبوبكر لما ظهر عليه بنور الولاية أنه صلي الله عليه وآله وسلم خرج في هذا الوقت لانجاح مطلوبه.

’’حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس لئے تشریف لائے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت سے اپنی بھوک مٹانا چاہتے تھے، جس طرح مصر والے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن سے اپنی بھوک کو مٹا لیا کرتے تھے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عمل میں بھی یہی راز مضمر تھا۔ مگر مزاج شناس نبوت نے اپنا مدعا نہایت ہی لطیف انداز میں بیان کیا اور یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نورِ نبوت کی وجہ سے ان کا مدعا بھی آشکار ہو چکا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیوں طالبِ ملاقات ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نورِ ولایت کی وجہ سے واضح ہو چکا تھا کہ اس گھڑی آقائے مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار انہیں ضرور نصیب ہو گا۔‘‘

شمائل الترمذي : 27، حاشيه : 3

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں جاں نثاروں کی حالت سے باخبر ہونے پر اپنی زیارت کے طفیل ان کی بھوک ختم فرما دی۔ یہ

واقعہ باہمی محبت میں اخلاص اور معراج کا منفرد انداز لیے ہوئے ہے۔

3. ٹکٹکی باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

کائنات کا سارا حسن و جمال نبیء آخر الزماں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور میں سمٹ آیاتھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت سے مشرف ہونے والا ہر شخص جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس طرح کھو جاتا کہ کسی کو آنکھ جھپکنے کا یارا بھی نہ ہوتا اور نگاہیں اٹھی کی اٹھی رہ جاتیں۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں :

كان رجل عند النبي صلي الله عليه وآله وسلم ينظر إليه لا يطرف.

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے چہرۂ انور) کو (اِس طرح ٹکٹکی باندھ کر) دیکھتا رہتا کہ وہ اپنی آنکھ تک نہ جھپکتا۔‘‘

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس جاں نثار صحابی کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا :

ما بالک؟

’’اِس (طرح دیکھنے) کا سبب کیا ہے؟‘‘

اس عاشقِ رسول صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا :

بأبي و أمي! أتمتع من النظر إليک.

’’میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔‘‘

1. قاضي عياض، الشفاء، 2 : 566
2. قسطلاني، المواهب اللدنية، 2 : 94

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جاں نثارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خودسپردگی کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

حسن و جمال میں اس طرح کھو جائے کہ دنیا کی ہر شے سے بے نیاز ہو جائے۔

4. سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی خواہشِ زیارت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کس طرح چہرۂ نبوت کے دیدارِ فرحت آثار سے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان کیا کرتے تھے اور ان کے نزدیک پسند و دلبستگی کا کیا معیار تھا؟ اس کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارِ غار سے متعلق درج ذیل روایت سے بخوبی ہو جائے گا :

ایک مرتبہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تمہاری دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں : خوشبو، نیک خاتون اور نماز جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی عرض کیا : یا رسول اللہ! مجھے بھی تین ہی چیزیں پسند ہیں :

النظر إلي وجه رسول اﷲ صلي اﷲ عليه وآله وسلم، وإنفاق مالي علي رسول اﷲ صلي اﷲ عليه وآله وسلم، وأن يکون ابنتي تحت رسول اﷲ صلي اﷲ عليه وآله وسلم.

’’آپ صلی ﷲ علیک وسلم کے چہرۂ اقدس کو تکتے رہنا، اللہ کا عطا کردہ مال آپ صلی ﷲ علیک وسلم کے قدموں پر نچھاور کرنا اور میری بیٹی کا آپ صلی ﷲ علیک وسلم کے عقد میں آنا۔‘‘

ابن حجر، منبہات : 21 - 22

5. شیخین رضی اﷲ عنہما کا منفرد اعزاز

صدیقِ باوفا رضی اللہ عنہ کو سفرِ ہجرت میں رفاقتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز حاصل ہوا، جبکہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مرادِ رسول ہونے کے شرفِ لازوال سے مشرف ہوئے۔ ان جلیل القدر شخصیات کو صحابہ رضی اللہ عنھم کی عظیم جماعت میں کئی دیگر حوالوں سے بھی خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

أن رسول اﷲ صلي اﷲ عليه وآله وسلم کان يخرج علي أصحابه من المهاجرين

والأنصار، وهم جلوس وفيهم أبوبكر وعمر، فلا يرفع إليه أحد منهم بصره إلا أبوبكر وعمر، فإنهما كانا ينظران إليه وينظر إليهما ويتبسّمان إليه ويتبسّم إليهما.

’’حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے مہاجر اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہوتے اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اﷲ عنہما بھی ان میں ہوتے تو کوئی صحابی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ کرتا، البتہ ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کو مسلسل دیکھتے رہتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کو دیکھتے، یہ دونوں حضرات رسول اﷲ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر مسکراتے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کو دیکھ کر تبسم فرماتے۔‘‘

1. ترمذي، السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر كليهما، 5 : 612، رقم : 3668
2. أحمد بن حنبل، المسند، 3 : 150
3. طيالسي، المسند، 1 : 275، رقم : 2064

6. سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کیفیتِ اِضطراب

یوں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی آرزو اور تمنا ہر صحابی رسول کے دل میں اس طرح بسی ہوئی تھی کہ اُن کی زندگی کا کوئی لمحہ اس سے خالی نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکون کی دولت نصیب ہوتی اور معرفتِ الٰہی کے دریچے ان پر روشن ہو جاتے۔ اُن کے دل کی دھڑکن میں زیارتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش اس درجہ سما گئی تھی کہ اگر کچھ عرصہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار میسر نہ آتا تو وہ بے قرار ہو جاتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر جو کیفیت گزرتی تھی اس کے بارے میں وہ خود روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض گزاری :

إني إذا رأيتک طابت نفسي و قرّت عيني، فأنبئني عن كل شئ، قال : كل خلق الله من الماء.

’’جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں (تو تمام غم بھول جاتا ہوں اور) دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں، پس مجھے تمام اشیاء (کائنات کی تخلیق) کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا : اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی تخلیق پانی سے کی ہے۔‘‘

1. احمد بن حنبل، المسند، 2 : 323
2. حاکم، المستدرک علي الصحيحين، 4 : 176، رقم : 7278

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں سے ہر کوئی فنا فی الرسول کے مقام پر فائز تھا اُن کا جینا مرنا، عبادت ریاضت، جہاد تبلیغ سب کچھ ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منسوب تھا۔ اس لئے وہ اپنے آقا و مولا سے ایک لمحہ کی جدائی گوارا نہ کرتے تھے اور ہر لمحہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں مست و بے خود رہتے۔

فصل دوم

بعداَز وصال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول

گزشتہ فصل میں مذکور واقعات سے ثابت ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح و شام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دیدار سے اپنے مضطرب قلوب و اذہان کو راحت و سکون بہم پہنچاتے رہے اُن کے دل میں ہر لمحہ یہ تمنا رہتی تھی کہ اُن کا محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی اُن سے جدا نہ ہو پس جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیاتِ محبت کا والہانہ اظہار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ میں ہوا، اسی طرح بعد از وصال بھی وہ دیوانہ وار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری دیتے اور اس حاضری میں بھی ان کی کیفیات دیدنی ہوتیں۔ یعنی ادبِ بارگاہِ رسالت کے ساتھ ساتھ محبت اور عشق کی تمام تر بے قراریاں، جذب وشوق اور کیفیتِ فراق اور غمِ ہجر کی لذتیں ان کے ایمان کو جلا بخشتی تھیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کی زیارت کے حوالہ سے صحابہ کرام کے ان ہی کیفیاتِ شوق پر مبنی معمولات درج ذیل ہیں :

1۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول

حضرت کعب الاحبار کے قبولِ اسلام کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا :

هل لک أن تسيرمعي إلي المدينة فتزور قبر النبي صلي الله عليه وآله وسلم وتتمتع بزيارته، فقلت نعم يا أمير المؤمنين.

’’کیا آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت اور فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں گے؟‘‘ تو انہوں نے کہا : ’’جی! امیر المؤمنین۔‘‘

پھر جب حضرت کعب الاحبار اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے بارگاہِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دی اور سلام عرض کیا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدفن مبارک پر کھڑے ہوکر اُن کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی-

1. واقدي، فتوح الشام، 1 : 244
2. هيتمي، الجوهر المنظم : 27. 28

2- اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی ﷲ عنہا کا معمول

حضرت عائشہ صدیقہ رضی ﷲ عنہا کا معمول تھا کہ آپ اکثر روضہ مبارک پر حاضر ہوا کرتی تھیں- وہ فرماتی ہیں :

كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم وَ أَبِي، فَاَضَعُ ثَوْبِي فَأَقُوْلُ إنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَ اللهِ مَا دَخَلْتُ اِلَّا وَ أَنَا مَشْدُوْدَة عَلَيَ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ.

’’میں اس مکان میں جہاں رسول ﷲ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرے والد گرامی مدفون ہیں جب داخل ہوتی تو یہ خیال کرکے اپنی چادر (جسے بطور برقع اوڑھتی وہ) اتار دیتی کہ یہ میرے شوہرِ نامدار اورِ والدِ گرامی ہی تو ہیں لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا تو اللہ کی قسم میں عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کی وجہ سے بغیر کپڑا لپیٹے کبھی داخل نہ ہوئی-‘‘

1. أحمد بن حنبل، المسند، 6 : 202
2. حاكم، المستدرک، 3 : 61، رقم : 4402
3. مقريزي، اِمتاعُ الاسماع، 14 : 607

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی ﷲ عنہا کا روضۂ اقدس پر حاضری کا ہمیشہ معمول تھا- حضرت عائشہ رضی ﷲ عنہا نے اہلِ مدینہ کو قحط سالی کے خاتمے کے لئے قبرِ انور پر حاضر ہو کر توسل کرنے کی تلقین فرمائی- امام دارِمی صحیح اِسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں :

قُحِطَ أهل الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا إِلَي عائشة ، فَقَالَتْ : انْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ

صلي اللہ علیه وآله وسلم فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كِوًي إِلَي السَّمَاءِ، حَتَّي لَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ، قَالَ : فَفَعَلُوْا فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتَّي نَبَتَ الْعُشْبُ، وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتَّي تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ، فَسُمِّيَ ’’عَامَ الْفَتْقِ‘‘.

’’ایک مرتبہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوگئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اپنی دِگرگوں حالت کی) شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ مبارک کے پاس جاؤ اور اس سے ایک روشندان آسمان کی طرف کھولو تاکہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایسا کرنے کی دیر تھی کہ اتنی زور دار بارش ہوئی جس کی وجہ سے خوب سبزہ اُگ آیا اور اُونٹ اتنے موٹے ہوگئے کہ (محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے۔ پس اُس سال کا نام ہی ’’عامُ الفتق (سبزہ و کشادگی کا سال)‘‘ رکھ دیا گیا۔‘‘

1. دارمي، السنن، 1 : 56، رقم : 92
2. ابن جوزي، الوفا بأحوال المصطفيٰ : 817. 818، رقم : 1534
3. سبکي، شفاء السقام في زيارة خير الأنام : 128

ثابت ہوا کہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہلِ مدینہ کو رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ مبارک کو وسیلہ بنانے کی ہدایت فرمائی، جس سے اُن پر طاری شدید قحط ختم ہو گیا، اور موسلا دھار بارش نے ہر طرف بہار کا سماں پیدا کر دیا۔ جہاں انسانوں کو غذا ملی وہاں جانوروں کو چارا ملا، اِس بارش نے اہلِ مدینہ کو اتنا پر بہار اور خوشحال بنا دیا کہ انہوں نے اس پورے سال کو ’عام الفتق (سبزہ اور کشادگی کا سال)‘ کے نام سے یاد کیا۔

بعض لوگوں نے اس رِوایت پر اعتراضات کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی سند کمزور ہے لہٰذا یہ روایت بطورِ دلیل پیش نہیں کی جا سکتی لیکن مستند علماء نے اِسے قبول کیا ہے اور بہت سی ایسی اسناد سے استشہاد کیا ہے جو اس جیسی ہیں یا اس سے کم مضبوط ہیں۔ لہٰذا اس روایت کو بطورِ دلیل لیا جائے گا کیونکہ امام نسائی کا مسلک یہ ہے کہ جب تک تمام محدّثین ایک راوی کی حدیث کے ترک پر متفق نہ ہوں، اس کی حدیث ترک نہ کی جائے۔

(1) عسقلاني، شرح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر :

233ایک اور اعتراض اس روایت پر یہ کیا جاتا ہے کہ یہ موقوف ہے یعنی صرف صحابیہ تک پہنچتی ہے، اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں ہے۔ اس لئے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ تک اس کی اسناد صحیح بھی ہوں تو یہ دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ ذاتی رائے پر مبنی ہے اور بعض اوقات صحابہ کی ذاتی رائے صحیح ہوتی ہے اور بعض اوقات اس میں صحت کا معیار کمزور بھی ہوتا ہے،

لہٰذا ہم اس پر عمل کرنے کے پابند نہیں۔

اس بے بنیاد اعتراض کا سادہ لفظوں میں جواب یہ ہے کہ نہ صرف اس روایت کی اسناد صحیح اور مستند ہیں بلکہ کسی بھی صحابی نے نہ تو حضرت عائشۃ رضی اﷲ عنہا کے تجویز کردہ عمل پر اعتراض کیا اور نہ ہی ایسا کوئی اعتراض مروی ہے جس طرح حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں اس آدمی پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا جو قبرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آ کر بارش کے لیے دعا کرتا ہے۔ یہ روایتیں صحابہ کا اجماع ظاہر کرتی ہیں اور ایسا اجماع بہر طور مقبول ہوتا ہے۔ کوئی شخص اس عمل کوناجائز یا بدعت نہیں کہہ سکتا کہ جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سکوت نے جائز یا مستحب قرار دیا ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کے لزوم کے بارے میں امام شافعی فرماتے ہیں :

رأيهم لنا خير من رأينا لأنفسنا.

’’ہمارے لیے ان کی رائے ہمارے بارے میں ہماری اپنی رائے سے بہتر ہے۔‘‘

ابن قيم، أعلام الموقعين عن ربّ العالمين، 2 : 186

علامہ ابنِ تیمیہ نے اس روایت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور حضرت عائشۃ رضی اﷲ عنہا کی پوری زندگی میں روضۂ اقدس کی چھت میں اس طرح کا کوئی سوراخ موجود نہیں تھا۔ یہ اعتراض کمزور ہے کیونکہ امام دارمی اور ان کے بعد آنے والے آئمہ و علماء اس طرح کی تفصیل متاخرین سے زیادہ بہتر جانتے تھے۔ مثال کے طور پر مدنی محدّث و مؤرخ امام علی بن احمد سمہودی نے علامہ ابنِ تیمیہ کے اعتراض کا ردّ اور امام دارمی کی تصدیق کرتے ہوئے ’’وفاء الوفاء (2 : 560)‘‘ میں لکھا ہے :

’’زین المراغی نے کہا : ’جان لیجئے کہ مدینہ کے لوگوں کی آج کے دن تک یہ سنت ہے کہ وہ قحط کے زمانہ میں روضۂ رسول کے گنبد کی تہہ میں قبلہ رُخ ایک کھڑکی کھولتے اگرچہ قبر مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے دور میں بھی مقصورہ شریف، جس نے روضہ مبارک کو گھیر رکھا ہے، کا باب المواجہ یعنی چہرۂ اقدس کی جانب کھلنے والا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور لوگ وہاں (دعا کے لیے) جمع ہوتے ہیں۔‘‘

سمهودي، وفاء الوفاء، 2 : 560

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس جا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسُّل سے دعا کرنے کا معمول عثمانی ترکوں کے زمانے یعنی بیسویں صدی کے اوائل دور تک رائج رہا، وہ یوں کہ جب قحط ہوتا اور بارش نہ ہوتی تو اہلِ مدینہ کسی کم عمر سید زادہ کو وضو کروا کر اوپر چڑھاتے اور وہ بچہ اس رسی کو کھینچتا جوقبرِ انور کے اوپر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اﷲ عنہا کے فرمان کے مطابق سوراخ کے ڈھکنے کو بند کرنے کے لئے لٹکائی ہوئی تھی۔ اس طرح جب قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی

پردہ نہ رہتا تو بارانِ رحمت کا نزول ہوتا۔

3. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اﷲ عنہما کا معمول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اﷲ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس لوٹتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری دیتے اور عرض کرتے :

السّلام عليک يا رسول اﷲ! السّلام عليک يا أبا بکر! السّلام عليک يا أبتاه!

’’اے اللہ کے (پیارے) رسول! آپ پر سلامتی ہو، اے ابوبکر! آپ پر سلامتی ہو، اے ابا جان! آپ پر سلامتی ہو۔‘‘

1. عبدالرزاق، المصنف، 3 : 576، رقم : 6724
2. ابن أبي شيبة، المصنف، 3 : 28، رقم : 11793
3. بيهقي، السنن الکبريٰ، 5 : 245، رقم : 10051

قاضی عیاض نے ’’الشفاء (2 : 671)‘‘ میں جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداﷲ بن عمر رضی اﷲ عنہما کو سو (100) سے زائد مرتبہ قبرِ انور پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا، اور مقریزی نے بھی ’’اِمتاع الاسماع (14 : 618)‘‘ میں یہی نقل کیا ہے۔ ابن الحاج مالکی نے ’’المدخل (1 : 261)‘‘ میں اِس کی تائید کی ہے۔ علاوہ ازیں ابنِ حجر مکی نے ’’الجوہر المنظم (ص : 28)‘‘ اور زرقانی نے ’’شرح المواہب اللدنیۃ (12 : 198)‘‘ میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

حضرت عبداﷲ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداﷲ بن عمر رضی اﷲ عنہما کو دیکھا کہ جب سفر سے واپس لوٹتے تو مسجدِ (نبوی) میں داخل ہوتے اور یوں سلام عرض کرتے :

السّلام عليک يا رسول اﷲ! السّلام علي أبي بکر! السّلام علي أبي.

’’اے اللہ کے (پیارے) رسول! آپ پر سلام ہو، ابوبکر پر سلام ہو (اور) میرے والد پر بھی سلام ہو۔‘‘

اس کے بعد حضرت عبداﷲ بن عمر دو رکعات نماز ادا فرماتے۔

1. ابن إسحاق أزدي، فضل الصّلاة علي النبي صلي الله عليه وآله وسلم : 90. 91، رقم : 97 - 98

2. ابن حجر عسقلانی نے ’’المطالب العالية (1 : 371، رقم : 1250)‘‘ میں عمر بن محمد کی اپنے والد سے نقل کردہ روایت بیان کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں۔

4. حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول

حضرت ابو اُمامہ بیان کرتے ہیں :

رَأيتُ أنَس بن مَالِک أتِي قَبْر النَّبِي صلي اﷲ عليه وآله وسلم فوقف فرفع يديه حتي ظننتُ أنه افتتح الصّلاة فسلّم علي النّبيّ صلي اﷲ عليه وآله وسلم ثم انصرف.

’’میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر آتے دیکھا، انہوں نے (وہاں آ کر) توقف کیا، اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ شاید میں نے گمان کیا کہ وہ نماز ادا کرنے لگے ہیں۔ پھر انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا، اور واپس چلے آئے۔‘‘

1. بيهقي، شعب الإيمان، 3 : 491، رقم : 4164
2. قاضي عياض، الشفاء، 2 : 671
3. مقريزي، اِمتاع الأسماع، 14 : 618

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فقط بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سلام عرض کرنے کا شرف حاصل کرنے کے لئے بھی مسجدِ نبوی میں آتے تھے۔

5. حضرت جابر بن عبداﷲ رضی اﷲ عنہما کا معمول

امام محمد بن منکدر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب روتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے :

هاهنا تسكب العبرات، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اﷲِ صلي اﷲ عليه وآله وسلم يَقُوْلُ : مَا بَيْنَ قَبْرِيْ وَمِنْبَرِي رَوْضَة مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ.

’’یہی وہ جگہ ہے جہاں (فراقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آنسو بہائے جاتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے : میری قبر اور منبر

کے درمیان والی جگہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔‘‘

1. بيهقي، شعب الإيمان، 3 : 491، رقم : 4163
2. أحمد بن حنبل، المسند، 3 : 389
3. أبو يعلي، المسند، 2 : 190، رقم : 1778

6. حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خواب میں زیارت کا حکم

عاشقِ مصطفیٰ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وِصال مبارک کے بعد یہ خیال کرکے شہرِ دلبر۔ ۔ ۔ مدینہ منورہ۔ ۔ ۔ سے شام چلے گئے کہ جب یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نہ رہے تو پھر اِس شہر میں کیا رہنا! حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کیا تو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خواب میں آئے اور فرمایا :

ما هذه الجفوة، يا بلال؟ أما آن لک أن تزورني؟ يا بلال!.

’’اے بلال! یہ فرقت کیوں ہے؟ اے بلال! کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم ہم سے ملاقات کرو؟‘‘

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اَشک بار ہو گئے۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو حکم سمجھا اور مدینے کی طرف رختِ سفر باندھا، اُفتاں و خیزاں روضۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی اور بے چین ہوکر غمِ فراق میں رونے اور اپنے چہرے کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ملنے لگے۔

1. سبکي، شفاء السقام في زيارة خير الأنام : 39
2. ابن حجر مکي، الجوهر المنظم : 27
3. ذهبي، سير أعلام النبلاء، 1 : 358
4. ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، 7 : 137
5. شوکاني، نيل الأوطار، 5 : 180

7. حضرت ابو ایوب اَنصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت داؤد بن صالح سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مروان بن الحکم روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے۔ مروان نے اسے کہا : کیا تو جانتا ہے کہ تو یہ کیا کر رہا ہے؟ جب مروان اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ حضرت

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے جواب دیا :

نَعَمْ، جِئْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلي اللّٰه عليه وآله وسلم وَ لَمْ آتِ الْحَجَرَ.

’’ہاں (میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں)، میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔‘‘

1. أحمد بن حنبل، المسند، 5 : 422
2. حاكم، المستدرک، 4 : 560، رقم : 8571
3. طبراني، المعجم الكبير، 4 : 158، رقم : 3999

امام احمد بن حنبل کی بیان کردہ روایت کی اِسناد صحیح ہیں۔ امام حاکم نے اسے شیخین (بخاری و مسلم) کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے جبکہ امام ذہبی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

8. حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ نبوت میں سلام

یزید بن ابی سعید المقبری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ جب میں نے انہیں الوداع کہا تو انہوں نے فرمایا : مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے، پھر فرمایا :

إذا أتيت المدينة ستري قبر النّبيّ صلي اللّٰه عليه وآله وسلم، فأقرئه منّي السّلام.

’’جب آپ مدینہ منورہ حاضر ہوں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ مبارک پر حاضری دے کر میری طرف سے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں) سلام (کا تحفہ و نذرانہ) پیش کر دیجئے گا۔‘‘

1. بيهقي، شعب الإيمان، 3 : 492، رقم : 4166 - 4167
2. قاضي عياض، الشفاء، 2 : 670
3. مقريزي، إمتاع الأسماع، 14 : 618
4. ابن حاج، المدخل، 1 : 261
5. قسطلاني، المواهب اللدنية، 4 : 573

ایک دوسری روایت میں ہے :

كان عمر بن عبد العزيز يوجه بالبريد قاصدًا إلي المدينة ليقري عنه النبي صلي اللّٰه

علیه وآله وسلم.

’’حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ آپ ایک قاصد کو شام سے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی طرف سے درود و سلام کا ہدیہ پیش کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔‘‘

1. بيهقي، شعب الإيمان، 3 : 491، 492، رقم : 4166
2. ابن حاج، المدخل، 1 : 261

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک صحابیہ آئی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں گھائل تھی۔ اُس نے آپ صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کی درخواست کی۔ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کے وقت وہ عورت اِتنا روئی کہ اُس نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

1. قسطلاني، المواهب اللدنية، 4 : 581
2. زرقاني، شرح المواهب اللدنية، 12 : 196

درج بالا علمی تحقیق سے ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں اور بعد از وصال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضری دیا کرتے تھے۔ اُن کا حاضری دینے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ آقا علیہ السلام کی حیات اور بعد از وصال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوضات و برکات سے مستفید ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد جمیع امتِ مسلمہ کا بھی یہ معمول رہا ہے کہ وہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری دینے کو اپنے لئے باعثِ سعادت و خوش بختی سمجھتی ہے۔

فصل سوُم

زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشروعیت

1. بحث القرآن
2. بحث الحديث
3. بحث الفقہ والسلوک
4. بحث المصادر

1. بحث القرآن

قبرِ انور کی زیارت کی شرعی حیثیت پر اُمتِ مسلمہ کا اِجماع ہے۔ کئی ائمہِ احناف کے نزدیک واجب ہے جبکہ ائمہِ مالکیہ کے نزدیک قطعی طور پرواجب ہے۔ اُن کے علاوہ دیگر اہلِ

سنت کے مکاتب و مذاہب بھی اُسے واجب قرار دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا حکم یوں فرمایا ہے :

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُواْ أَنفُسَهُمْ جَآؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُواْ اللّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواْ اللّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ○

’’اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے ○‘‘

النساء، 4 : 64

اس آیتِ کریمہ کو فقط سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات پر محمول کرنا، جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے، نصِ قرآنی کا غلط اِطلاق اور قرآن فہمی سے ناآشنائی کی دلیل ہے۔ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے محدّثین و مفسرین نے بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کو مطلق قرار دیا ہے۔ حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں :

يُرشد تعالي العصاة والمُذنبين إذا وقع منهم الخطأ والعصيان أن يأتوا إلي الرسول صلي الله عليه وآله وسلم، فيستغفروا الله عنده، ويسألوه أن يغفر لهم، فإنهم إذا فعلوا ذٰلک تاب الله عليهم ورحمهم وغفر لهم، ولهذا قال : ﴿لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ وقد ذکر جماعة منهم الشيخ أبومنصور الصبّاغ في کتابه الشامل الحکاية المشهورة، عن العتبي، قال : کنتُ جالساً عند قبر النبي صلي الله عليه وآله وسلم، فجاء أعرابي فقال : السلام عليک يارسول الله! سمعتُ الله يقول : ﴿ وَ لَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ وقد جئتُکَ مستغفراً لذنبي مستشفعاً بکَ إلي ربي. ثم

أنشأ يقول :

يا خير من دفنت بالقاع أعظمه
فطاب من طيبهن القاع و الأكم

نفسي الفداء لقبر أنت ساكنه
فيه العفاف وفيه الجود والكرم

ثُم انصرف الأعرابيّ، فغلبتني عيني، فرأيت النبي صلي اللہ عليه وآله وسلم في النوم، فقال : يا عتبي! الحق الأعرابيّ، فبشره أن اللہ قد غفر له.

’’اللہ تعالیٰ نے عاصیوں اور خطاکاروں کو ہدایت فرمائی ہے کہ جب ان سے خطائیں اور گناہ سرزد ہوجائیں تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرنا چاہئے اور خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی عرض کرنا چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے لئے دعا فرمائیں جب وہ ایسا کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع فرمائے گا، انہیں بخش دے گا اور ان پر رحم فرمائے گا۔ اِسی لئے فرمایا گیا : لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے)۔ یہ روایت بہت سوں نے بیان کی ہے جن میں سے ابو منصور صباغ نے اپنی کتاب ’الحکایات المشہورۃ‘ میں لکھا ہے : عُتبی کا بیان ہے کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک دیہاتی آیا اور اس نے کہا : ’’السّلام علیکَ یا رسول اللہ! میں نے سنا ہے کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے : ’’اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی اُن کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے o‘‘ میں آپ صلی اللہ علیک و سلم کی خدمت میں اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہوئے اور آپ کو اپنے رب کے سامنے اپنا سفارشی بناتے ہوئے حاضر ہوا ہوں۔‘‘ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے :

(اے مدفون لوگوں میں سب سے بہتر ہستی! جن کی وجہ سے میدان اور ٹیلے اچھے ہو گئے، میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ صلی اللہ علیک وسلم رونق افروز ہیں، جس میں بخشش اور جود و کرم جلوہ افروز ہے۔)

پھر اعرابی تو لوٹ گیا اور مجھے نیند آگئی، میں نے خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرما رہے تھے :
عُتبی! اعرابی حق کہہ رہا ہے، پس تو جا اور اُسے خوش خبری سنا دے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔‘‘

ابن کثير، تفسير القرآن العظيم، 1 : 519 - 520

اعرابی کا مذکورہ بالا مشہور واقعہ درج ذیل کتب میں بھی بیان کیا گیا ہے :

1. بيهقي، شعب الإيمان، 3 : 495، 496، رقم : 4178
2. ابن قدامة، المغني، 3 : 298
3. نووي، کتاب الأذکار : 92، 93
4. سبکي، شفاء السقام في زيارة خير الأنام : 46. 47
5. مقريزي، إمتاع الأسماع، 14 : 615

اِمام قرطبی نے اپنی معروف تفسیر ’’الجامع لاحکام القرآن (5 : 265 - 266)‘‘ میں عتبیکی روایت سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ یوں بیان کیا ہے :

روي أبو صادق عن علي، قال : قدِم علينا أعرابيّ بعد ما دفّنا رسول اﷲ صلي اﷲ عليه وآله وسلم بثلاثة أيام، فرمي بنفسه علي قبر رسول اﷲ صلي اﷲ عليه وآله وسلم، وحَثَا علي رأسه من ترابه، فقال : قلتَ يا رسول اﷲ! فسمعنا قولک، و وَعَيْتَ عن اﷲ فوعينا عنک، وکان فيما أنزل اﷲ عليک : ﴿وَ لَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ﴾ الآية، وقد ظلمتُ نفسي، وجئتُکَ تستغفر لي. فنودي من القبر أنه قد غفر لک.

’’ابو صادق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے سامنے ایک دیہاتی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین کے تین دن بعد مدینہ منورہ آیا۔ اس نے فرطِ غم سے اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر گرا لیا۔ قبر انور کی مٹی اپنے اوپر ڈالی اورعرض کیا : اے اللہ کے رسول! صلی اﷲ علیک وسلم آپ نے فرمایا اور ہم نے آپ صلی اﷲ علیک وسلم کا قول مبارک سنا ہے، آپ صلی اﷲ علیک وسلمنے اللہ سے احکامات لئے اور ہم نے آپ صلی اﷲ علیک وسلم سے احکام لئے اور اُنہی میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے : ’’**وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُواْ أَنفُسَهُمْ** - - - (اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے- - -)۔‘‘ میں نے بھی اپنے اوپر ظلم کیا ہے، آپ صلی اﷲ علیک وسلم میرے لیے اِستغفار فرما دیں۔ اعرابی کی اِس (عاجزانہ اور محبت بھری) التجاء پر اُسے قبر سے ندا دی گئی : ’’بیشک تمہاری مغفرت ہو گئی ہے۔‘‘

قرطبي، الجامع لأحكام القرآن، 5 : 265

عتبیٰ کی اس روایت پر اکابر محدّثینِ کرام نے اعتماد کیا ہے۔ امام نووی نے اسے اپنی معروف کتاب ’’الایضاح‘‘ کے چھٹے باب (ص : 454، 455) میں، شیخ ابوالفرج بن قدامہ نے اپنی تصنیف ’’الشرح الکبیر (3 : 495)‘‘ میں اور شیخ منصور بن یونس بہوتی نے اپنی کتاب ’’کشاف القناع (5 : 30)‘‘، جو مذہب حنبلی کی مشہور کتاب ہے، میں اسے نقل کیا ہے۔ علاوہ ازیں تمام مذاہب کے اجل ائمہ و علماء کا عُتبی کی روایت کے مطابق دیہاتی کا روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آ کر مغفرت طلب کرنا ان کی کتابوں میں زیارۃِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا مناسکِ حج کے ذیل میں بیان ہواہے۔ جن میں امام ابنِ کثیر، امام نووی، امام قرطبی، امام ابنِ قدامہ، امام سبکی، امام سیوطی، امام زرقانی سمیت کئی ائمہ شامل ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان اکابر محدّثین و مفسرینِ کرام نے کفر اور گمراہی کو نقل کیا ہے؟ یا (معاذ اللہ) وہ بات نقل کی ہے جو بت پرستی یا قبر پرستی کی غماز ہے؟ اگر ایسا تسلیم کر لیا جائے تو پھر کس امام کو معتبر اور کس کتاب کو ثقہ و مستند مانا جائے گا؟

لہٰذا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعد اَز وصال اُمت کے لئے اِستغفار فرمانا ممکن ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمت کے حق میں انتہائی شفیق و رحیم ہونا نصوصِ قرآن و سنت سے ثابت اور متحقق ہے تو یہ امر قطعًا و حتماً معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد اَز وصال بھی روضۂ مبارک پر حاضرِ خدمت ہونے والوں کو محروم نہیں فرماتے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَ مَنْ يَخْرُجْ مِنْم بَيْتِه مُهَاجِرًا إِلَي اللهِ وَ رَسُوْلِه ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُه عَلَي اللهِ.

’’اور جو شخص بھی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے، پھر اسے (راستے میں ہی) موت آپکڑے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا۔‘‘

النساء، 4 : 100

آیتِ مقدسہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وِصال کے بعد جو شخص اپنے نہاں خانہ دل میں گنبد خضراء کے جلوؤں کو سمیٹنے کی نیت سے سفر اختیار کرتا ہے اس پر بھی اسی ہجرت الی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِطلاق ہوتا ہے۔

2. بحث الحديث

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف طریقوں سے اَز رَہِ شان و فضیلت

کہیں اپنے روضۂ اَقدس، کہیں اپنے مسکن مبارک اور کہیں اپنے منبرِ اَقدس کی زیارت کی ترغیب دی ہے- اس شان و فضیلت کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اُمت میں اِن مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا شوق اور رغبت پیدا ہو- ذیل میں قبرِ انور کی فضیلت بزبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ کریں-

1. روضۂ اَطہر کی فضیلت

1. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَة مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَي حَوْضِي.

’’میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور(روزِقیامت) میرا منبر میرے حوضِ (کوثر) پر ہو گا-‘‘

1. بخاري، الصحيح، کتاب الجمعة، باب فضل ما بين القبر والمنبر، 1 : 399، رقم : 1138
2. مسلم، الصحيح، کتاب الحج، باب ما بين القبر والمنبر، 2 : 1011 رقم : 1391

2- ابو صالح ذکوان سمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اِن الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے :

مِنْبَرِي هَذَا عَلَي تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ، وَمَا بَيْنِ حُجْرَتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَة مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ.

’’میرا یہ منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر (کوثر کے کنارے) پر (نصب) ہو گا اور میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے-‘‘

أحمد بن حنبل، المسند، 2 : 534

3. محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو روضۂ اَطہر کے پاس روتے ہوئے دیکھا- وہ کہہ رہے تھے : یہی وہ جگہ ہے جہاں (محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں) آنسو بہائے جاتے ہیں- میں نے خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے :

مَا بَيْنَ قَبْرِي وَمِنْبَرِي رَوْضَة مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ.

’’میری قبر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔‘‘

بيهقي، شعب الإيمان، 3 : 491، رقم : 4163

4۔ اُم المؤمنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

قَوَائِمُ مِنْبَرِي رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ.

’’میرے اس منبر کے پائے جنت میں پیوست ہیں۔‘‘

1. نسائي، السنن الکبریٰ، 1 : 257، رقم : 775
2. أحمد بن حنبل، المسند، 6 : 289
3. عبد الرّزاق، المصنف، 3 : 182، رقم : 5242

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اِمام بخاری اور اِمام مسلم جیسے اَجل ائمۂ حدیث نے اپنی کتب میں روضۂ اَطہر اور منبر مبارک کی درمیانی جگہ کی فضیلت سے متعلق اَحادیث بیان کرتے ہوئے اُس کا عنوان اِس طرح قائم کیا ہے :

- اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الصحیح (1 : 399) میں کتاب التّطوع کے باب نمبر 18 کا عنوان فَضْلُ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ رکھا ہے۔
- اِمام مسلم نے الصحیح (2 : 1010) میں کتاب الحج کے باب نمبر 92 کا عنوان مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ رکھا ہے۔

اِن اَحادیثِ مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبرِ انور کی نشاندہی کرتے ہوئے خود فرما دیا کہ میری قبرِ اَنور میری اَزواجِ مطہرات کے گھروں میں ہے، لہٰذا مَا بَيْنَ بَيْتِي کے الفاظ میں معناً قبرِ اَنور مراد ہے، جبکہ قبرِ اَنور کا ذکر لفظاً (مَا بَيْنَ قَبْرِي) بھی آیا ہے، اور اُن کی زیارت کے لئے جانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص جنت میں جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک زیارتِ قبر انور کی نیت سے سفر کرنا اُمتِ مسلمہ کا پسندیدہ اور محبوب عمل رہا ہے۔ ایسا محبوب عمل جس کی ادائیگی تو کجا اس کی محض یاد بھی موجب برکت و سعادت ہے۔

2. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے زیارتِ روضۂ اَطہر کی ترغیب

خود سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشاداتِ گرامی میں روضۂ اقدس کی زیارت کی ترغیب دی اور زائر کے لئے شفاعت کا وعدہ فرمایا :

1. حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے روضۂ اَطہر کی زیارت کے حوالے سے

اِرشاد فرمایا، جسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے :

مَنْ زَارَ قَبْرِي، وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي.

’’جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔‘‘

1. دارقطني، السنن، 2 : 278
2. حكيم ترمذي، نوادر الأصول، 2 : 67
3. بيهقي، شعب الإيمان، 3 : 490، رقم : 4159، 4160

4۔ ذہبی نے ’’مِیزان الاعتدال (6 : 567)‘‘ میں کہا ہے کہ اسے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ابنِ خزیمہ نے ’مختصر المختصر‘ میں نقل کیا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ’حلّت لہ شفاعتي‘ کے الفاظ بھی ہیں۔ امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ ’’شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق (ص : 77)‘‘ میں لکھتے ہیں کہ ائمۂ حدیث کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی چند اِسناد بیان کرنے اور جرح و تعدیل کے بعد فرماتے ہیں :

’’مذکورہ حدیث حسن کا درجہ رکھتی ہے۔ جن احادیث میں زیارتِ قبرِ انور کی ترغیب دی گئی ہے ان کی تعداد دس سے بھی زیادہ ہے، اِن احادیث سے مذکورہ حدیث کو تقویت ملتی ہے اور اِسے حسن سے صحیح کا درجہ مل جاتاہے۔‘‘

سبکي، شفاء السقام في زيارة خير الأنام : 3، 11

عبد الحق اِشبیلی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام سیوطی نے ’’مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا (ص : 71)‘‘ میں اسے صحیح کہا ہے۔ شیخ محمود سعید ممدوح ’’رفع المنارہ (ص : 318)‘‘ میں اس حدیث پر بڑی مفصل تحقیق کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے اور قواعدِ حدیث بھی اِسی رائے پردلالت کرتے ہیں۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کے زائر پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت متحقق اور لازم ہوگئی یعنی اللہ تعالیٰ سے زائر کی معافی و درگزر کی سفارش کرنا لازم ہو گیا۔

2۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ زَارَنِي بِالْمَدِيْنَةِ مُحْتَسِبًا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا وَشَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

’’جس شخص نے خلوص نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہوکر میری زیارت کا شرف حاصل کیا، میں قیامت کے دن اُس کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔‘‘

1. بيهقي، شعب الإيمان، 3 : 490، رقم : 4157
2. سبکي، شفاء السقام في زيارة خيرالأنام : 28
3. مقريزي، إمتاع الأسماع، 14 : 614

عسقلانی نے تلخیص الحبیر (2 : 267)‘ میں اسے مرفوع کہا ہے۔

3. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ جَاءَ نِي زَائِرًا لَا يَعْمَلُهُ حَاجَةً إِلَّا زِيَارَتِي، كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

’’جو بغیر کسی حاجت کے صرف میری زیارت کے لیے آیا اُس کا مجھ پر حق ہے کہ میں روزِ قیامت اُس کی شفاعت کروں۔‘‘

1. طبراني، المعجم الکبير، 12 : 225، رقم : 13149
2. طبراني، المعجم الأوسط، 5 : 275، 276، رقم : 4543
3. هيثمي، مجمع الزوائد، 4 : 2

4۔ ذہبی نے ’’میزان الاعتدال (6 : 415)‘‘ میں اسے مرفوع کہا ہے۔

ابن السکن نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ’’السنن الصحاح ماثورۃ عن رسول ﷲ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم‘‘ کے خطبہ میں اس کتاب میں نقل کردہ روایات کو بالاجماعِ ائمہ حدیث کے نزدیک صحیح قرار دیا ہے۔ اِس حدیثِ مبارکہ کو اُنہوں نے ’’کتاب الحج‘‘ میں باب ثواب من زار قبر رسول ﷲ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی نقل کیا ہے۔

4. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہادئ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

مَنْ زَارَ قَبْرِي، أَوْ قَالَ : مَنْ زَارَنِي كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا أَوْشَهِيْدًا، وَ مَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ

الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللهُ مِنَ الآمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَة.

’’جس نے میری قبر (یا راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :) میری زیارت کی میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا اور جو کوئی دو حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اُسے روزِ قیامت ایمان والوں کے ساتھ اٹھائے گا۔‘‘

1. طيالسي، المسند، 12، 13، رقم : 65
2. دارقطني، السنن، 2 : 278
3. بيهقي، السنن الكبريٰ، 5 : 245، رقم : 10053

5. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے :

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِي بَعَدَ وَفَاتِي، فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِيْ حَيَاتِي.

’’جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔‘‘

1. دارقطني، السنن، 2 : 278
2. طبراني، المعجم الكبير، 12 : 310، رقم : 13497
3. طبراني، المعجم الأوسط، 4 : 223، رقم : 3400

4. خطیب تبریزی نے ’’مشکوٰۃ المصابیح (2 : 128، کتاب المناسک، رقم : 2756)‘‘ میں اسے مرفوع حدیث قرار دیا ہے۔

جو لوگ اپنے باطل عقیدے کی بناء پر حدیث ’’لا تشدّ الرّحال‘‘ سے غلط استدلال کرتے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کی نیت سے جانے کے ساتھ ساتھ انبیاء و صالحین کے مزارات کی زیارت سے منع کرتے ہیں اور اسے (معاذ اللہ) سفر معصیت و گناہ اور شرک قرار دیتے ہیں وہ بلاشبہ صریح غلطی پر ہیں۔ صحیح عقیدہ وہی ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے جس کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری بلند درجہ باعث ثواب اعمال میں سے ہے۔ نیز قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک اہلِ اسلام کا یہ معمول ہے کہ وہ ذوق و شوق سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لئے جاتے ہیں اور اسے دنیاو ما فیہا سے بڑھ کر عظیم سعادت و خوش بختی سمجھتے ہیں۔

اِستطاعت کے باوجود زیارت نہ کرنے پر وعید

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اَقدس ہے :

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَ لَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي.

’’جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری (قبرِ اَنور کی) زیارت نہ کی تو اس نے میرے ساتھ جفا کی۔‘‘

1. سبکي، شفاء السقام في زيارة خيرالأنام : 21
2. ابن حجر مکي، الجوهر المنظم : 28
3. نبهاني، شواهد الحق في الاستغاثة بسيد الخلق : 82

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان بڑا واضح ہے۔ اِس میں اُمتِ مسلمہ کے لئے کڑی تنبیہ بھی ہے کہ جس مسلمان نے حج کی سعادت حاصل کی مگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری نہ دی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جفا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لطف و کرم سے محروم ہوا جبکہ زائرِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کا منفرد اعزاز نصیب ہوگا۔ اس حوالے سے اِمام سبکی ’’شفاء السقام فی زیارۃ خیرالانام (ص : 11)‘‘ میں لکھتے ہیں :

’’روضۂ اقدس کی زیارت کرنے والے عشاق کو وہ شفاعت نصیب ہوگی جو دوسروں کے حصہ میں نہیں آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زائرینِ قبرِ اَنور ایک خاص شفاعت کے مستحق قرار دیئے جائیں گے اور اُنہیں بالخصوص یہ منفرد اِعزاز حاصل ہو گا۔ اس سے یہ مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ اَنور کی زیارت کی برکت کے باعث شفاعت کے حقدار ٹھہرنے والے عمومی افراد میں زائر کا شامل ہونا واجب ہوجاتا ہے۔ بشارت کا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زائر حالتِ اِیمان پر اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گا۔ یہاں اس اَمر کی وضاحت ضروری ہے کہ فرشتے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقرب بندے بھی شفاعت کرنے کا اعزاز رکھتے ہیں، لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کی زیارت کے شرف سے مشرف ہونے والوں کا اعزاز یہ ہے کہ خود آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی شفاعت فرمائیں گے۔‘‘

3. بحث الفقہ والسلوک

1. زیارتِ روضۂ اَنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب عمل ہے (ائمہ کی تصریحات)

آقائے دو جہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضۂ اقدس کائناتِ ہست و بود کا سب سے بلند درجہ متبرک مقام ہے۔ کیوں نہ ہو کہ وہ اللہ رب العزت کے محبوب ترین مطہر و مقدس نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے مدفن ہے۔ گنبدِ خضراء وہ

مہبطِ انوارِ الٰہیہ ہے جہاں قدسیانِ فلک صبح و شام 70، 70 ہزار کی تعداد میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ایک مومن صادق کے دل میں ہر وقت یہ تمنا مچلتی ہے کہ کاش! مجھے اس بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہو جائے۔ خاکِ طیبہ کو آنکھوں کا سرمہ بنانے اور وہاں کی پاکیزہ فضاؤں میں سانس لینے کی آرزو قرونِ اولیٰ سے لے کر آج کے دن تک ہر عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امتی کے دل میں رہی ہے۔ جمہور ائمۂ فقہاء کے نزدیک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت محبوب مستحسن اور موجب رحمت و سعادت عمل ہے، اس پر اتفاق ہے۔

1. علامہ ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ (م 681ھ) لکھتے ہیں :

قال مشائخنا رحمهم الله تعاليٰ : من أفضل المندوبات وفي مناسک الفارسي و شرح المختار أنها قريبة من الوجوب لمن له سعة.

’’ہمارے مشائخ کرام نے کہا : زیارتِ روضۂ اطہر علی صاحبہا الصّلاۃ والسلام بلند درجہ مستحب عمل ہے۔ مناسک الفارسی، اور شرح المختار، میں لکھا ہے کہ ہر صاحبِ استطاعت شخص کے لیے (زیارتِ روضۂ اقدس کا درجہ) وجوب کے قریب ہے۔‘‘

ابن همام، فتح القدير، 3 : 179

2- علامہ ابنِ ہمام ہی نے لکھا ہے :

والأولي فيما يقع عند العبد الضعيف تجريد النّيّة لزيارة قبر النّبيّ صلي الله عليه وآله وسلم.

’’بندۂ ضعیف (ابن ھمام) کے نزدیک محض حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کی زیارت کی نیت کرنا بھی اولیٰ ہے۔‘‘

ابن همام، شرح فتح القدير، 2 : 180

3. علامہ ابن قدامہ حنبلی (م 620) نے فقہ حنبلی کی معروف کتاب ’’الکافی‘‘ اور ’’المغنی‘‘ میں لکھا ہے :

ويستحبّ زيارة قبر النّبي صلي الله عليه وآله وسلم وصاحَبيه.

’’حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے دونوں صحابہ کرام (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اﷲ عنہما) کی مبارک قبروں کی زیارت مستحب ہے۔‘‘

1. ابن قدامة المقدسي، الکافي، 1 : 457
2. ابن قدامة، المغني، 3 : 297

علامہ ابن قدامہ نے اپنے مذکورہ قول کے ثبوت میں زیارتِ قبرِ انور کی ترغیب میں احادیثِ مبارکہ کا ذکر کیا ہے۔ زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے سفر ان کے نزدیک امر مباح اور جائز ہے۔

ابن قدامه، المغني، 2 : 52

4۔ عارفِ کامل حضرت ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول کیا ہے کہ انہوں نے حج کے بعد محض زیارتِ قبر انور کے لیے الگ سفر اختیار کیا تاکہ اس سفر کا مقصد زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کچھ نہ ہو۔

ائمۂ احناف کے نزدیک روضۂ انور کی نیت سے سفر کرنا افضل عمل ہے۔

ابن قدامه، المغني، 2 : 52

5۔ علامہ طحطاوی نے لکھا ہے :

الأولي في الزيارة تجريد النّية لزيارة قبره صلي الله عليه وآله وسلم.

’’زیارتِ قبر انور کے لیے بہتر یہ ہے کہ محض حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کی نیت کی جائے۔‘‘

طحطاوي، حاشية علي مراقي الفلاح، 1 : 486

6. علامہ ابنِ عابدین شامی نے لکھا ہے :

قال في شرح اللباب وقد روي الحسن عن أبي حنيفة أنه إذا کان الحجّ فرضاً فالأحسن للحاج أن يبدأ بالحج ثم يثني بالزيارة وإن بدا بالزيارة جاز.

’’شرح اللباب میں ہے حضرت حسن نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے کہ زائر حرمین شریفین اگر فرض حج کی ادائیگی کر رہا ہو تو حج سے ابتداء کرے اس لیے کہ فرض درجہ کے لحاظ سے غیر فرض پر مقدم ہوتا ہے۔ بعد ازاں زیارتِ روضۂ اقدس کی الگ نیت کرے

اور اگر اس نے زیارتِ قبرِ انور سے ابتداء کی ہے تو یہ بھی جائز اور درست ہے-‘‘

ابن عابدين، حاشية ابن عابدين، 2 : 627

وہ اس بات کی وجہ یہ لکھتے ہیں :

إذ يجوز تقديم النّفل علي الفرض إذا لم يخش الفوت بالإجماع.

’’کیونکہ نفل کا فرض پر مقدم کرنا جبکہ فرض کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو شرعاً جائز ہے-‘‘

ابن عابدين، حاشية ابن عابدين، 2 : 627

مذکورہ بالا اختیار اس صورت میں ہے جب زائر کا گذر مدینہ منورہ سے نہ ہو- اگر اس کا گذر مدینہ طیبہ اور روضۂ انور کے قرب سے ہو تو پھر زیارتِ روضۂِ انور ناگزیر ہے- علامہ ابن عابدین شامی نے لکھا ہے :

فإن مرّ بالمدينة كأهل الشام بدأ بالزّيارة لا محالة لأن تركها مع قربها يعدّ من القساوة والشّقاوة وتكون الزيارة حينئذ بمنزلة الوسيلة وفي مرتبة السنة القبلية للصّلاة.

’’اور اگر زائرِ حرمین کا گزر ہی قرب مدینہ منورہ سے ہو جیسے ملک شام کے لوگوں کے لئے تو اسے بہرصورت زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ابتدا کرنی ہو گی، کیونکہ زائر کا اس کے قرب سے گزرنے کے باوجود اس کی زیارت کو ترک کرنا بد بختی اور قساوتِ قلبی کی دلیل ہے- اس صورت میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسیلہ بنے گی اور اس کا یہ عمل درجۂ ادائیگی میں ایسا ہے جیسے فرض نماز سے پہلے سنت نماز کی ادائیگی-‘‘

ابن عابدين، حاشية ابن عابدين، 2 : 627

2. زیارتِ قبرِ انور کے آداب

1- ابن الحاج مالکی اپنی کتاب ’’المدخل‘‘ میں لکھتے ہیں :

’’جب زائرِ مدینہ مکہ معظمہ سے زیارتِ نبوی کی نیت سے نکلے تو اُس کی ساری توجہ زیارتِ نبوی اور مسجدِ نبوی میں ادائیگیء نماز کی طرف ہو، لیکن ان مقاصدِ جلیلہ کے

ساتھ دیگر مقاصد کو شامل نہ کرے کیونکہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متبوع ہیں تابع نہیں۔ اُنہی کی ذاتِ اقدس سفر کا مرکز و محور ہے، جب شہرِمدینہ میں داخلہ کی سعادت حاصل ہو تو بہتر یہی ہے کہ مدینہ منورہ سے باہر مسافروں کے اُترنے کا جو مقام مقرر ہے اُسی مقام پر اُترے اور جب شہرِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخلہ کا وقت آئے تو غسل اور وضو کرے، اچھی سے اچھی پوشاک پہنے، نوافل ادا کرے، توبہ کی تجدید کرے اور پیدل چلتا ہوا اندر داخل ہو کر تصویرِ عجز بن جائے کہ وہ شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

’’تاریخ بتاتی ہے کہ جب وفدِ عبدالقیس بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا تو وفد کے اراکین بے تابی سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر جا گرے اور شمعِ رسالت کے گرد پروانہ وار رقص کرنے لگے، جبکہ اُن کے سردار نے وقار کامظاہرہ کیا، پہلے غُسل کیا، عمدہ لباس زیب تن کیا اور پھر بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر ہدیۂ سلام پیش کیا۔ اِس پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : تمہارے اندر دو عادتیں ایسی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نزدیک پسندیدہ ہیں، وہ ’حلم‘ اور ’حوصلہ‘ ہیں۔‘‘

2۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ’’الغنیۃ لطالبي طریق الحق‘‘ میں زیارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب بھی تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اِختصار کے ساتھ ذیل میں ان آداب کا ذکر کیا جا رہا ہے :

’’زائرِ مدینہ بارگاہِ نبوی میں اِستغاثہ پیش کرے، اللہ کی بارگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے دعاکرے۔ الوداعی زیارت کے وقت (یوں) سلامِ شوق پیش کرے : ’الوداع، یا رسولَ اللہ! الوداع‘ اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجات پیش کرنے کے بعد اپنی حاضری کی قبولیت کی بھی دعا مانگے اور التجا کرے کہ مولا! یہ زیارت آخری نہ ہو۔‘‘

3۔ امام نووی نے اپنی کتاب ’’الایضاح (ص : 446)‘‘ کے باب ششم میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اَطہر کی زیارت کے آداب بالتفصیل ذکر کئے ہیں۔

4۔ کمال الدین بن ہمام حنفی نے ’’فتح القدیر‘‘ میں ’کتاب الحج‘ کے آخر میں (3 : 94) اِس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔

5۔ اِمام ابنِ قیم نے اپنے شہرۂ آفاق ’’القصیدۃ النونیۃ‘‘ میں زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب بیان کئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں :

فإذا أتينا المسجد النبوي
صلينا التحية أولا ثنتان

(جب ہم مسجدِ نبوی میں حاضر ہوں تو سب سے پہلے دو رکعت نمازِ تحیۃ المسجد ادا کریں۔)

ثم انثنينا للزيارة نقصد القبر

الشريف ولو علي الأجفان

(پھر روضۂ اَنور کی زیارت کا قصد کریں، چاہے پلکوں پر چل کر ہی حاضری کا شرف کیوں نہ حاصل کرنا پڑے۔)

فنقوم دون القبر وقفة خاضع
متذلل في السر والإعلان

(پھر باطناً و ظاہراً اِنتہائی عاجزی و اِنکساری کے ساتھ (حضوری کی تمام تر کیفیتوں میں ڈوب کر) قبرِ اَنور کے پاس کھڑے ہوں۔)

فکأنه فی القبر حيّ ناطق
فالواقفون نواکس الأذقان

(یہ اِحساس دل میں جاگزیں رہے کہ حضورا اپنی قبرِ اَنور میں زندہ ہیں اور کلام فرماتے ہیں، پس (وہاں) کھڑے ہونے والوں کا سر (اَدباً و تعظیماً) جھکا رہے۔)

ملکتهم تلک المهابة فاعترت
تلک القوآئم کثرة الرجفان

(بارگاہِ نبوی میں یوں کھڑے ہوں کہ رُعبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پاؤں تھرتھر کانپ رہے ہوں۔)

وتفجرت تلک العيون بمائها
و لطالما غاضت علي الأزمان

(اور آنکھیں بارگاہِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اَشکِ مسلسل کا نذرانہ پیش کرتی رہیں، اور وہ طویل زمانوں کی مسافت طے کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کھو جائیں۔)

و أتي المسلم بالسلام بهيبة
و وقار ذي علم و ذي إيمان

(پھر مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وقار و اَدب کے ساتھ ہدیۂ سلام پیش کرتے ہوئے آئے جیسا کہ صاحبانِ ایمان اور صاحبانِ علم کا شیوہ ہے۔)

لم يرفع الأصوات حول ضريحه
کلا! و لم يسجد علي الأذقان

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ اَنور کے قریب آواز بھی بلند نہ کرے، خبردار! اور

نہ ہی سجدہ ریز ہو۔)

من أفضل الأعمال هاتيكالزيا
رة وهي يوم الحشر في الميزان

(یہی زیارت افضل اعمال میں سے ہے اور روزِ حشر اسے میزانِ حسنات میں رکھا جائے گا۔)

6. شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’ما ثبت من السنۃ (ص : 114. 116)‘‘ میں زیارتِ قبرِ انور کے آداب بالتفصیل ذکر کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں :

’’زائر کو چاہئے کہ گھر سے روانہ ہوتے وقت مدینہ منورہ کی جانب متوجہ ہو اور راستہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھے، کیونکہ اس راہ کے مسافر کے لئے فرض عبادات کے بعد درود شریف پڑھنا ہی افضل ترین عبادت ہے۔ جب زائر مدینہ منورہ کا کوئی درخت دیکھے یا اُسے حرم پاک نظر آئے تو بے اِنتہا درود شریف پڑھے، دِل میں اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے کہ روضۂ انور کی زیارت بابرکت سے اُسے فائدہ ہو اور دُنیا و آخرت میں سعادت مندی حاصل ہو۔ اُسے چاہئے کہ زبان سے یہ کہے :

اَللّٰهُمَّ! إِنَّ هذا حَرَمَ رَسُوْلِکَ، فَاجْعَلْهُ لِي وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَ اَمَاناً مِّنَ الْعَذَابِ وَ سُوْءِ الْحِسَابِ.

’’اے اللہ! یہ تیرے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرم محترم ہے، اِسے میرے لئے آتشِ دوزخ سے پناہ گاہ بنا دے، عذابِ آخرت اور برے حساب سے محفوظ رکھنے والا اور جائے اَمن بنا دے۔‘‘

’’مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا، عمدہ کپڑے پہننا، خوشبو لگانا اور سہولت کے ساتھ جتنا ہو سکے صدقہ کرنا مستحب ہے۔ زائر مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے :

بِسْمِ اللهِ وَ عَلٰي مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم، رَبِّ اَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَاناً نَّصِيْرًا.

’’اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت پر ہوں۔ اے اللہ! مجھے مقامِ صداقت میں داخل فرما اور صداقت کے مقام پر مجھے نکال، اور مجھے اپنی جانب سے مددگار غلبہ و قوت عطا فرما۔‘‘

جب وہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ پر پہنچے تو اپنا داہنا پاؤں دروازہ میں رکھ کر یہ دُعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی ذُنُوْبِيْ وَ افْتَحْ لِی أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَ فَضْلِکَ.

’’اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دے اور مجھ پر اپنے فضل و کرم کے دروازے کھول دے۔‘‘

’’زائر جب روضۂ اَقدس کا رُخ کرے تو حتی المقدور کوشش کرے کہ تحیۃ المسجد (کے نوافل) مُصلیٰء نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ادا کرے۔ اگر ممکن نہ ہو تو روضۂ اقدس کے کسی حصہ میں یا مسجدِ نبوی میں کسی مقام پر نماز تحیۃ المسجد پڑھے اور پھر بقعۂ مبارک تک پہنچنے سے پہلے سجدۂ شکر ادا کرے (بعض علماء نماز و تلاوت کے علاوہ سجدہ شکر بجا لانے کے بارے میں مختلف الرائے ہیں). اس کے بعد قبولِ زیارت کی دُعا کے ساتھ مزید نعمتوں کے حصول کی بھی دُعا کرے۔ پھر روضۂ اقدس کے پاس اس طرح حاضری دے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کی طرف منہ کرے اور قبلہ کی جانب پیٹھ کرکے کھڑا ہو۔ روضۂ مبارک کی جالی کو نہ چھوئے اور اِسے بوسہ بھی نہ دے، کیونکہ یہ دونوں کام اور اس کے علاوہ دوسری حرکتیں جاہلوں اور نا واقفوں کے طور طریق ہیں، اور سلف صالحین کا یہ طرزِ عمل کبھی نہیں رہا۔ نیز زائر کے لئے لازمی ہے کہ ادباً جالی سے چپک کر کھڑا نہ ہو بلکہ جالی سے تین یا چار ہاتھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو۔ پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اِنتہائی خشوع و خضوع (و عاجزی اِنکساری) کے ساتھ پر سکون انداز میں پست آواز میں عرض کرے :

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا قَائِدَ الغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ وَ عَلٰي أَهْلِ بَيْتِکَ وَ أَزْوَاجِکَ وَ أَصْحَابِکَ أَجْمَعِيْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُهَا النَّبِيُ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُه! أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّکَ عَبْدُه وَ رَسُوْلُه، وَ أَمِيْنُه وَ خَيْرَتُه مِنْ خَلْقِه، وَ أَشْهَدُ أَنَّکَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَ أَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ، وَ جَاهَدْتَ فِي سَبِيْلِ اللهِ حَقَّ جِهَادِه وَ عَبَدْتَ رَبَّکَ حَتيّٰ أَتَاکَ الْيَقِيْنُ، فَجَزَاکَ اللهُ عَنَّا يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفْضَلَ مَا جَزيٰ نَبِياًّ عَنْ أُمَّتِه.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰي آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، وَ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مَحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰي إِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰي آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

اَللّٰهُمَّ! إِنَّکَ قُلْتَ وَ قَوْلُکَ الَحَقُّ : ﴿وَ لَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾.

’’اے رسولوں کے سردار! آپ پر سلام ہو، اے سب انبیاء سے آخر میں آنے والے! آپ پر سلام ہو، اے درخشاں حسینوں کے قائد و رہبر! آپ پر سلام ہو، اے وہ رسول جسے ﷲ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا! آپ پر سلام ہو، آپ کے اہلِ بیت، اَزواجِ مطہرات اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم پر سلام ہو، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور ﷲ کی رحمتیں، برکتیں نازل ہوتی رہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ﷲ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷲ کے بندے، اُس کے رسول، اُس کے امین اور اُس کی مخلوقات میں بہترین و برگزیدہ ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے رِسالت کی تبلیغ فرمائی، حقِ اَمانت ادا کیا، ﷲ کی راہ میں پوری طرح حقِ جہاد ادا فرمایا، اور آپ نے (اپنی شان کے لائق) مقامِ یقین (یعنی اِنشراحِ کامل نصیب ہونے یا لمحۂ وِصالِ حق) ملنے تک اپنے پروردگار کی عبادت کی۔ ہماری اِستدعا ہے کہ ﷲ تعالیٰ آپ کو وہ بہترین جزا مرحمت فرمائے جو کسی نبی کو اس کی اُمت کی طرف سے جزا دیتا ہے۔

’’اے ﷲ! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آل پر رحمتیں نازل فرما، جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل کو نوازا۔ بے شک تو ہی لائقِ حمد (اور) بزرگ و برتر ہے۔ اے اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر برکتیں نازل فرما جیسی کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر برکتیں نازل فرمائیں، یقیناً تو ہی لائقِ حمد (اور) بزرگ و برتر ہے۔

’’اے ﷲ! تو نے ہی فرمایا ہے اور تیرا یہ فرمان بالکل صحیح ہے : ’’اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔‘‘

اِس کے بعد زائر یہ دعا کرے :

اَللّٰهُمَّ! قَدْ سَمِعْنَا قَوْلَکَ وَأَطَعْنَا أَمْرَکَ وَقَصَدْنَا نَبِيَکَ مُسْتَشْفِعِيْنَ بِه إِلَيْکَ مِنْ ذُنُوْبِنَا، اَللّٰهُمَّ! فَتُبْ عَلَيْنَا وَاسْعَدْنَا بِزِيَارَتِه وَادْخِلْنَا فِي شَفَاعَتِه، وَقَدْ جِئْنَاکَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ظَالِمِيْنَ أَنْفُسَنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ لِذُنُوْبِنَا، وَقَدْ سَمَّاکَ اللّٰهُ تَعَالٰي بِالرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ، فَاشْفَعْ لِمَنْ جَاءَکَ ظَالِمًا لِنَفْسِه مُعْتَرِفًا بِذَنْبِه تَائِبًا إِلَي رَبِّه.

’’اے اللہ! ہم نے تیرا فرمان سنا اور تیرے احکام کی تعمیل میں تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارگاہ میں حاضر ہیں، جو تیری بارگاہ میں ہمارے گناہوں کی شفاعت کریں گے۔ اے اللہ! ہم پر رحم و کرم فرما اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی برکت سے خوش بخت بنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ہمیں نصیب فرما۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک و سلم! ہم آپ کی بارگاہ میں اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوئے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رَءُوْفٌ رَّحِيْم بنایا ہے۔ پس وہ جو اپنی جان پر ظلم کر کے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اِقرار کر کے اُس سے معافی مانگتے ہوئے آپ کے حضور حاضر ہوا اُس کی شفاعت فرمائیے۔‘‘

’’علاوہ اَزیں زائر پر لازم ہے کہ وہ اپنے والدین، اَعزاء و اَحباب وغیرہ کے لئے بھی دُعا مانگے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہر دُعا قبول ہوتی ہے۔‘‘

4. بحث المصارد

زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مصادرِ علمیہ

اَئمہ و علماء کرام نے زیارتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار فضائل و برکات اور فوائد بیان کئے ہیں اور کتبِ فقہ، مناسکِ حج اور کتبِ مناقب و خصائص میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ اِن کتب میں مکمل یا جزوی طور پر اَبواب کی صورت میں زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَحکام، فضائل اور آداب جمع ہیں۔ جن سے قارئین مزید اِستفادہ کرسکتے ہیں۔ ہم ان کتب کو درج ذیل چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں :

(1) کتبِ زیارت

وہ اَئمہ و محدثین کرام جنہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے فضائل و برکات بیان کئے، اس کے حق میں فتاویٰ دیئے اور اِس موضوع پر کتب لکھیں وہ مندرجہ ذیل ہیں :

1. علامہ تقی الدین سبکی نے زیارت کے موضوع پر جامع کتاب ’’شفاء السقام فی

زیارۃ خیر الانام‘‘ تالیف کی ہے۔

2. ابن عساکر نے ایک کتاب ’’اتحاف الزائر واطراف المقیم السائر فی زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم‘‘ تالیف کی۔
3. ابن حجر ہیتمی مکی نے اِس موضوع پر دو کتب ’’الجوہر المنظم فی زیارۃ القبر النبوی الشریف المکرم‘‘ اور ’’تحفۃ الزوار الی قبر النبی المختار‘‘ تالیف کی ہیں۔
4. محمود سعید ممودح نے چار سو صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب ’’رفع المِنارۃ لتخریج احادیث التوسل و الزیارۃ‘‘ رقم کی ہے۔
5. شیخ محمد فقی نے دو سو صفحات پر مشتمل کتاب ’’التوسل و الزیارۃ‘‘ تالیف کی۔
6. شیخ حسن عدوی مالکی نے ’’مشارق الانوار فی زیارۃ النبی المختار‘‘ لکھی۔
7. احمد بن محمد حضراوی مکی نے چودہویں صدی ہجری کے اوائل میں ’’نفحات الرضا والقبول فی فضائل المدینۃ وزیارۃ سیدنا الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ‘‘ لکھی۔
8. عبد الحمید بن محمد علی مکی نے ’’الذخائر القدسیۃ فی زیارۃ خیر البریۃ‘‘ لکھی۔
9. احمد انصاری متثاشی نے نہایت خوبصورت کتاب ’’الدرۃ الثمینۃ فیما الزار النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی المدینۃ‘‘ لکھی ہے۔

(2) کتبِ خصائص و مناقب

اِن کتب میں زیارتِ روضۂ اَقدس کے موضوع پر اَبواب ہیں :

1. ضیاء مقدسی، کتاب فضائل الاعمال
2. احمد بن حسین بیہقی، شعب الایمان، 3 : 488
3. قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ
4. احمد بن محمد قسطلانی، المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ
5. محمد بن یعقوب فیروز آبادی، الصلات و لبُشرفی الصلاۃ علی خیر البشر
6. ابن حجر ہیتمی مکی، الدر المنضود فی الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود
7. محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع
8. محمد بن عبد الباقی زرقانی، شرح المواہب اللدنیۃ
9. شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ما ثبت من السنۃ
10. حسین بن حسین حلیمی، المنہاج فی شعب الایمان

(3) کتبِ مذاہبِ اَربعہ

1. کمال الدین بن ہمام حنفی نے ’’فتح القدیر (3 : 94)‘‘ میں زیارت پر ایک مفصل باب باندھا ہے۔
2. ابنِ عابدین شامی نے ’’رد المحتار علی الدر المختار‘‘ میں زیارت کے موضوع پر

بحث کی ہے۔

3. نووی، المجموع
4. نووی کی کتاب ’’المنہاج‘‘ پر امام جلال الدین محلی کی ’’شرح‘‘
5. ’’منہج الطلاب‘‘ کے حاشیہ پر اِمام ابو یحیی زکریا انصاری کی کتاب ’’فتح الوہاب‘‘
6. ابن حجر ہیتمی مکی کی ’’تحفۃ المحتاج‘‘
7. شیخ ابوالعباس محمد بن احمد رملی کی ’’نہایۃ المحتاج‘‘
8. شہاب الدین احمد بن ادریس قرافی کی ’’الذخیرۃ‘‘ (جلد : 3، باب : 12)
9. عبدالحق صقلی مالکی کی ’’تہذیب المطالب‘‘
10. احمد بن محمد الدردیر کی کتاب ’’الشرح الصغیر علی اقرب المسالک الی مذہب الامام مالک (2 : 381)‘‘
11. علامہ محمد بن احمد بن جزری غرناطی کی کتاب ’’قوانین الاحکام الشرعیۃ ومسائل الفروع الفقہیۃ (ص : 136)‘‘
12. شیخ ابوبکر حسن کشناوی کی کتاب ’’اسہل المدارک شرح ارشاد السالک فی فقہ امام الائمۃ مالک (1 : 521)‘‘
13. ابن حزم، المحلی، 5 : 198
14. خطیب شربینی، مغنی المحتاج، 1 : 512
15. عبد اللہ بن قدامہ، المغنی، 3 : 556
16. ابو الفرج بن قدامہ، الشرح الکبیر، 3 : 495
17. منصور بن یونس بہوتی، کشاف القناع، 2 : 598
18. مرعی بن یوسف، دلیل الطالب : 88
19. محمد بن مفلح مقدسی، الفروع، 3 : 523

(4) کتبِ مناسک

1. عز الدین بن جماعہ کنانی، ہدایۃ السالک الی المذاہب الاربعۃ فی المناسک (جلد : 3، باب : 6)
2. امام نووی، الایضاح : 446
3. وہبی سلیمان غاوجی، الحج واحکامہ

وہ مسئلہ زیارت میں لکھتے ہیں کہ قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا سُنت ہے، قرآن و سنت فعلِ صحابہ، اَجماع، عرفِ عام اور قیاس سے ثابت شدہ ہے۔

شمع رسالت کے پروانوں کا رقصِ مستانہ آج بھی جاری ہے، جاں نثاروں کے والہانہ عشق و محبت کاجذبہ آج بھی زندہ و تابندہ ہے بلکہ عشاقِ مصطفیٰ نے اس جذبۂ جاں نثاری کو ایک تحریک بنا دیا ہے۔ بعد اَز وِصال بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر لمحۂ موجود تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضۂ اَطہر مرجعِ خلائق بنا ہوا ہے، درِ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر لمحہ صلِ علیٰ کے سرمدی پھولوں کی بہار دِلوں کے غنچے کھلاتی رہتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا در آج بھی کھلا ہے اور قیامت تک کُھلا رہے گا۔ اگر آج کا انسان امن، سکون اور عافیت کی تلاش میں ہے اور اُفقِ عالم پر دائمی امن کی بشارتیں تحریر کرنے کا داعی ہے تو اُسے دہلیزِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پرجھک جانا ہو گا، اس لئے کہ گنبدِ خضرا کو اپنی سوچوں کا مرکز و محور بنائے بغیر باغِ طیبہ کے شاداب موسموں اور مخمور ساعتوں کو اپنے ویران آنگن کا مقدر نہیں بنایا جا سکتا، امن کی خیرات اسی در سے ملے گی، اس لئے کہ ذہنوں کی تہذیب و تطہیر کا شعور اُسی دَرِ پاک کی عطائے دلنواز ہے۔

فصل چہارم

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ کا صحیح مفہوم اور معترضین کے اِشکالات کا جواب

جیسا کہ اوپر تصریح ہو چکی ہے کہ جان نثارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دربارِ نبوی کی زیارت کا حد درجہ اشتیاق رکھتے ہیں اور خاکِ طیبہ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے ہیں، بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ

خاکِ طیبہ از دو عالم خوشتر است
آں خنک شہرے کہ آں جا دلبرست

لیکن بعض نادان لوگ سید العالمین حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں حاضری کی نیت سے جانے کو بھی (معاذ ﷲ) شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایسا عقیدہ بے دینی اور جہالت پر مبنی ہے۔ صحیح عقیدہ وہی ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ باطل عقیدہ رکھنے والوں کا محلِ اِستدلال حدیث کی غلط تعبیر ہے۔ ذیل میں ہم اس روایت کی صحیح تشریح و تعبیر اَجل اَئمہ حدیث کے اَقوال کی روشنی میں پیش کریں گے، جس سے حدیث پاک کا صحیح مفہوم و مدعا واضح ہو جائے گا :

1. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَي ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صلي ﷲ عليه وآله وسلم، وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰي.

’’مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کے سوا کسی (اور مسجد) کی طرف (زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) رَختِ سفر نہ باندھا جائے۔‘‘

1. بخاري، الصحيح، کتاب الجمعة، باب فضل الصلاة في مسجد مکة والمدينة، 1 : 398، رقم : 1132
2. مسلم، الصحيح، کتاب الحج، باب لاتشد الرحال إلا إلي ثلاثة مساجد، 2 : 1014، رقم : 1397
3. نسائي، السنن، کتاب المساجد، باب ما تشد الرحال إليه من المساجد، 2 : 29، 30،

رقم : 700

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اِن الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے :

لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُ إِلَّا إِلَي ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ.

’’(زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) تین مساجد کے سوا کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے : مسجدِ حرام، میری مسجد اور مسجد بیت المقدس۔‘‘

بعض کتب میں مسجد بیت المقدس کی جگہ مسجد ایلیاء کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

1. نسائي، السنن، کتاب الجمعة، باب ذکر الساعة التي يستجاب فيها الدعاء يوم الجمعة، 3 : 79، رقم : 1430
2. نسائي، السنن الکبريٰ، 1 : 540، رقم : 1754
3. مالک، الموطأ، 1 : 109، رقم : 241

3. طبرانی نے ’’المعجم الاوسط (6 : 51، 52، رقم : 5106)‘‘ میں یہ حدیث اِن الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے :

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم : لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَي ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : مَسْجِدِ الْخَيْفِ، وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ، مَسْجِدِي هَذَا.

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : تین مسجدوں یعنی مسجدِ خیف، مسجدِ حرام اور میری اِس مسجد کے سوا کسی (اور مسجد) کی طرف (زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) رَختِ سفر نہ باندھا جائے۔‘‘

طبرانی کہتے ہیں کہ کلثوم بن جبر سے یہ حدیث حماد بن سلمہ کے سوا کسی نے روایت نہیں کی اور اِس حدیث کے سوا کسی اور حدیثِ شَدُّ الرِّحال میں مسجدِ خیف کا ذکر بھی نہیں ہے۔

4. حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اِن الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے :

وَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَي ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَي، وَمَسْجِدِيْ.

’’تین مسجدوں یعنی مسجدِ خیف، مسجدِ حرام اور میری مسجد کے سوا کسی (اور مسجد) کی طرف (زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) رَختِ سفر نہ باندھا جائے۔‘‘

1. بخاري، الصحيح، كتاب الجمعة، باب مسجد بيت المقدس، 1 : 400، رقم : 1139
2. مسلم، الصحيح، كتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلي حج وغيره، 2 : 976، رقم : 1338
3. ترمذي، السنن، كتاب الصلاة، باب ما جاء في أي المساجد أفضل، 1 : 358، رقم : 326

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مندرجہ بالا اِرشادات کو بنیاد بنا کر بعض لوگ انبیاء و صالحین کے قبور کی زیارت حتیٰ کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اَطہر کی بہ غرضِ زیارت حاضری کو بھی ناجائز اور (معاذ اﷲ) شرک گردانتے ہیں۔ جبکہ اکابر علمائے رِبانیین اور محدّثین و مفسرینِ کرام نے اِس اِستدلال کو غلط اور کج فہمی قرار دیا ہے۔ اُنہوں نے اپنی معتبر کتب میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ اس حدیث کا صحیح مطلب بیان کیا ہے۔ اِس کی روشنی میں دین کا معمولی سا فہم رکھنے والا شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ جو لوگ اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے اَنبیاء و صالحین کے مزارات کی زیارت کے سفر سے منع کرتے ہیں اور اِسے سفرِ معصیت و گناہ کہتے ہیں وہ بلاشبہ صریح غلطی پر ہیں اور اُن کا اِستدلال کسی بھی طرح لائقِ التفات نہیں۔

1۔ مذکورہ احادیث کی تشریح و توضیح

1۔ ان احادیثِ مبارکہ میں اِستثناء کے حوالے سے دو اَقوال ہیں :

ایک یہ کہ اِستثناء مطلق یعنی عمومیت پر مبنی ہو۔ جس سے ہر قسم کا سفر ناجائز قرار پائے گا اور یہ بات خلافِ عقل و خلافِ شرع ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اِستثناء مقید ہو یعنی محض مساجد سے مختص ہو، جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے سوائے اِن تین مساجد کے کسی اور مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے اور یہی قول صحیح ہے۔

2. حدیثِ مبارکہ میں لا تُشَدُّ الرِّحال کے فوراً بعد الا الی ثلاثۃ مساجد مذکور ہے۔ اہلِ لغت کے معروف اُسلوب کے مطابق جس جملہ میں مستثنیٰ (جسے اِستثناء حاصل ہو) اَور مستثنیٰ منہ (جس سے اِستثناء کیا گیا ہو) دونوں پائے جاتے ہوں تو نحوی قاعدہ یہ ہے کہ مستثنیٰ حرفِ اِستثناء کے بعد اور مستثنیٰ منہ حرفِ اِستثناء سے پہلے ہوگا اور وُجوداً یا

تقدیراً مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ دونوں کا پایا جانا ضروری ہو گا۔

مذکورہ حدیث میں ’**إِلاَّ**‘ حرفِ اِستثناء ہے، ’ثلاثۃ مساجد ‘ مستثنیٰ ہے۔ قاعدہ کی رُو سے

‘**إِلاَّ**‘ کے بعد ثلاثۃ مساجد تو مذکور ہے لیکن مستثنیٰ منہ مذکور نہیں، جو ’**إِلاَّ**‘ سے پہلے پایا جانا تھا لہٰذا جہاں ایسی صورت ہو کہ مستثنیٰ مذکور ہو مگر مستثنیٰ منہ کا لفظی ذکر نہ ہو تو وہاں مستثنیٰ منہ مقدّر مانا جائے گا۔ اِس صورت میں مقدّر مستثنیٰ منہ کے تعین کے تین اِحتمالات ہو سکتے ہیں :

پہلا اِحتمال۔ . . اگر مستثنیٰ منہ ’قبر‘ کو مانا جائے

اِس حدیث سے سفرِ زیارت کی ممانعت کا اِستدلال کرنے والوں کے مسلک کے مطابق اگر مستثنیٰ منہ لفظ ’قبر‘ کو فرض کریں تو حدیث کی عبارت تقدیری اِس طرح ہوگی : لَا تُشَدُّ الرِّحال الی قبر الا الی ثلاثۃ مساجد ’’سوائے تین مساجد کے کسی قبر کی طرف رَختِ سفر نہ باندھا جائے۔‘‘ یہاں لفظ ’قبر‘ ایسی بے بنیاد تعبیر ہے جو نہ سیاقِ کلام کے مطابق ہے اور نہ ہی اُسلوبِ بیان و زباں کے لائق. عربی زبان سے تھوڑی سی واقفیت رکھنے والا شخص بھی یہ غیر معتبر اور غیر معقول اُسلوب قبول نہیں کرسکتا، چہ جائیکہ اِس کی نسبت اَفصحُ العرب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی جائے لہٰذا ضابطہ کے خلاف لفظ ’قبر‘ کو مستثنیٰ منہ بنانا ہرگز درست نہیں۔

دوسرا اِحتمال۔ . . اگر مستثنیٰ منہ ’مکان‘ کو مانا جائے

اگر ’مکان‘ کو مستثنیٰ منہ فرض کیا جائے تو حدیث کی عبارت تقدیری یوں ہوگی :

لَا تُشَدُّ الرِّحال الی مکان الا الی ثلاثۃ مساجد (سوائے تین مساجد کے کسی اور مقام کی طرف رَختِ سفر نہ باندھا جائے)۔ اِس کا مطلب یہ ہو گا کہ تعلیم، تجارت اور کسی بھی کارِ خیر کے لئے سفر کرنا ممنوع ہے، حالانکہ اِن اُمورِ خیر کے لئے سفر کی ممانعت باطل اور غیر معقول ہے۔ مطلق سفر کی کہیں بھی ممانعت نہیں اور نہ ہی ایسا کوئی مفہوم حدیث مذکور کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ یہ مفہوم نہ صرف غیر شرعی ہو گا بلکہ بے شمار احکام اسلامی اور مصالح دینی سے متصادم ہو گا۔ سو یہ صورت تقدیری بھی قبول نہیں کی جا سکتی، اس لئے کہ

1. حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود تجارت کے لئے سفر کیا اور متعدد اسفار کے ذریعے غزوات میں شرکت فرمائی۔
2. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق دین سیکھنے اور سکھانے کے لئے ہمیشہ محوِ سفر رہے اور اُنہوں نے دور دراز علاقوں تک دین پہنچایا۔
3. ائمہ و بزرگانِ دین تحصیلِ علم اور بیعت و اِرادت کے لئے سفر کرتے رہے۔ آج بھی لوگ حصولِ علم، تجارت اور دیگر اُمور کی بجا آوری کے لئے ایک شہر سے

دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک سفر کرتے ہیں۔

درج ذیل مقاصد کے لئے آج بھی سفر کیا جاتا ہے :

4.دعوت و تبلیغِ دین کے لیے۔
5.جہاد میں شرکت کے لئے۔
6.والدین، اساتذہ اور بزرگوں کی زیارت کے لئے۔
7.اَعزاء و اَقارب اور اَحباب سے ملاقات کے لئے۔
8.کانفرنسز، سیمینارز اور دیگر خصوصی پروگراموں میں شرکت کے لئے۔
9.شادی و غمی میں شرکت کے لئے۔
10.کاروباری مقاصد کے لئے۔
11.سیر و تفریح کے لئے۔
12.علاج معالجہ کے لئے۔

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتنے ہی سفر ہیں جو ہم روزانہ کرتے ہیں۔ اگر ہر سفر ممنوع قرار دیا جائے تو زندگی کا نظام معطل ہو کر رہ جائے گا، جو کہ قانونِ فطرت کے خلاف ہے۔

تیسرا اِحتمال. . . اگر مستثنیٰ منہ بھی ’مسجد‘ ہی کو مانا جائے

یہ اِستثناء مفرغ ہے۔ اس میں مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کا جنسِ واحد سے ہونا ضروری ہوتاہے، جیسا کہ کلامِ عرب میں ہے :

ما جاء نی الا زید (میرے پاس سوائے زید کے کوئی نہیں آیا)۔

اِس کا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس سوائے زید کے کوئی شخص یا انسان نہیں آیا۔ اگر پرندہ یا کوئی جانور آیا ہو تو کلام غلط نہ ہوگا کیونکہ مستثنیٰ منہ پرندہ یا جانور نہیں بلکہ انسان ہے۔ وجہ یہ ہے کہ زید بھی انسان ہے، اس لئے ایک ہی جنس سے ہونے کی وجہ سے مفہوم واضح اور درست ہو جائے گا لہٰذا درست بات یہی ہے کہ اِس حدیث میں بھی عربی کے اُسلوب اور قاعدہ کی رُو سے تقدیر لفظ ’مسجد‘ ہی ہو، یعنی جسے مستثنیٰ ٹھہرایا جا رہا ہے مستثنیٰ منہ بھی وہی جنس ہو۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر جواز کے لئے اِستثناء مساجد کا کیا جا رہا ہے تو ممانعت بھی بقیہ مساجد ہی کی طرف منسوب ہوگی، نہ کہ دیگر اُمور اور مقاصد کی طرف۔ پس اب حدیث کی تقدیراً عبارت یوں ہوگی :

لَا تُشَدُّ الرِّحال إلي مسجد إلّا إلي ثلاثة مساجد.

’’سوائے تین مساجد کے کسی اور مسجد کی طرف (ثواب کی زیادتی کی نیت سے) رختِ سفر نہ باندھا جائے۔‘‘

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِرشاد کا واضح مطلب یہ ہے کہ مسجدِ حرام، مسجدِ اقصیٰ اور مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے کی فضلیت چونکہ زیادہ ہے اور باقی مساجد نماز پڑھنے کی فضیلت اور ثواب میں برابر ہیں اس لئے ان تینوں مسجدوں کے

علاوہ کسی اور مسجد میں ثواب کی زیادتی کی نیت سے سفر کی زحمت برداشت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس جگہ زیادتی ثواب پر کوئی شرعی دلیل مذکور نہیں۔

2. مذکورہ احادیث پر ائمہِ حدیث کی تحقیقات

متذکرہ بالا احادیث کا صحیح مطلب اجل ائمہِ حدیث نے بیان کیا ہے اور اس پر اپنی تحقیق کی ہے۔

1. قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک مدینہ طیبہ مخلص مؤمنین کا مرجع رہا ہے اور تاقیامت رہے گا۔ اس حوالے سے قاضی عیاض (544ھ) نے اس حدیثِ مبارکہ کی بڑی ایمان افروز تشریح کی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان مدینہ کی طرف لوٹے گا۔ امام نووی اور دیگر شارحین حدیث نے ان کا قول نقل کیا ہے۔ شرح نووی میں ہے :

قال القاضي : وقوله صلي الله عليه وآله وسلم : وهو يأرز إلي المدينة، معناه : أن الإيمان أولاً وآخراً هذه الصفة، لأنه في أول الإسلام كان كل من خلص إيمانه وصحّ إسلامه أتي المدينة، إمّا مهاجراً مستوطناً، وإما متشوقاً إلي رؤية رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم، ومتعلماً منه، ومتقربا. ثم بعده هكذا في زمن الخلفاء كذلک، ولأخذ سيرة العدل منهم والاقتداء بجمهور الصحابة رضوان الله عليهم فيها. ثم من بعدهم من العلماء الذين كانوا سرج الوقت وأئمة الهديٰ، لأخذ السنن المنتشرة بها عنهم. فكان كل ثابت الإيمان منشرح الصدر به يرحل إليها. ثم بعد ذلک في كل وقت إلي زماننا لزيارة قبر النبي صلي الله عليه وآله وسلم والتبرک بمشاهده، وآثاره، وآثار أصحابه الكرام. فلا يأتيها إلا مؤمن. هذا كلام القاضي. والله أعلم بالصواب.

’’قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد

گرامی کے ایمان مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے گا، کا معنی ہے کہ ایمان کی ابتداء میں یہ صفت تھی اور آخر زمانہ میں بھی یہی صفت رہے گی کیونکہ ابتدائے اسلام میں ہر وہ شخص جس کا ایمان خالص ہوتا اور اسلام صحیح ہوتا، وہ مدینہ طیبہ آتا یا تو مہاجر بن کر مدینہ طیبہ کو اپنا وطن بناتا اور یا دیدارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوق میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت کے حصول کے لیے۔ بعد ازاں خلفاء راشدین کے دور میں بھی اہلِ ایمان کا یہی معمول رہا تاکہ وہ ان سے عدل کا درس لیں اور جمہور صحابہ کا اقتداء بھی یہیں پر ہوتا تھا۔ پھر دورِ خلافت کے بعد وہ علماء جو اپنے وقت کے چراغ اور ہدایت کے امام تھے ان سے بکھری ہوئی سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذ کرنے کیلئے اہلِ ایمان آتے رہے۔ پس ہر مومن جو ایمان پر ثابت قدم تھا اور جسے شرح صدر نصیب تھا وہ مدینہ طیّبہ کی طرف سفر کرتا۔ پھر ان علماء کے دور کے بعد آج تک ہر دور میں لوگ قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہد آثار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کے لئے آتے رہے، پس مدینہ طیّبہ وہی شخص آتا ہے جو سچا مومن ہوتا ہے۔‘‘

نووي، شرح النووي، 2 : 177

2. امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

شارحِ صحیح مسلم امام نووی (م 676ھ) نے بھی اس حدیث کی تفصیلی شرح لکھی ہے۔ لا تُشَدُّ الرِّحال کا درست معنی و مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

فيه بيان عظيم فضيلة هذه المساجد الثلاثة ومزيتها علي غيرها لكونها مساجد الأنبياء صلوات اﷲ وسلامه عليهم، ولفضل الصّلاة فيها.

’’اس حدیثِ مبارکہ میں ان تین مساجد کی فضیلت اور دنیا کی دیگر مساجد پر درجہ میں ان کی برتری کا بیان ہے کیونکہ یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مساجد ہیں اور اس وجہ سے کہ ان میں نماز پڑھنے کا ثواب اور فضیلت زیادہ ہے۔‘‘

نووي، شرح صحيح مسلم، 9 : 106

انہوں نے مزید لکھا ہے کہ بعض علماء نے ان مساجد کے علاوہ قبورِ صالحین پر جانے میں الگ الگ آراء کا اظہار کیا ہے :

والصحيح عند أصحابنا، وهو الذي اختاره إمام الحرمين والمحققون أنه لا يحرم ولا يکره. قالوا : والمراد، أن الفضيلة التامة إنما هي في شدّ الرحال إلي هذة

الثلاثة خاصة. والله أعلم.

’’ہمارے اصحاب (یعنی شوافع) کے نزدیک صحیح مؤقف یہ ہے جسے امام الحرمین (ابو المعالی عبد الملک الجوینی) اور دیگر محققین ائمہ نے اختیار کیا وہ یہ کہ زیارتِ قبور حرام ہے نہ مکروہ، انہوں نے کہا اس حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ثواب کے لیے سفر اختیار کرنے میں مکمل فضیلت ان تین مساجد کے ساتھ خاص ہے۔‘‘

نووي، شرح صحيح مسلم، 9 : 106

ایک اور جگہ انہوں نے لکھا ہے :

وفي هذا الحديث فضيلة هذه المساجد الثلاثة وفضيلة شدّ الرحال إليها لأن معناه عند جمهور العلماء لا فضيلة في شدّ الرحال إلي مسجد غيرها.

’’اس حدیث میں ان مساجد کی فضیلت اور اس کی طرف سفر کی فضیلت کا بیان ہے اسی لیے جمہور ائمہ کے نزدیک ان مساجد کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف رختِ سفر باندھنے میں کوئی فضیلت نہیں۔‘‘

نووي، شرح صحيح مسلم، 9 : 168

3۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سبکی (756ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے :

وقال السبكي الكبير : ليس في الأرض بقعة لها فضل لذاتها حتي تشدّ الرحال إليها غير البلاد الثلاثة، ومرادي بالفضل : ما شهد الشرع باعتباره و رتّب عليه حكمًا شرعيا وأماّ غيرها من البلاد فلا تشد إليها لذاتها بل لزيارة، أو جهاد، أو علم، أو نحو ذلک من المندوبات، أو المباحات. قال : وقد التبس ذلک علي بعضهم، فزعم أن شد الرحال إلي الزيارة لمن في غير الثلاثة داخل في المنع وهو خطأ لأن

الاستثناء إنما يكون من جنس المستثني منه فمعني الحديث لا تشدّ الرحال إلي مسجد من المساجد أو إلي مكان من الأمكنة لأجل ذلک المكان إلا إلي الثلاثة المذكورة وشدّ الرحال إلي زيارة، أو طلب علم، ليس إلي المكان، بل إلي من في ذلک المكان. واﷲ أعلم.

’’عالمِ اجل علامہ کبیر سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : روئے زمین پر کوئی ایسا خطہ نہیں جسے ایسی ذاتی فضیلت حاصل ہو جس کی وجہ سے اس کی طرف سفر کیا جائے، سوائے ان تین جگہوں کے۔ فضیلت و شرف سے میری مراد وہ فضیلت ہے جیسے شریعت نے مقرر کیا ہے اور جس پر شرعی حکم مرتب ہوتا ہے اور جہاں تک ان تین جگہوں کے علاوہ دیگر مقامات کی بات ہے تو ان کے لیے فضیلت کے باعث سفر نہیں کیا جائے گا، بلکہ سفر کی وجہ ملاقات یا جہاد یا حصولِ علم یا اس طرح دیگر مستحب و مباح امور کا سر انجام دیا جانا ہو گا۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : بعض لوگوں کو اس حدیثِ مبارکہ سے مغالطہ ہوا پس انہوں نے سمجھا کہ شاید ان تین مقامات کے علاوہ کہیں اور سفر کے لئے جانا حکمِ ممانعت میں داخل ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ قاعدہ کی رو سے استثناء یا تو جنس ’مستثنیٰ منہ‘ سے ہوتا ہے پس اس صورت میں حدیثِ مبارکہ کا معنی ہو گا مساجد میں سے کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے یا مقامات میں سے کسی مقام کی طرف ذاتی فضیلت کی وجہ سے سفر نہ کیا جائے سوائے مذکورہ تین مقامات کے۔ پس زیارت و ملاقات یا طلبِ علم کے لیے کسی جگہ کا سفر اس جگہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس جگہ میں رہنے والے کی وجہ سے ہوتا ہے۔‘‘

عسقلاني، فتح الباري، 3 : 66

4۔ امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م 852ھ) فتح الباری شرح صحيح البخاري میں اس حدیث پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

أن المراد حكم المساجد فقط. وأنه لا تشدّ الرحال إلي مسجد من المساجد فيه غير هذه الثلاثة وأما قصد غير المساجد لزيارة صالح أو قريب أو صاحب أو طلب علم أو تجارة أو نزهة فلا يدخل في النهي، ويؤيده ماروي أحمد من طريق شهر بن حوشب قال سمعت أبا سعيد وذكرت عنده الصلاة في الطور فقال : قال رسول

الله صلي الله عليه وآله وسلم لا ينبغي للمصلي أن يشد رحاله إلي مسجد تبتغي فيه الصلاة غير المسجد الحرام والمسجد الأقصي و مسجدي.

’’لا تشد الرحال سے فقط مساجد مراد ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز (کا زیادہ ثواب حاصل کرنے) کے لیے ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف رختِ سفر نہ باندھا جائے اور جہاں تک کسی صالح بزرگ یا عزیز رشتہ دار یا دوست کی زیارت و ملاقات کا تعلق ہے یا حصولِ علم، تجارت اور تفریح کے لیے سفر اختیار کرنا یہ حکمِ نہی میں داخل نہیں- اس بات کی تائید مسند احمد بن حنبل میں شہر بن حوشب کے طریق پر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ مبارکہ ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت ابو سعید خدری سے سنا جبکہ میں نے ان کے سامنے کوۂ طور پر نماز پڑھنے کا ذکر کیا تو انہوں نے بیان کیا : حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کسی نمازی کو زیادہ حصولِ ثواب کی نیت سے کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرنا نہ چاہیے سوائے مسجدِ حرام، مسجدِ اقصی اور میری مسجد (مسجد نبوی) کے-‘‘

عسقلاني، فتح الباري، 3 : 65

بعض لوگ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول کو ممانعتِ سفرِ زیارت پر بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری کیلئے زیارت کے لفظ کو ناپسند کیا- ائمۂ حدیث فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حد درجہ ادب و احترام کرتے تھے، محبت اور تعظیم و توقیرِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کا درجہ دیگر ائمہ کرام سے بڑھ کر ہے- آپ رضی اللہ عنہ کو نسبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا و مافیہا سے بڑھ کر عزیز تھی- آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں قربِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موت کی آرزو تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ نے ساری زندگی فرض حج کے علاوہ کبھی مدینہ طیبہ سے باہر سفر نہ کیا، اس اندیشہ کے تحت کہ کہیں مسکنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دورِ حیات مستعار چھن نہ جائے جبکہ مدینہ طیبہ کے ادب و احترام کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کبھی بھی شہرِ مدینہ میں سواری نہیں کرتے تھے- علامہ ابنِ ہمام حنفی لکھتے ہیں :

كان مالک رحمه الله و رضي عنه لا يركب في طرق المدينة، وكان يقول : أستحي من الله تعالي أن أطأ تربة فيها رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم.

’’امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے راستوں پر سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے اور (اس کی وجہ یہ بیان) فرماتے تھے مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں اس مقدس مٹی پر سوار ہو کر چلوں جس کے اندر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسدِ اطہر

ہے۔‘‘

ابن همام، شرح فتح القدير، 3 : 180

پس آپ جیسے صاحبِ محبت امام سے اس بات کی توقع بعید ہے کہ انہوں نے زیارت کو ناپسند فرمایا ہو۔ دراصل ان کے نزدیک درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری پر لفظِ زیارت کا اطلاق خلافِ ادب ہے۔ کیونکہ عام قبروں کے لیے لفظِ زیارت استعمال ہوتا ہے جس میں مسلمان مُردوں کو فائدہ ہوتا ہے اور اس میں زائر کو اختیار ہوتا ہے چاہے زیارت کرے چاہے نہ کرے جبکہ مالکیہ کے نزدیک درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری واجب ہے۔ اس لیے وہ اس کو عام زیارت کی طرح امرِ مباح نہیں گردانتے۔ لہٰذا امام مالک رحمہ اللہ کے قول میں ممانعتِ زیارت کا شائبہ نہیں کیونکہ ان کا عقیدہ و عمل ہمارے سامنے ہے اور وہی قابلِ ترجیح ہے۔

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں :

ما نقل عن مالک : أنه کره أن يقول زرت قبر النبي صلي اﷲ عليه وآله وسلم. وقد أجاب عنه المحققون من أصحابه : بأنه کره اللفظ أدباً، لا أصل الزيارة. فإنها من أفضل الأعمال، وأجل القربات الموصلة إلي ذي الجلال، وأن مشروعيتها محل إجماع بلانزاع. واﷲ الهادي إلي الصواب.

’’یہ جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کی۔ اس قول کا جواب امام مالک کے مقلدین محقق ائمہ کرام نے یہ دیا ہے کہ وہ ادبًا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لیے لفظِ ’’زیارت‘‘ کا اطلاق نا پسند فرماتے تھے نہ کہ سرے سے زیارت کا انکار کرتے تھے۔ کیونکہ زیارتِ روضۂ اطہر ان افضل اعمال اور بلند درجہ عبادات میں سے ہے جس کے ذریعہ رب ذوالجلال تک رسائی ہوتی ہے جبکہ زیارتِ روضۂ اقدس کی مشروعیت اجماع سے ثابت ہے جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ اللہ تعالیٰ صحیح بات کی طرف ہدایت فرمانے والا ہے۔‘‘

عسقلاني، فتح الباري، 3 : 66

وہ مزید لکھتے ہیں :

قال بعض المحققين : قوله، إلا إلي ثلاثة مساجد، المستثني منه محذوف. فأما أن

يقدر عاماً، فيصير، لا تشد الرحال إلي مكان في أي أمر كان إلا إلي الثلاثة، أو أخص، من ذلک لا سبيل إلي الأوّل، لإفضائه إلي سد باب السفر، للتجارة وصلة الرحم، وطلب العلم، وغيرها. فتعين الثاني. والأولي أن يقدر ماهو أکثر مناسبة، وهو : لا تشد الرحال إلي مسجد للصّلاة فيه إلا إلي الثلاثة، فيبطل بذلک قول من منع شدّ الرحال إلي زيارة القبر الشريف وغيره من قبور الصّالحين. واﷲ أعلم.

’’بعض محققین نے جو یہ کہا : اِلَّا الٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ میں ’مستثنیٰ منہ‘ محذوف ہے۔ پس یہاں یا تو مقدر عام مانیں گے اس صورت میں عبارت یوں ہو گی ’’لا تشد الرحال الی مکان فی ای امر کان الا الی ثلاثۃ‘‘ کسی بھی مقصد کے لیے ان تین مساجد کے علاوہ کہیں اور سفر کے لیے رختِ سفر نہ باندھا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہاں ’مستثنیٰ منہ‘ مقدر خاص مانیں گے۔ پہلی صورت تو ہو ہی نہیں سکتی اس لیے کہ اس سے تجارت، صلہ رحمی اور طلبِ علم وغیرہ کے لیے تمام اسفار کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ پس لازماً دوسری صورت کا تعیّن کرنا پڑے گا اور بہتر یہ ہے کہ اس ’مستثنیٰ منہ‘ کو مقدر مانا جائے جس کی ’مستثنیٰ‘ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مناسبت ہو اور وہ اس طرح ہے کہ ’’لا تشد الرحال الی مسجد للصلاۃ فیہ الا الی الثلاثۃ‘‘ (یعنی کسی بھی مسجد کی طرف نماز پڑھنے کی غرض سے رختِ سفر نہ باندھا جائے سوائے ان تینوں کے) اور اس سے اس شخص کا قول باطل ہو گیا جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور اور اس کے علاوہ صالحین کی قبور کی طرف سفر کرنے سے منع کرتا ہے۔‘‘

عسقلاني، فتح الباري، 3 : 66

5. علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

علامہ بدر الدین عینی (م 855 ھ) نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے :

فإن قيل فعلي هذا يلزم أن لا يجوز السفر إلي مکان غير المستثني، حتي لا يجوز السفر لزيارة إبراهيم الخليل صلوات اﷲ تعالي وسلامه عليه ونحوه. لأن المستثني منه في المفرغ لا بد أن يقدر أعم العام. وأجيب بأن المراد بأعم العام ما يناسب المستثني نوعًا ووصفًا، کما إذا قلت : ما رأيت إلا زيدًا، کان تقديره : ما رأيت

رجلًا أو أحدًا إلا زيدًا. لا : ما رأيت شيئًا أو حيوانًا إلا زيدا. فههنا تقديره : لا تشدّ إلي مسجد إلَّا إلي ثلاثة.

’’اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ لازم آ رہا ہے کہ مستثنیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ کی طرف سفر جائز ہی نہیں حتی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کے مقابر کی طرف کیونکہ مستثنیٰ منہ مفرغ کے لیے لازم ہے کہ اس کا مقدر عام ہو- میری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں عام سے مراد وہ عام ہے جو ازروئے نوع اور صفت مستثنیٰ کے مناسب ہے جیسے مَا رَاَیْتُ اِلَّا زِیْدًا کی تقدیر عبارت یوں ہو گی مَا رَایْتُ رَجُلًا اَو احدًا اِلَّا زیدًا یہ عبارت نہیں ہو گی کہ مَا رَایتُ شَیْئًا او حَیوًانًا الا زَیْدًا پس اس حدیث مبارکہ میں تقدیر عبارت یوں ہو گی لَا تشد الرحال الی مسجد الا الی ثلاثۃ-‘‘

عيني، عمدة القاري، 7 : 253

وہ مزید لکھتے ہیں :

وأوّل بعضهم معني الحديث علي وجه آخر، وهو أن لا يرحل في الاعتكاف إلا إلي هذه الثلاثة، فقد ذهب بعض السلف إلي أن الاعتكاف لا يصحّ إلا فيها، دون سائر المساجد، وقال شيخنا زين الدين من أحسن محامل هذا الحديث : أن المراد منه حكم المساجد فقط، وأنه لا يشد الرحل إلي مسجد من المساجد غير هذه الثلاثة. فأمّا قصد غير المساجد من الرحلة في طلب العلم، وفي التجارة، والتنزة، وزيارة الصالحين، والمشاهد، وزيارة الإخوان، ونحو ذلک فليس داخلاً في النهي. وقد ورد ذلک مصرحاً به في بعض طرق الحديث.

’’بعض علماء نے اس حدیث کی تاویل ایک اور طریقے سے کی ہے وہ اس طرح کہ کوئی شخص اعتکاف کے لیے مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف بطور نذر سفر نہ کرے- بعض سلف کا قول ہے اعتکاف کی نذر مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور مسجد میں جائز نہیں- ہمارے شیخ حضرت زین الدین فرماتے ہیں اس حدیث کا صحیح ترین مفہوم یہ ہے کہ اس سے مراد صرف مساجد کا حکم ہے یعنی ان مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی دوسری مسجد کی طرف (زیادہ ثواب کی نیت سے) سفر نہ کیا جائے اور جہاں تک ان مساجد کے

علاوہ کسی اور جگہ حصولِ علم، تجارت، سیر و سیاحت صالحین اور مقابر کی زیارت اور دوستوں کی ملاقات کی نیت سے سفر کرنا اور اس طرح کے دوسرے اسفار اس نہی میں داخل نہیں اور بعض روایتوں میں تو یہ چیز صراحت کے ساتھ ذکر کی گئی ہے-‘‘

عيني، عمدة القاري، 7 : 254

علامہ عینی نے مزید لکھا ہے :

فإن قلت : ما الجمع بين قوله في الحديث الصحيح لا تشدّ الرحال إلا إلي ثلاثة مساجد و بين كونه كان يأتي مسجد قباء راكباً؟ قلت : قباء ليس مما تشدّ إليه الرِّحال فلا يتناوله الحديث المذكور.

’’اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی، تشد الرحال الا الی ثلاثہ مساجد کہ رختِ سفر نہ باندھا جائے سوائے ان تین مساجد کے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل کہ ’’آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ قباء سواری پر تشریف لیجاتے تھے‘‘ دونوں میں تطبیق کیسی ہو گی تو اس کے جواب میں، مَیں کہتا ہوں کہ مسجد قبا ان مساجد میں سے نہیں جن کی طرف سفر کیا جاتا ہے پس یہ حدیث مذکور میں شامل ہی نہیں-‘‘

عيني، عمدة القاري، 7 : 260

6. امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

امام سیوطی (متوفی 911ھ) لکھتے ہیں :

والصحيح عند إمام الحرمين وغيره من الشافعية : أنه لا يحرم. وأجابوا عن الحديث بأجوبة، منها : أن المراد أن الفضيلة التامة في شد الرحال إلي هذه المساجد بخلاف غيره فإنه جائز. ومنها أن المراد أنه لا تشد الرحال إلي مسجد من المساجد للصلاة فيه غير هذه. وأما قصد زيارة قبر صالح و نحوها فلا يدخل تحت النهي، ويؤيده ما في مسند أحمد قال رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم : لا

ينبغي للمصلي أن يشد رحاله إلي مسجد غير المسجد الحرام، والمسجد الأقصي، ومسجدي. انتهي.

’’شوافع میں سے امام الحرمین (ابو المعالی عبدالملک الجوینی النیشا پوری) وغیرہ کے نزدیک صحیح مؤقف یہ ہے کہ قبورِ صالحین کی طرف سفر کرنا حرام نہیں اور ان ائمہ نے اس حدیث کے کئی جواب دیئے ہیں- ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہاں فضیلت سے مراد ان مساجد ثلاثہ کی طرف شدِّ رحال کی فضیلت تامہ ہے جبکہ کسی دوسری جگہ کی طرف محض سفر جائز ہے، دوسرا جواب یہ کہ اس سے مراد ہے ان تین مساجد کے علاوہ دیگر مساجد کی طرف زیادہ حصولِ ثواب کی خاطر، نماز پڑھنے کے لیے سفر نہ کیا جائے- لیکن کسی بزرگ صالح کی قبر اور اس طرح دیگر کام کے لیے اسفار نہی میں داخل نہیں، اس کی تائید مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کسی مسجد میں (زیادہ حصول ثواب کی خاطر) نماز ادا کرنے کی غرض سے سواری تیار نہ کی جائے سوائے مسجدِ حرام مسجدِ اقصی اور میری اس مسجد کے-‘‘

سيوطي، شرح سنن ابن ماجه، 1 : 102

7. ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

اس حدیث کی مزید وضاحت میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (1014ھ) فرماتے ہیں :

الرّحال، جمع رحلة، وهو كور البعير. والمراد نفي فضيلة شدّها ومربطها إلا ثلاثة مساجد، قيل : نفي معناه نهي. أي لا تشدّ الرّحال إلي غيرها، لأن ما سوي الثلاثة متساو في الرتبة غير متفاوت في الفضيلة، وكان الترحّل إليه ضائعاً عيشاً وفي شرح مسلم للنووي، قال أبو محمد : يحرم شدّ الرّحال إلي غير الثلاثة وهو غلط. وفي الإحياء ذهب بعض العلماء إلي الاستدلال به علي المنع من الرحلة لزيارة المشاهد، وقبور العلماء، والصالحين وما تبين إلي أن الأمر كذلک بل الزيارة مأمور بها بخبر : كنت نهيتكم عن زيارة القبور ألا فزوروها. والحديث إنما ورد نهياً عن

الشدّ بغير المساجد لتماثلها بل لا بلد إلا وفيها مسجد. فلا معني للرحلة إلي مسجد آخر. وأما المشاهد فلا تساوي بل بركة زيارتها علي قدر درجاتهم عند الله، ثم ليت شعري هل يمنع ذلک القائل شدّ الرحال لقبور الأنبياء کإبراهيم وموسيٰ ويحيٰي والمنع من ذلک في غاية الإحالة، وإذا جوّز ذلک لقبور الأنبياء والأولياء في معناهم فلا يبعد أن يکون ذلک من أغراض الرحلة کما أن زيارة العلماء في الحياة من المقاصد.

’’اس حدیث مبارکہ میں رِحال، رِحْلَۃ ۔کی جمع ہے جس کا معنی اونٹ پر سامان باندھنا ہے، اور اس سے مراد مساجدِ ثلاثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف سفر کی فضیلت کی نفی ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ یہاں نفی بمعنی نہی ہے یعنی (زیادہ حصول ثواب کے لیے) ان مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر اختیار نہ کیا جائے کیونکہ ان مساجد کے علاوہ تمام مساجد درجۂ ثواب میں برابر ہیں۔ باعتبارِ فضیلت کسی میں کوئی کمی بیشی نہیں، اس لئے ان کی طرف (زیادہ ثواب کے لیے نماز کی غرض سے) سفر بے فائدہ ہے۔ شرح مسلم نووی میں لکھا ہے کہ ابو محمد جوینی نے جو یہ کہا کہ ان تین مساجد کے علاوہ دیگر مساجد کی طرف سفر حرام ہے یہ غلط ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مشاہد اور علماء صلحاء کے مقابر کی زیارت سے منع کیا ہے لیکن میں اس حدیث کا مفہوم یہ سمجھا ہوں کہ اس میں مقابر و مشاہد کی زیارت کا حکم دیا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ’’میں تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا کرتا تھا اب تمہیں اس کی اجازت ہے، اور حدیث شد رحال میں دیگر مساجد کی طرف زیادہ ثواب کے حصول کے لئے سفر کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ ان تین مساجد کے علاوہ دیگر مساجد ثواب میں برابر ہیں، بلکہ دنیا میں کوئی آبادی ایسی نہیں جہاں مسجد نہ ہو لہٰذا کوئی شخص دوسری مسجد کی طرف محض ادائیگی نماز کیلئے کیوں جائے گا۔ تاہم زیادہ ثواب کے لئے کسی اور مسجد کی طرف سفر نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن مشاہد اور مقابر درجہ میں برابر نہیں بلکہ ان کی زیارت کی فضیلت و برکت ان کے اندر مدفون حضرات کے ان درجات پر موقوف ہے جو بارگاہِ الٰہی میں انہیں حاصل ہیں۔ افسوس کہ بعض لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرف شد رجال سے بھی منع کرتے ہیں۔ قبور کی طرف سفر سے روکنا بڑے تعجب کی بات ہے اور جب اولیاء علماء اور صلحاء کرام کے مقابر کی طرف سفر کرنا جائز ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ سفر کے اغراض میں یہ (بھی علماء کرام کے مقابر) شامل ہوں جیسا کہ علماء کرام کی زیارت ان کی زندگی میں باعثِ ثواب ہے۔‘‘

علي القاري، مرقاة المفاتيح، 2 : 190

8- شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (1052ھ) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحال کی تشریح میں لکھتے ہیں:

وگفت بندۂ مسکین کاتبِ حروف عبدالحق بن سیف الدین عفا اللہ عنہ اناکہ مقصودِ بیان اہتمامِ شانِ این سہ بقعہ وسفر کردن بجانب آنہاست کہ متبرک مقامات است یعنی اگر سفر کنند بایں سہ مسجد کنند و بغیر آن گرانی مشقت کشیدن نمی کنند نہ آنکہ سفر بجز این موضع درست نبا شد مصرع-
دل اگر بار کشد باز بکاری باری

’’بندۂ مسکین راقم حروف عبدالحق بن سیف الدین عفا اللہ عنہ کہتا ہے، ہو سکتا ہے کہ حدیثِ مبارکہ میں ارشاد نبوی سے مقصود ان تین مقامات مقدسہ کی شان کی عظمت اور ان کی جانب سفر کرنا ہو کیونکہ یہ تین مقامات سب سے بڑھ کر بابرکت ہیں یعنی اگر سفر مطلوب ہو تو ان تین مساجد کی طرف سفر کرنا چاہیے اور لوگ ان مقامات کے علاوہ کسی اور مقام کی طرف سفر کی مشقت برداشت نہیں کرتے- حدیثِ مبارکہ کا یہ مطلب نہیں کہ ان تین مقامات کے علاوہ کسی اور طرف سفر کرنا جائز ہی نہیں مصرع-
دل اگر بوجھ اٹھانا چاہے تو کسی صحیح مقصد و کام کیلئے اٹھانا چاہیے-‘‘

عبدالحق، أشعة اللمعات، 1 : 324

9- امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

امام زرقانی (م 1122ھ) نے مؤطاء کی شرح میں لکھا ہے :

استثناء مفرغ أي إلي موضع للصلاة فيه إلا هذه الثلاثة، وليس المراد أنه لا يسافر أصلاً إلا لها.

’’اس حدیث میں استثناء مفرغ ہے یعنی کسی بھی جگہ ادائیگی نماز کے لیے سوائے ان تین مساجد کے رخت سفر نہ باندھا جائے حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ بالکل سفر ہی نہ کیا جائے سوائے ان تین مقامات کے-‘‘

زرقاني، شرح الموطا، 1 : 320

اجل ائمہ و شارحینِ حدیث کی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ حدیث کا لا تشد الرحال صرف ثواب کی نیت سے دیگر مساجد کی طرف سفر کرنے کو مستلزم ہے- رہا دیگر مقاصد کے لیے سفر تووہ جائز ہے کیونکہ اگر ممانعتِ سفر کے قائلین کا قول مان لیا جائے کہ ان تین

مساجد کے علاوہ دنیا میں کسی بھی جگہ حتی کہ اولیاء کرام کے مزارات اور دیگر نیک مقاصد کے لیے سفر حرام ہے تو اس صورت میں انسانی زندگی اجیرن ہو جائے گی اور انسان عضو معطل بن کر رہ جائے گا وہ اپنی آبادی سے باہر کبھی بھی نہ جا سکے گا نہ حصولِ علم، نہ تجارت، نہ عیادت و ملاقات اور نہ اشاعتِ دین کے لیے حتی کہ ان تین مساجد کی فضیلت عامہ کے تعین کے بغیر کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنا بھی اس قول کے مطابق ممنوع ٹھہر جائے گا- حالانکہ محسن انسانیت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود سفر فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام اشاعت دین کے لئے دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچے- خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حصولِ علم کے لئے دور دراز مقامات تک سفر کی ترغیب دی تو معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ دنیا میں کہیں بھی سفر نہ کیا جائے بلکہ اس حدیث کا صحیح معنی و مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں جتنی مسجدیں ہیں ان میں سے صرف یہ تین مساجد ایسی ہیں کہ جنہیں فضیلت تامہ حاصل ہے- ان میں نماز پڑھنے کی زیادہ فضیلت اور ثواب ہے مثلاً

1.مسجد الحرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے-
2.مسجدِ نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے-
3.مسجدِ اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب پچیس ہزار نمازوں کے برابر ہے-

دنیا کی دیگر مساجد کو یہ فضیلت حاصل نہیں تو حدیثِ مبارکہ کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک شخص کو اپنے محلہ اور آبادی کی مسجد میں وہی ثواب ملے گا جو دنیا کی دیگر مساجد میں ملتا ہے تو اس تصور کے ساتھ کہ شاید فلاں مسجد میں اس مسجد سے زیادہ ثواب ملے گا سفر کرنا بے فائدہ ہے- اگر ادائیگی نماز کا زیادہ ثواب حاصل کرنے کا ارادہ ہو تو پھر حدیث میں مذکورہ مقامات کی طرف ہی سفر کرے اور جہاں تک مطلقًا سفر کی بات ہے تو گزشتہ صفحات میں ائمہ حدیث اور فقہاء کے صحیح اقوال اور تشریحات سے ثابت ہوا کہ جائز ہے عام سفر کی کہیں بھی ممانعت اور حرمت نہیں-

3- دیگر احادیثِ مبارکہ سے صحیح مؤقف کی تائید

درج بالا مؤقف کی تصریح و تائید خود اِرشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتی ہے :

1. لَا يَنْبَغِي لِلْمَطِي أَنْ تَشَدَّ رِحَالُهَ إِلَي مَسْجِدٍ يَنْبَغِي فِيْهِ الصَّلَاةُ، غَيْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَي، وَ مَسْجِدِي هَذَا.

’’کسی مسجد میں (زیادہ ثواب کے حصول کے لئے) نماز ادا کرنے کی غرض سے سفر کے لئے سواری تیار نہ کی جائے، سوائے مسجدِ حرام، مسجدِ اَقصیٰ اور میری اِس مسجد کے-‘‘

1. أحمد بن حنبل، المسند، 3 : 34، 64

2. أبو يعلي، المسند، 2 : 489، رقم : 1326
3. طحاوي، مشكل ا لآثار، 1 : 243

4- امام ہیثمی نے ’’مجمع الزوائد (4 : 3)‘‘ میں اِس حدیث کے نفسِ مضمون کو حسن قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ’الصحیح‘ میں اِسی طرح ہے۔

اِس حدیث میں مستثنیٰ منہ صریحاً مذکور ہے جو کہ ’مسجد‘ ہے لہٰذا شرحُ الحدیث بالحدیث کے بعد اب کوئی جواز باقی نہیں رہتا کہ کوئی شخص خواہ مخواہ اپنی طرف سے کسی ایسے لفظ کو مستثنیٰ منہ قرار دے جو نہ تو عربی لغت کے اُسلوب کے مطابق درست ہے اور نہ فصاحت و بلاغتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق ہے، بلکہ خود توضیحِ نبوت کے بھی خلاف ہے۔

ثانیاً حدیثِ مذکور میں واضح الفاظ میں فرمایا گیا ہے کہ نماز ادا کرنے کی غرض سے سفر نہ کیا جائے، جس کا مطلب لامحالہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ کسی اور مقصد کے لئے سفر کیا جا سکتا ہے۔

2- اِس کی مزید وضاحت اِس حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ہو جاتی ہے :

لَا تُشَدُّ رِحَالُ الْمَطِيِّ إِلَي مَسْجِدٍ يُذْكَرُ اللهُ فِيْهِ إِلَّا إِلَي ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ، وَبَيْتِ الْمَقْدَسِ.

’’اللہ کا ذکر کرنے کی نیت سے کسی مسجد کی طرف رختِ سفر نہ باندھا جائے، سوائے اِن تین مساجد کے : مسجدِ حرام، مسجدِ مدینہ اور بیت المقدس۔‘‘

أبو يعلي، المسند، 2 : 489، رقم : 1326

اِس حدیثِ مبارکہ میں واضح الفاظ میں تین مسجدوں کے علاوہ اس نیت سے کسی اور مسجد کی طرف اس نیت کے تحت سفر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے کہ اُس میں اللہ کا ذکر کرکے زیادہ ثواب حاصل کیا جائے۔

3- اِس کی تصریح و تائید اِس حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ہوتی ہے :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إِنَّمَا يُسَافَرُ إِلَي ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ إِيْلِيَاءَ.

’’(زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) صرف اِن تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے : مسجدِ کعبہ، میری مسجد اور مسجدِ ایلیاء (بیت المقدس)۔‘‘

1. مسلم، الصحيح، کتاب الحج، باب لا تشد الرحال إلا إلي ثلاثة مساجد، 2 : 1015، رقم : 1397
2. بيهقي، السنن الکبريٰ، 5 : 244، رقم : 10044
3. أيضاً، دلائل النبوة، 2 : 545

اس حدیثِ مبارکہ میں اُسلوبِ اِستثناء بیان نہیں کیا گیا بلکہ اُسلوبِ حصر اِختیار کیا گیا ہے۔ پچھلی احادیث میں چونکہ اُسلوبِ استثناء تھا اِس لئے یہ اَمر زیرِ بحث تھا کہ مستثنیٰ منہ کیا ہے، جبکہ اِس حدیثِ مبارکہ میں اِستثناء کا اُسلوب ہی نہیں۔ لٰہذا یہ بیانِ حصر ہماری پوری بحث کی تصدیق کرتا ہے کیونکہ اِس میں حصر صرف مساجد کا ہے اور باقی مساجد کی طرف سفر کرنے سے منع نہیں فرمایا گیا۔

4. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے طریقِ حصر پر مشتمل ایک اور حدیث اِن الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے :

إنما تُضْرَبُ أکبَادُ الْمَطِيّ إِلَی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هَذَا، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰي.

’’صرف تین مساجد کی طرف سفر کے لئے سواری تیار کی جائے : مسجدِ حرام، میری یہ مسجد اور مسجدِ اقصیٰ۔‘‘

1. طبراني، المعجم الکبير، 2 : 276، 277، رقم : 2159
2. أبو يعلي، المسند، 11 : 435، رقم : 6558
3. طبراني، المعجم الأوسط، 3 : 378، رقم : 2811

طبرانی کی بیان کردہ روایت کی اِسناد صحیح ہے اور ابویعلي کی بیان کردہ روایت کے رِجال ثقہ ہیں۔

اِن احادیثِ مبارکہ سے صراحت ہو گئی کہ تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد، مقام، شہر یا جگہ کی طرف اجر و ثواب کی نیت کے بغیر سفر کرنا ہرگز ممنوع نہیں اور نہ ہی شَدُّ الرِّحال والی حدیث کا موضوع ہے۔

اِن مساجد میں ادا کی جانے والی نمازوں پر ملنے والے غیر معمولی اَجر و ثواب کے حوالے سے بھی متعدّد احادیث وارد ہیں۔

5۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

صَلَاة فِيْ مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاة فِيْمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلَاة فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ.

’’میری مسجد میں ایک نماز ادا کرنا دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازیں (ادا کرنے) سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے، اور مسجد حرام میں (ادا کی ہوئی) ایک نماز (دوسری مساجد میں ادا کردہ) ایک لاکھ نمازوں سے بہتر ہے۔‘‘

ابن ماجة، السنن، كتاب اِقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الصلاة في المسجد الحرام و المسجد النبوي صلي الله عليه وآله وسلم، 2 : 186، رقم : 1406

یہ حدیث صحیح ہے، اس کی اِسناد صحیح اور رِجال ثقہ ہیں۔

6. حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

صَلَاةُ الرَّجُلِ. . . فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰي بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ صَلَاةٍ، وَصَلَاة فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ.

’’جو شخص مسجدِ اقصیٰ اور میری مسجد میں نماز پڑھے اُسے پچاس ہزار نمازوں کا اور جو مسجدِ حرام میں نماز پڑھے اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔‘‘

1. ابن ماجه، السنن، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الصلاة في المسجد الحرام ومسجد النبي صلي الله عليه وآله وسلم، 2 : 190، 191، رقم : 1413
2. طبراني، المعجم الأوسط، 7 : 7، رقم : 7004

اس فصل کو خلاصتہً دو اہم نکات میں بیان کیا جا سکتا ہے :

1۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجِ بالا تائیدی ارشاداتِ عالیہ سے ثابت ہوا کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَال والی احادیث کا مطلب تضاعفِ ثواب ہے یعنی زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے سفر کرنا صرف اِن ہی تین مساجد کی طرف جائز ہے جبکہ اِس غرض سے اُن کے علاوہ روئے زمین کی کسی اور مسجد کی طرف اس نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔

2. اس حدیثِ مبارکہ کا صحیح معنی و مفہوم اُن اجل ائمہِ حدیث نے بیان کیا ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج و اشاعت کے لیے وقف کیے رکھی اور تحصیلِ حدیث میں اتنی محنت کی کہ درجۂ حفاظ میں شامل ہو گئے۔ ایسے تمام ائمہ کرام کی رائے مفہوم حدیث کی وضاحت میں سند کا درجہ رکھتی ہے۔ ان کی مستند

رائے کی موجودگی میں کسی اور کی ذاتی اور غیر مناسب رائے کی طرف التفات کی ہرگز ضرورت نہیں رہتی۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ لَا تُشَدُّ الرِّحال میں صرف اسی سفر کی ممانعت ہے جو اِن تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد میں نماز کے زیادہ ثواب کی نیت سے ہو، اگر کوئی شخص کسی اور جائز نیت سے یا فقط زیارت کے لئے کسی متبرک مقام یا ہستی کی زیارت کو جائے تو وہ ہرگز اس حدیث میں شامل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قبرِ انور کی طرف زیارت کی خصوصی توجہ دلائی نیز اولیاء و صالحین کی قبور پر جا کر امت کے لئے اپنی سنت مقرر فرما دی جس پر اِن شاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں تفصیلی بحث ہو گی۔

گزشتہ باب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِرشاداتِ گرامی کی روشنی میں ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کی حاضری نہ صرف جائز بلکہ ایمانی جلا حاصل کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینِ عظام کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوض وبرکات میں سے کچھ حصہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اولیاء اور صالحین کو بھی میسر آیا۔ اس لئے ضروری تھا کہ اِن کی زیارت کے لئے بھی اُن کے مساکن اور مزارات پر حاضری دی جائے۔ زیرِ نظر باب میں اولیاء و صالحین کی زیارت پر احادیثِ مبارکہ اور سلف صالحین کے احوال واقوال کی روشنی میں بیان ہوگا۔

1۔ قبورِ صالحین کی زیارت کا نبوی معمول

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنفسِ نفیس شہداء اور صالحین کی قبور پر تشریف لے جا کر دعا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا بھی یہ معمول رہا۔ جس سے ثابت ہوا کہ اولیاء کی قبور پر جانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ ائمۂِ حدیث و تفسیر مثلاً امام عبدالرزاق، امام طبری، امام سیوطی اور امام ابنِ کثیر وغیرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء کی قبور پر تشریف لے جاتے تھے۔ امام عبدالرزاق (م 211ھ) نے بیان کیا ہے :

عن محمد بن إبراهيم قَالَ كَانَ النَّبِي صلي اﷲ عليه وآله وسلم يَأْتِي قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ رَأسِ الْحَوْلِ فَيَقُوْلُ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَي الدَّارِ. قَالَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلُوْنَ ذَلِکَ.

’’حضرت محمد بن ابراہیم التیمی سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال کے آغاز میں شہداء کی قبروں پر تشریف لاتے تھے اور فرماتے : تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے صلہ میں آخرت کا گھر کیا خوب ہے۔ روای نے کہا : حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔‘‘

1. عبدالرزاق، المصنف، 3 : 573
2. عيني، عمدة القاري، 8 : 70

امام طبری (م 310ھ) نے اسی روایت کو اپنی تفسیر ’’جامع البیان فی تفسیر القرآن (13 : 142)‘‘ میں، امام سیوطی (م 911ھ) نے اپنی تفسیر (الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور (4 : 641)‘‘ میں اور امام ابنِ کثیر (م 774ھ) نے ’’تفسیر القرآن العظیم (2 : 512)‘‘ میں بیان کیا ہے۔

2- شیخین کے عمل سے زیارتِ صالحین کا ثبوت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رضي الله عنه بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم لِعُمَرَ : انْطَلِقْ بِنَا إِلَي أُمِّ أَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم يَزُوْرُهَا.

’’حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا : چلو حضرت اُم ایمن کی زیارت کرکے آئیں جس طرح رسول ﷲ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔‘‘

1. مسلم، الصحيح، فضائل الصحابة، باب من فضائل أم أيمن، 4 : 1907، رقم : 2454
2. ابن ماجة، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه، 1 : 523، رقم : 1635
3. أبو يعلي، المسند، 1 : 71، رقم : 69

مذکورہ حدیث کی شرح میں امام نووی (م 676ھ) لکھتے ہیں :

فيه زيارة الصّالحين وفضلها وزيارة الصّالح لمن هو دونه، وزيارة الإنسان لمن کان صديقه يزوره، ولأهل ود صديقه، وزيارة جماعة من الرّجال للمرأة الصّالحة

وسماع کلامها، واستصحاب العالم والکبير صاحباً له في الزّيارة والعيادة ونحوهما، والبکاء حزناً علي فراق الصّالحين والأصحاب وإن کانوا قد انتقلوا إلي أفضل مما کانوا عليه، واﷲ أعلم.

’’اس حدیثِ مبارکہ میں صالحین کی زیارت اور اس کی فضیلت کا بیان ہے۔ اسی طرح کسی صالح شخص کا (مقام و مرتبہ کے لحاظ سے) اپنے سے کم درجہ شخص کی ملاقات کے لیے جانا، کسی انسان کا اپنے دوست احباب کی زیارت کرنا، مردوں کا باجماعت کسی نیک اور صالح خاتون کی ملاقات اور اس کی گفتگو سننا، اسی طرح کسی عالم اور بزرگ کا اپنے دوست کو زیارت و ملاقات اور عیادت وغیرہ کے لئے اپنے ساتھ لے جانا، صالحین اور دوست و احباب کی مفارقت پر غمگین ہونا اور رونا اگرچہ وہ اونچے درجے کی طرف منتقل ہوگئے ہوں (بھی اس حدیثِ مبارکہ سے) ثابت ہے۔‘‘

نووي، شرح النووي علي صحيح مسلم، 16 : 9. 10

3۔ فرامینِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیارتِ صالحین کی فضیلت و ترغیب

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشاداتِ عالیہ میں اولیاء، صالحین اور کامل مومنین کی زیارت کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ جن میں سے چند فرامینِ مبارکہ درج کئے جاتے ہیں۔

(1) متعلقین کو اپنی ملاقات و زیارت کے لئے بلانا جائز ہے

امام بخاری اور دیگر ائمۂِ حدیث و تفسیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک حدیثِ مبارکہ بیان کی ہے جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا :

مَا يَمْنَعُکَ أَنْ تَزُوْرَنَا أَکْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا فَنَزَلَتْ (وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأمْرِ رَبِّکَ لَه مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا).

’’جتنی بار تم ہماری زیارت کو آتے ہو؟ تم اس سے زیادہ میرے پاس کیوں نہیں آتے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (اور جبرئیل میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہو کہ) ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر (زمین پر) نہیں اتر سکتے اور جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ

ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے (سب) اسی کا ہے-‘‘ (مریم، 19 : 64)

1. بخاري، الصحيح، کتاب التفسير، باب وما نتنزل إلا بأمر ربک، 4 : 1760، رقم : 4454
2. ترمذي، السنن، کتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة مريم، 5 : 316، رقم : 3158
3. أحمد بن حنبل، المسند، 1 : 231، رقم : 2043
4. نسائي، السنن الکبريٰ، 6 : 394، رقم : 11319
5. طبراني، المعجم الکبير، 12 : 33، رقم : 12385

اس محبت کے جذبات سے لبریز حدیثِ مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنی زیارت کے لئے بار بار آنے کی خواہش کی تاکہ محبوبِ حقیقی کے پیغام کو دیکھ دیکھ کر دیدۂ و دل کو قرار حاصل ہوتا رہے- اس سے ائمہ نے یہ نکتہ اخذ کیا ہے کہ کسی صالح شخص کا اپنے نیک صالح دوستوں کو اپنی ملاقات و زیارت کے لئے بلانا بھی جائز و ثابت ہے-

امام نووی نے اپنی کتاب المجموع میں مذکورہ حدیث سے استنباط کرتے ہوئے لکھا ہے :

ويستحب أن يطلب من صاحبه الصالح أن يزوره وأن يزوره أکثر من زيارته لحديث ابن عباس.

’’یہ بات مستحب ہے کہ کوئی شخص اپنے صالح دوست سے اس بات کا تقاضا کرے کہ وہ جتنی بار اس کی زیارت و ملاقات کے لئے آتا ہے اس سے زیادہ مرتبہ آئے اور یہ بات حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ثابت ہے-‘‘

نووي، المجموع، 4 : 518

(2) اللہ تعالیٰ کی خاطر باہم زیارت کرنے والوں کا پہلا انعام

1. حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ، وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ.

’’میری محبت واجب ہو گئی : میری خاطر آپس میں محبت کرنے والوں، میری خاطر مجلسیں قائم کرنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں اور میری

خاطر خرچ کرنے والوں کے لئے۔‘‘

1. مالک، الموطأ، 2 : 953، رقم : 171
2. ابن حبان، الصحیح، 2 : 335، رقم : 575
3. حاکم، المستدرک، 4 : 186، رقم : 7314

اس حدیث کو امام مالک نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے نیز امام حاکم نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

2۔ حضرت ادریس خولانی بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد دمشق میں داخل ہوا تو اچانک میں نے ایک خوبصورت چمکتے ہوئے دانتوں والا نوجوان دیکھا جس کے ساتھ کچھ لوگ تھے (ایک روایت میں ہے : اس نوجوان کے ساتھ بیس صحابہ اور ایک روایت میں تیس صحابہ تھے) جب وہ کسی چیز میں اختلاف کرتے تو اس کی طرف متوجہ ہوتے اور اس کے اقوال سے مدد لیتے۔ میں نے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا :

هَذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضی الله عنه، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ هَجَّرْتُ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي بِالتَّهْجِيرِ، وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، قَالَ : فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّي قَضَي صَلَاتَهُ، ثُمَّ جِئْتُهُ، مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ : وَاللهِ إِنِّي لَأحِبُّكَ لِلّٰهِ، فَقَالَ : أَاللهِ؟ فَقُلْتُ : أَاللهِ، فَقَالَ : أَاللهِ؟ فَقُلْتُ : أَاللهِ، فَقَالَ أَاللهِ؟ فَقُلْتُ : أَاللهِ، فَأَخَذَ بِحَبْوِ رِدَائِي. (وفي رواية : بِحَبْوَتَي رِدَائِي) فَجَذَبَنِي إِلَيْهِ، وَقَالَ : أَبْشِرْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم يَقُولُ : قَالَ اللهُ تَبَارَکَ وَتَعَالَي : وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ، وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ.

’’یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں، جب اگلا دن ہوا تو میں جلدی سے مسجد پہنچا وہاں میں نے اس نوجوان کو خود سے پہلے وہاں پہنچا ہوا اور نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ کہتے ہیں : میں نے ان کا انتظار کیا یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے۔ پھر میں ان کے پاس ان کے سامنے سے آیا۔ میں نے انہیں سلام کیا، اور پھر عرض کیا : خدا کی قسم! میں آپ سے اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا : کیا واقعی اللہ تعالیٰ کے لیے؟ میں نے کہا : ہاں اﷲتعالیٰ کے لیے۔ انہوں نے پھر پوچھا : اللہ تعالیٰ کے لیے؟ میں نے کہا : ہاں اﷲتعالیٰ کے لیے۔ انہوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑا (اور ایک روایت میں ہے میری چادر کے دونوں کنارے پکڑے) اور مجھے اپنی طرف کھینچ کرفرمایا : تمہیں خوشخبری ہو، میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

میری خاطر محبت کرنے والوں، میری خاطر آپس میں بیٹھنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والوں اور میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہے۔‘‘

1. مالک، الموطأ، 2 : 953، رقم : 1711
2. أحمد بن حنبل، المسند، 5 : 233، رقم : 22083
3. ابن حبان، الصحیح، 2 : 335، رقم : 575

(3) اللہ تعالیٰ کی خاطر باہم زیارت کرنے والوں کا دوسرا انعام

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرُفًا تُرَي ظَوَاهِرُهَا مِنْ بَوَاطِنِهَا، وَبَوَاطِنِهَا مِنْ ظَوَاهِرِهَا أَعَدَّهَا اﷲُ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيْهِ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيْهِ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيْهِ.

’’جنت کے اندر کئی قیام گاہیں ایسی ہیں جن کی بیرونی زیب و زینت اندر سے اور اندرونی خوبصورتی باہر سے دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ ﷲتعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے تیار فرمائے ہیں جو ﷲتعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں، اُسی کی خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور اسی کی خوشنودی کے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔‘‘

1. طبراني، المعجم الأوسط، 3 : 193، رقم : 3903
2. منذري، الترغیب والترھیب، 3 : 248، رقم : 3896
3. ھیثمي، مجمع الزوائد، 10 : 278

(4) زیارتِ صالحین رضائے الٰہی کا سبب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

أَنَّ رَجُلاً زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرٰي، فَأَرْصَدَ اﷲُ لَهُ عَلَي مَدْرَجَتِهِ مَلَکاً، فَلَمَّا أَتَي عَلَيْهِ قَالَ : أَيْنَ تَرِيْدُ؟ قَالَ : أُرِيْد أَخًا لِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ : هَلْ لَکَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ : لَا، غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اﷲِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ : فَإِنِّي رَسُوْلُ اﷲِ بِأَنَّ

اللهَ قَدْ أَحَبَّکَ کَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيْهِ.

’’ایک شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملنے کسی دوسرے گاؤں چلا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ اس کے انتظار میں بٹھا دیا۔ جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو فرشتہ نے پوچھا، تیرا ارادہ کہاں جانے کا ہے؟ اس نے جواب دیا : اس بستی میں میرا ایک بھائی ہے اس سے ملنے کا ارادہ ہے۔ فرشتہ نے پوچھا، کیا تم نے اس پر کوئی احسان کیا تھا جس کا بدلہ حاصل کرنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا : نہیں بلکہ مجھے اس سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے محبت ہے۔ تب اس فرشتہ نے کہا : میں تمہارے پاس اللہتعالیٰ کا یہ پیغام لایا ہوں کہ جس طرح تم اس شخص سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کرتے ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔‘‘

1. مسلم، الصحيح، کتاب البر والصلة، باب في فضل الحب في الله، 4 : 1988، رقم : 2567
2. أحمد بن حنبل، المسند، 2 : 408، رقم : 9280
3. ابن حبان، الصحيح، 2 : 331، رقم : 572

امام نووي (م 676ھ) لکھتے ہیں :

وفيه فضيلة زيارة الصّالحين والأصحاب.

’’اس حدیثِ مبارکہ میں زیارتِ صالحین اور دوست احباب کی ملاقات کی فضیلت کا بیان ہے۔‘‘

نووي، شرح النووي علي صحيح مسلم، 16 : 124

4۔ زیارتِ صالحین کے فیوض وبرکات سے متعلق اَئمہ کے اقوال

1۔ ائمہِ احناف میں سے علامہ عبدالرحمٰن عمادی حنفی نے زیارتِ صالحین کو مقبولِ بارگاہ عمل قرار دیا ہے، لکھتے ہیں :

إن زيارة الصالحين من أقرب القربات وهي لاستمطار سحائب البرکات ومن الأمور المجرّبات وقد أمرنا بالتّعرّض للنفحات ولا شک أن مواطنهم من أکبر

مظنات إجابة الدعوات.

’’بے شک صالحین کی زیارت بلند درجہ باعث ثواب عمل ہے۔ یہ ان آزمودہ اعمال میں سے ہے جن کے ذریعہ برکات کی بارش ہوتی ہے۔ ہمیں (ان کی برکات کے) عطیات کو حاصل کرنے کا حکم ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی قیام گاہیں قبولیتِ دُعا کے لئے مجرب جگہیں تصور کی جاتی ہیں۔‘‘

عمادي، الروضة الريا فيمن دفن بداريا، 1 : 55

یاد رہے کہ علامہ عمادی نے مذکورہ کتاب دمشق کی ایک بستی ’’داریا‘‘ میں مدفون صالحین کے بارے میں لکھی ہے اور بیان کیا ہے کہ کن کن مقبولِ بارگاہ ہستیوں کے یہاں مزارات ہیں۔ اسی بستی ’’داریا‘‘ کی نسبت سے علماء اپنے ناموں کے ساتھ دارانی لکھتے ہیں۔

2۔ علامہ ابن الحاج الفاسی المالکی (م 737ھ) نے اپنی مشہور تصنیف ’’المدخل‘‘ میں زیارتِ قبور کے احکام حُسنِ ترتیب کے ساتھ تفصیل سے لکھے ہیں۔ زیارتِ اولیاء و صالحین کے حوالے سے انہوں نے لکھا ہے :

وينبغي له أن لا يخلي نفسه من زيارة الأولياء والصّالحين الذين برؤيتهم، تحي القلوب الميتة، كما تحي الأرض، بوابل المطر فتنشرح بهم الصدور الصلبة، و تهون برؤيتهم الأمور الصعبة، اذ هم وقوف علي باب الكريم المنّان، فلا يردّ قاصدهم ولا يخيب مجالسهم ولا معارفهم ولا محبهم. اذ هم باب الله المفتوح لعباده، ومن كان كذالک فتعين المبادرة إلي رؤيتهم، واغتنام برکتهم ولأنه برؤية بعض هؤلاء يحصل له من الفهم والحفظ وغيرهما ما قد يعجز الواصف عن وصفه، ولأجل هذا المعني تري كثيراً ممن اتصف بما ذكر له البركة العظيمة في علمه و في حاله فلا يخلي نفسه من هذا الخير العظيم لكن بشرط أن يكون محافظاً علي اتّباع السّنّة في ذلک كله.

’’متعلم کے لئے ضروری ہے کہ ان اولیاء و صالحین کی زیارت سے اپنے آپ کو علیحدہ نہ کرے جن کی زیارت سے مُردہ دل اس طرح زندہ ہوتے ہیں جس طرح زمین موسلادھار بارش سے زندہ ہوتی ہے۔ ان کی زیارت سے پتھر دل نرم و کشادہ ہوتے ہیں۔ ان کی زیارت کی برکت سے مشکل اُمور آسان ہوجاتے ہیں کیونکہ وہ اﷲتعالیٰ جو کریم اور منان ہے اس کی بارگاہ میں حاضر رہتے ہیں۔ وہ ان کے ارادوں کو رد نہیں فرماتا اور ان کے ہم مجلس، ان کی پہچان رکھنے والوں اور ان سے محبت کرنے والوں کو ناکام و نامراد نہیں کرتا۔ اس لئے کہ وہ اﷲتعالیٰ کا بابِ رحمت ہیں جو اس کے بندوں کے لئے کھلا رہتا ہے۔ پس جو بندۂ خدا ایسی صفات سے متصف ہو اس کی زیارت اور اس کی برکت سے مستفیض ہونے کے لئے جلدی کرنی چاہیے کیونکہ ان میں بعض ہستیوں کی زیارت کرنے والے کو ایسا فہم، برکت اور حافظہ نصیب ہوتا ہے کہ بیان کرنے سے باہر ہے۔ اسی معنی کی بدولت آپ بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھیں گے کہ ان کو علم و حال میں کثیر برکت ملی۔ اس نعمت کی قدر کرنے والا خود کو اس عظیم خیرو برکت سے علیحدہ نہیں کرتا لیکن شرط یہ ہے کہ جس کی زیارت کی جائے وہ ان تمام اُمور میں سنت کا محافظ اور تابع شریعت ہو۔‘‘

ابن الحاج، المدخل، 2 : 139

3۔ علامہ ابن الحاج نے امام ابو عبداﷲ بن نعمان کی کتاب’’سفینۃ النجاء لاھل الالتجاء‘‘ جس میں انہوں نے شیخ ابی النجار کی کرامات کا بیان کیا ہے، کے حوالے سے لکھا ہے :

أن زيارة قبور الصّالحين محبوبة لأجل التّبرّک مع الاعتبار فإن برکة الصّالحين جارية بعد مماتهم کما کانت في حياتهم والدّعاء عند قبور الصّالحين والتشفع بهم معمول به عند علمائنا المحققين من أئمة الدين، انتهي.

’’حصولِ برکت کے لیے قبورِ صالحین کی زیارت مستحب عمل ہے کیونکہ صالحین کی برکات جس طرح ان کی زندگی میں فیض رساں ہوتی ہے اسی طرح ان کی موت کے بعد بھی جاری رہتی ہے اور صالحین کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان سے شفاعت طلب کرنا ائمۂ دین اور علماءِ محققین کا معمول رہا ہے۔‘‘

ابن الحاج، المدخل، 2 : 255

4۔ اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن الحاج نے لکھا ہے :

من کانت له حاجة فليذهب إليهم وليتوسّل بهم بقوله عليه الصلاة والسلام (لا يشد الرحال إلا لثلاثة مساجد المسجد الحرام ومسجدي والمسجد الأقصي)

انتهي. وقد قال الإمام الجليل أبو حامد الغزالي في كتاب آداب السفر من كتاب الإحياء له ماهذا نصه. القسم الثاني وهو أن يسافر لأجل العبادة، إما لجهاد أو حج إلي أن قال : ويدخل في جملته زيارة قبور الأنبياء وقبور الصّحابة والتّابعين وسائر العلماء والأولياء وكل من يتبرّک بمشاهدته في حياته يتبرّک بزيارته بعد وفاته. ويجوز شدّ الرحال لهذا الغرض ولا يمنع من هذا، قوله صلي الله عليه وآله وسلم : (لاتشدّ الرِحال إلا لثلاثة مساجد المسجد الحرام ومسجدي والمسجد الأقصي) لأن ذلک في المساجد لأنها متماثلة بعد هذه المساجد والا فلا فرق بين زيارة الأنبياء، والأولياء، والعلماء في أصل الفضل، وإن كان يتفاوت في الدرجات تفاوتاً عظيماً بحسب اختلاف درجاتهم عند الله عزوجل. الله تعالي أعلم.

’’جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو اسے چاہے کہ وہ صالحین کی قبروں اور ان کے مقابر پر جائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرے۔ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین مسجدوں کے سوا کسی طرف جانے کے لئے سامانِ سفر نہ باندھا جائے، مسجدِ حرام، میری مسجد اور مسجدِ اقصیٰ، امام غزالی نے احیاء العلوم کے آدابِ سفر میں بیان کیا ہے کہ عبادات کے لیے سفر کیا جائے مثلاً جہاد اور حج کے لیے اور اس کے بعد فرمایا کہ اس میں انبیاء علیہم السلام، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں کے لیے سفر کرنا بھی اس عملِ خیر میں شامل ہے اور ہر وہ شخص جس کی زیارت اور اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کی زندگی میں سفر کرنا جائز ہے۔ اس کی موت کے بعد اس کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کرنا بھی جائز ہے حدیث مبارکہ کہ’’ ان تین مساجد کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لیے سامان سفرنہ باندھا جائے‘‘ میں اس مقصد کے لیے سفر کی ممانعت نہیں، کیونکہ یہ حکم زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے مساجد کی طرف سفر کرنے سے متعلق ہے ان تینوں مساجد کے علاوہ دیگر تمام مسجدیں ثواب میں برابر ہیں۔ ورنہ (اگر ہر سفر کو ناجائز قرار دیا جائے) تو انبیاء علیہم السلام اولیاء اللہ اور علماء کی زیارت میں اصلاً کوئی فضلیت باقی نہیں رہے گی اگرچہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے مقام و مرتبہ میں ان کے درجات کے مطابق بہت بڑا فرق ہے۔‘‘

ابن الحاج، المدخل، 2 : 255، 256

5- مقاماتِ مقدّسہ کی زیارات کے لئے سفر عملِ مشروع ہے

علامہ ابن الحاج ہی نے انبیاء علیہم السلام کی قبورِ مقدسہ کی زیارت کا بھی طریقہ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

وأما عظيم جناب الأنبياء والرّسل صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين، فيأتي إليهم الزائر ويتعين عليه قصدهم من الأماكن البعيدة، فإذا جاء إليهم فليتصف بالذل، والانكسار، والمسكنة والفقر، والفاقة، والحاجة، والاضطرار، والخضوع، ويحضر قلبه، وخاطره إليهم، وإلي مشاهدتهم بعين قلبه، لا بعين بصره، لأنهم، لا يبلون ولا يتغيرون، ثم يثني علي الله تعالي بما هو أهله، ثم يصلي عليهم ويترضي عن أصحابهم، ثم يترحم علي التّابعين لهم بإحسان إلي يوم الدين، ثم يتوسّل إلي الله تعالي بهم في قضاء مآربه، ومغفرة ذنوبه، ويسغيث بهم، ويطلب حوائجه منهم، ويجزم بالإجابة ببركتهم، ويقوي حسن ظنه في ذلک فإنهم باب الله المفتوح.
وجرت سنته سبحانه وتعالي في قضاء الحوائج علي أيديهم، وبسببهم، ومن عجز عن الوصول إليهم فليرسل بالسّلام عليهم ويذكر ما يحتاج إليه من حوائجه ومغفرة ذنوبه، وستر عيوبه إلي غير ذلک، فإنهم السادة الكرام، والكرام لا يردّون من سألهم، ولا من توسّل بهم، ولا من قصدهم، ولا من لجأ إليهم.

’’جہاں تک انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کی عظیم بارگاہوں میں حاضری کا تعلق ہے تو ان عظیم مقامات مقدسہ کے آداب یہ ہیں کہ زائر مسافت بعیدہ سے ان کی زیارت کا ارادہ کرکے چلے۔ جب ان کے مزار پر پہنچے تو انتہائی عاجزی وانکساری، فقر و فاقہ اور نہایت خضوع اور خشوع کے ساتھ آئے۔ حضورِ قلب کے ساتھ حاضر ہو اور سر کی آنکھ سے ان کا

مشاہدہ نہ کرے بلکہ دل کی آنکھ سے انہیں دیکھے کیونکہ ان کے مبارک اجسام بوسیدہ ہوتے ہیں نہ متغیر. پھر اﷲتعالیٰ کی ایسی ثناء کرے جو اس کی شان کے لائق ہے۔ پھر اُن (انبیاء علیہم السلام) پر صلوات بھیجے پھر ان کی تمام اصحاب اور قیامت تک ان کے تمام تابعین کے لیے رضوان اور رحمت کی دعا کرے، پھر اپنی حاجات کی تکمیل اور اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیے اﷲتعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرے پھر ان سے شفاعت طلب کرے اور اپنی حاجات ان پر پیش کرے اور ان کی برکت سے دعا کی قبولیت پر یقین رکھے۔ اس باب میں اپنا حسنِ ظن قوی رکھے کیونکہ انبیاء علیہم السلام (رحمتِ) باری تعالیٰ کا کھلا ہوا دروازہ ہیں اور یہ ہمیشہ سنتِ الٰہیہ ہے کہ وہ اپنے نبیوں کے ہاتھوں سے اور ان کے واسطے اور سبب سے اپنے بندوں کی حاجات کو پورا فرماتا ہے۔ جو شخص انبیاء علیہم السلام کے مزاراتِ مقدسہ تک نہ پہنچ سکے وہ ان کی بارگاہ میں سلام بھیجے اور اپنی حاجات اور اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنے عیوب کی پردہ پوشی کے لیے ان سے شفاعت کی درخواست کرے گا اﷲتعالیٰ اس کی درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازے گا کیونکہ وہ صاحبِ کرم بزرگ ہستیاں ہیں اور جو شخص کریموں سے سوال کرتا ہے یا ان کی پناہ میں آتا ہے یا ان کا ارادہ کرتا ہے یا ان کا وسیلہ پیش کرتا ہے وہ اس کی درخواست کو مسترد نہیں کرتے۔‘‘

ابن الحاج، المدخل، 2 : 258

قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک جمہور امتِ مسلمہ کایہی معمول رہا ہے کہ وہ صالحین کی زیارت کو جاتے ہیں اور اگر وہ وصال فرما گئے ہوں تو پھر ان کے مزارات پر فیوضات و برکات کے حصول کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ آج تک کسی نے اس عملِ صالح کو ناجائز و حرام قرار نہیں دیا کیونکہ یہ عمل اصلاً مشروع ہے نسبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے، اکابر ائمہ و بزرگانِ دین کا معمول ہے۔ ائمہ حدیث نے بھی اس کی فضیلت کو بیان کیا ہے۔

6۔ متبرک مقامات کی زیارت ائمۂ دین کا پسندیدہ معمول

ائمۂ مؤرخین اور اہلِ سیر نے علماء کے پسندیدہ اور صالح معمولات کے بیان کو اپنی کتب کی زینت بنایا ہے۔ جس سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ اسلاف، صالحین کی زیارت کو ہمیشہ سے ایک پسندیدہ اور مقبول بارگاہ عمل سمجھتے رہے۔ ورنہ کس طرح وہ اپنے گونا گوں علمی تدریسی مشاغل میں سے بطورِ خاص سفر کے لئے وقت نکال سکتے۔ چند ایک معمولات درج ذیل ہیں۔

(1) حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت

امام شمس الدین سخاوی (متوفی 902ھ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں :

وجعل علي قبره قبة فهو يزار ويتبرک به.

’’اُن کی قبر مبارک پر قبہ بنایا گیا، اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔‘‘

شمس الدين سخاوي، التحفة اللطيفة في تاريخ المدينة الشريفة، 1 : 307

(2) امام شافعی رضی اللہ عنہ کا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری کا معمول

خطیب بغدادی (463ھ) اور بہت سے ائمہ کی تحقیق کے مطابق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد میں ہوتے تو حصولِ برکت کی غرض سے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی، امام ابو حنیفہ (متوفی 150ھ) کے مزار کی برکات کے بارے میں خود اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

إنّي لأتبرّک بأبي حنيفة، وأجيء إلي قبره في کلّ يوم. يعني زائرًا. فإذا عُرضت لي حاجة صلّيت رکعتين، وجئتُ إلي قبره، و سألت اﷲ تعالي الحاجة عنده، فما تبعد عنّي حتي تقضي.

’’میں امام ابو حنیفہ کی ذات سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر پر زیارت کے لیے آتا ہوں۔ جب مجھے کوئی ضرورت اور مشکل پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر پر آتا ہوں اور اس کے پاس (کھڑے ہوکر) حاجت برآری کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ پس میں وہاں سے نہیں ہٹتا یہاں تک کہ (قبر کی برکت کے سبب) میری حاجت پوری ہوچکی ہوتی ہے۔‘‘

1. خطيب بغدادي، تاريخ بغداد، 1 : 123
2. ابن حجر هيتمي، الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم : 94
3. ابن عابدين شامي، رد المحتار علي الدر المختار، 1 : 41
4. زاهد الکوثري، مقالات الکوثري : 381

غور کیا جائے تو یہ بڑا ہی ایمان افروز واقعہ ہے ایک تو اس میں جلیل القدر امام کی دوسرے امام کی قبر پر حاضری اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا ثبوت ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ایسے متبرک مقامات پر اﷲتعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔ لہٰذا یہاں دعا کی قبولیت بھی جلدی ہوجاتی ہے۔

(3) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل کا زیارتِ صالحین کے لئے شام کا سفر

اکابر کا معمول تھا کہ وہ زیارات کے لئے جایا کرتے تھے خواہ کتنی مسافت طے کرکے آنا پڑے- علامہ ابنِ مفلح نے اپنی کتاب ’’المقصد الارشد (1 : 193)‘‘ میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن یوسف الفریابی کی زیارت کے لئے سفر کرکے ملک شام گئے تھے-

(4) امام ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ کا امام علی رضی اللہ عنہ رضا کے مزار پر حاضری کا معمول

مشہور محدّث امام ابنِ حبان (م 354ھ) حضرت امام علی رضا بن موسیٰ علیہ السلام کے مزار مبارک کے بارے میں اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

قد زرته مراراً كثيرة، وما حلّت بي شدّة في وقت مقامي بطوس، وزرت قبر علي بن موسي الرضا صلوات الله علي جده وعليه، ودعوت الله تعالي إزالتها عنّي إلا استجيب لي، وزالت عنّي تلک الشدّة وهذا شئ جرّبته مراراً فوجدته کذلک، أماتنا الله علي محبة المصطفي وأهل بيته صلي الله وسلم عليه وعليهم أجمعين.

’’میں نے اُن کے مزار کی کئی مرتبہ زیارت کی ہے، شہر طوس قیام کے دوران جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آئی اور حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری دے کر، اللہ تعالیٰ سے وہ مشکل دور کرنے کی دعا کی تو وہ دعا ضرور قبول ہوئی، اور مشکل دور ہوگئی- یہ ایسی حقیقت ہے جسے میں نے بارہا آزمایا تو اسی طرح پایا- اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی اکرم اور آپ کے اہلِ بیت صلی اللہ وسلم علیہ وعلیہم اجمعین کی محبت پر موت نصیب فرمائے-‘‘

ابن أبي حاتم رازي، کتاب الثقات، 8 : 457، رقم : 14411

(5) ابوالفرج ہندبائی کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل کے مزار پر حاضری کا معمول

امام ابو القاسم ابن ہبۃ اللہ (م 571ھ) نے لکھا ہے :

عن أبي الفرج الهندبائي يقول : کنت أزور قبر أحمد بن حنبل فترکته مدة، فرأيت

في المنام قائلاً يقول لي : لم تركت زيارة قبر إمام السنة.

’’ابو الفراج ہندبائی نے بیان کیا ہے : میں اکثر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کیا کرتا تھا پس ایک عرصہ تک میں نے زیارت کرنا چھوڑ دیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے : تو نے امام السنۃ (امام احمد بن حنبل) کی قبر کی زیارت کو کیوں ترک کیا؟‘‘

ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، 5 : 333

اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک مستحسن عمل تھا جب انہوں نے چھوڑ دیا تو انہیں بذریعہ خواب ترغیب دی گئی کہ اس کو ترک نہ کیا جائے۔

(6) عوام الناس کی سید المحدّثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری

امام ذہبی (748ھ) نے امیر المؤمنین فی الحدیث اور سید المحدّثین امام محمد بن اسماعیل بخاری (256ھ) کی قبر مبارک سے تبرک کا ایک واقعہ درج کیا ہے، لکھتے ہیں :

ابو الفتح نصر بن حسن السکتی سمرقندی نے بیان کیا کہ ایک بار سمرقند میں کچھ سالوں سے بارش نہ ہوئی تو لوگوں کو تشویش لاحق ہوئی پس انہوں نے کئی بار نمازِ استسقاء ادا کی لیکن بارش نہ ہوئی۔ اسی اثناء اُن کے پاس ایک صالح شخص جو ’’صلاح‘‘ کے نام سے معروف تھا، سمر قند کے قاضی کے پاس گیا اور اس سے کہا : میں آپ سے اپنی ایک رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ قاضی نے کہا : وہ کیا ہے؟ اس نے کہا :

أري أن تخرج ويخرج الناس معک إلي قبر الإمام محمد بن إسماعيل البخاري، وقبره بخرتنک، ونستسقي عنده فعسي اﷲ أن يسقينا. قال : فقال القاضي : نعم، ما رأيت. فخرج القاضي والناس معه، واستسقي القاضي بالناس، وبکي الناس عند القبر وتشفعوا بصاحبه. فأرسل اﷲ تعالي السماء بماء عظيم غزير، أقام الناس من أجله بخرتنک سبعة أيام أو نحوها لا يستطيع أحد الوصول إلي سمرقند من کثرة المطر وغزارته، وبين خرتنک وسمرقند نحو ثلاثة أميال.

’’میری رائے ہے کہ آپ کو اور آپ کے ساتھ تمام لوگوں کو امام محمد بن اسماعیل بخاری

کی قبر مبارک پر حاضری دینی چاہیے، ان کی قبر خرتنک میں واقع ہے، ہمیں قبر کے پاس جا کر بارش طلب کرنی چاہیے عین ممکن ہے کہ اﷲتعالیٰ ہمیں بارش سے سیراب کر دے۔ قاضی نے کہا : آپ کی رائے بہت اچھی ہے۔ پس قاضی اور اس کے ساتھ تمام لوگ وہاں جانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے سو قاضی نے لوگوں کو ساتھ مل کر بارش طلب کی اور لوگ قبر کے پاس رونے لگے اور اللہ کے حضور صاحبِ قبر کی سفارش کرنے لگے۔ اﷲ تبارک وتعالیٰ نے اسی وقت (اپنے صالح بندہ کی برکت کے سبب) کثیر وافر پانی کے ساتھ بادلوں کو بھیج دیا، تمام لوگ تقریباً سات دن تک خرتنک میں رکے رہے، اُن میں سے کسی ایک میں بھی کثیر بارش کی وجہ سے سمرقند پہنچنے کی ہمت نہ تھی حالانکہ خرتنک اور سمرقند کے درمیان تین میل کا فاصلہ تھا۔‘‘

ذهبي، سير أعلام النبلاء، 12 : 469

(7) حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے مشائخ کی حاضری

خطیب بغدادی نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے بارے میں لکھا ہے کہ بڑے بڑے مشائخ ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تھے وہ لکھتے ہیں :

أخبرنا إسماعيل بن أحمد الحيري أخبرنا أبو عبد الرحمن السلمي قال : فتح الموصلي كان من كبار مشايخ الموصل، وكان يحضر زيارة بشر الحافي.

’’اسماعیل بن احمد الحیری نے ابوعبدالرحمٰن السلمی سے بیان کیا ہے، انہوں نے کہا : حضرت فتح موصلی اکابر مشائخِ موصل میں سے تھے، وہ بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے بغداد حاضر ہوئے تھے۔‘‘

خطيب بغدادي، تاريخ بغداد، 12 : 381

(8) مزارِ صالحین کی زیارت کے لئے بذریعہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترغیب

امام ابنِ عساکر نے زیارتِ صالحین کی ترغیب پر ایک ایمان افروز واقعہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں :

سمعت والدي أبا محمد الحسن بن هبة اﷲ يحكي أنه خرج ذات يوم لزيارة قبر بلال رضي اﷲ عنه فوجد امرأة أعجمية وهي تبكي عند قبره، فقال البعض : من يحسن بالفارسية، سلها عن سبب بكائها، فقالت : قبر من هذا الذي إلي جنب قبر

بلال؟ فقلت : هذا قبر أبي بكر الشهر زوري، وهذا قبر أبيه أبي إسحاق، أحدهما بين يديه والآخر خلفه، فقالت : كيف قد زرت قبر بلال مرة ثم خرجت إلي رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم وجاورت بها فرأيت النبي صلي الله عليه وآله وسلم في النوم، وهو يقول لي : زرت قبر بلال وما زرت جاره؟ فرجعت من المدينة لزيارته أو كما قال.

’’میرے والد گرامی ابو محمد الحسن بن ہبۃ اللہ نے مجھے اپنا واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبرِ مبارک کی زیارت کے لئے گئے تو وہاں انہوں نے قبر کے پاس ایک عجمی عورت کو روتے ہوئے پایا۔ وہاں موجود بعض لوگوں نے کہا کہ جو اچھی طرح فارسی جانتا ہو وہ اس خاتون سے پوچھے کہ اس کے رونے کا سبب کیا ہے؟ جب اس سے پوچھا گیا تو اس عورت نے دریافت کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کے پہلوں میں یہ دوسری قبر کس کی ہے؟ میں نے کہا : یہ قبر ابوبکر شہروزی کی ہے اور دوسری ان کے والد ابو اسحاق کی ہے۔ ایک بالکل سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے ہے اور دوسری اس کے پیچھے۔ اس عورت نے کہا : میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی، پھر میں زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چلی گئی اور (جب) قبرِ انور کے پاس گئی تو میں نے خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے : تُو نے بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت تو کی مگر اس کے قریب موجود دوسری قبر کی زیارت نہ کی؟ لہٰذا اب میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکوے کا ازالہ کرنے کے لئے) مدینہ منورہ سے اس قبر کی زیارت کے لئے آئی ہوں۔‘‘

ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، 54 : 226

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ والوں کی زیارت اللہ رب العزت کے حبیب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں پسندیدہ اور بابرکت عمل ہے اور جو عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں پسندیدہ اور محبوب ہو وہ رب العالمین کی بارگاہ میں محبوب ہوتا ہے۔ قبورِ صالحین کی زیارت کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں اس قدر پسندیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زائرہ کو اِن کی زیارت ترک پر تنبیہ فرمائی۔

(9) حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ بن محمد بن بشار کے مزار پر حاضری

علامہ محمد بن ابو يعلي حنبلی (متوفی 521ھ) ’’طبقات الحنابلۃ (2 : 63)‘‘ میں صوفی

زاہد علی بن محمد بن بشار کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ جب اُن کاوصال ہوا تو

دفن بالعقبة قريباً من النجمي، وقبره الآن ظاهر يتبرک الناس بزيارته.

’’انہیں نجمی کے قریب گھاٹی میں دفن کیاگیا، اب اُن کی قبر مشہور و معروف ہے، لوگ اس کی زیارت سے برکت حاصل کرتے ہیں۔‘‘

(10) امام ابوالحسن علی بن احمد شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے اکابر کی حاضری

امام ذہبی (م 748 ھ) نے تذکرۃ الحفاظ میں امام ابو الحسن علی بن احمد الشافعی کے حوالے سے لکھا ہے :

المحدث أحد الأئمة الزهاد قطع أوقاته في العبادة والعلم والکتابة والدرس والطلب حتي مکن اﷲ مترلته في القلوب وأحبه الخاص والعام حتي کان يقصده الکبار للزيارة والتبرک.

’’وہ محدّث ان پرہیزگار ائمہ میں سے ایک تھے جنہوں نے اپنی زندگی عبادت، حدیثِ علم، کتاب، درس و تدریس اور طلب علم میں صرف کی یہاں تک کہ اﷲتعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ان کامقام و مرتبہ بلند کر دیا اور عوام اور خواص نے ان سے محبت کی حتیٰ کہ اکابر ائمہ ان کی زیارت اور ان سے حصولِ تبرک کے لئے دور دراز سے سفر کرکے آتے۔‘‘

ذهبي، تذکره الحفاظ، 4 : 1361

ہم نے چند ایک واقعات کا ذکر بطورِ نمونہ کر دیا ہے، اگر ہم کتبِ تواریخ اور اسماء الرجال کا عمیق نظر سے مطالعہ کریں تو بیسیوں ایسے واقعات ہیں جن میں ائمہ دین کا معمول بتایا گیا ہے کہ وہ اکابر صالحین کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ اکابر ائمہ اور اسلاف نے کبھی بھی اس عمل کو خلافِ شریعت قرار نہیں دیا۔

شرط یہ ہے کہ جس ہستی کی زیارت کی جائے وہ صالح ہو اور اس زیارت سے زائر کا مقصد بھی حصولِ رضائے الٰہی ہو۔ گزشتہ صفحات میں احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوا کہ محض رضائے الٰہی کی خاطر ملاقات و زیارت اور باہم محبت و الفت کرنا باعثِ اَجر و ثواب ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی اُمت کے اس عمل کو ناجائز قرار دے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ خود قرآن و سنت کی تعلیمات سے آگاہ نہیں۔

قرآن و احادیث کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ اصل کامیابی اخروی فوز و فلاح ہے۔ انسان

مکمل شعور اور احساس کے ساتھ ایسے اعمالِ صالحہ انجام دے جس سے رضائے الٰہی نصیب ہو- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل مطیع و متبع ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطا کردہ نمونۂ اخلاق کی جھلک اپنے اندر پیدا کرے- اس مقصد کے حصول کے لئے اسلام نے کئی ذرائع اختیار کرنے کا حکم دیا ہے- خود احتسابی، حسنِ عمل اور تذکیرِ آخرت جیسے اوصاف پیدا کرنے کا ایک آزمودہ اور مؤثر ذریعہ موت اور آخرت کے احوال و آثار کا مشاہدہ اور ذہنی استحضار بھی ہے-

آخرت کی یاد سے دنیوی زندگی کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا احساس ہوتا ہے اور آخرت کی حقیقی زندگی کے لئے حسنِ عمل کا جذبہ اور رغبت پیدا ہوتی ہے- یادِ آخرت کا اہم ذریعہ زیارتِ قبور ہے- شہرِ خاموشاں میں جاکر ہی بدرجۂ اتم یہ احساس ہوتا ہے کہ موت کتنی بڑی حقیقت ہے جس کا مزہ ہر شخص چکھے گا- ابتدائے آفرینش سے آج تک یہ سلسلہ جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا- جلیل القدر انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے اور باری باری موت کا مزہ چکھتے رہے- اسی طرح بزعمِ خویش خدائی کا دعویٰ کرنے والے بھی آئے، دارا و سکندر جیسے بادشاہ بھی گزرے لیکن موت کی آہنی گرفت سے کوئی بچ نہ سکا- اگر اتنے نامور لوگوں کو بھی موت نے نہ چھوڑا تو ہم اور تم اس کے تصرف سے کیسے چھوٹ سکتے ہیں-

زہد و ورع اور تذکیرِ آخرت کے لیے زیارتِ قبور ایک بہترین عمل ہے- بعض لوگ عام مسلمانوں کو زیارتِ قبور سے منع کرتے ہیں اور وہاں فاتحہ کے لیے جانے والوں پر بھی شرک اور قبر پرستی کا الزام لگا کر انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں- ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک انتہائی مؤقف ہے- قرآن و حدیث میں اس شدت پسندی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا- صحیح احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود قبورِ شہداء پر تشریف لے جاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا بھی یہی معمول تھا- لہٰذا یہ عمل شرک ہے نہ منافیء توحید- زیرِ نظر باب میں زیارتِ قبور کے حوالے سے ہی مختلف پہلوؤں سے بحث کی جائے گی-

1. احادیثِ مبارکہ میں زیارتِ قبور کا حکم

ابتدائے اسلام میں جب لوگ تازہ تازہ کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کے دامنِ رحمت میں آئے تو چونکہ بت پرستی اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کا زمانہ قریب تھا اس لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتدائی زمانہ میں کچھ عرصہ کے لیے مسلمانوں کو قبروں پر جانے سے منع فرمایا لیکن جب اسلام مستحکم اور مسلمانوں کے دلوں میں خوب راسخ اور پختہ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تشریعی اختیارات کی بناء پر حکمِ ممانعت کو منسوخ قرار دیا اور افرادِ امت کو زیارتِ قبور کا حکم دیا اور مختلف پہلوؤں سے اس کی ترغیب دلائی- ذیل میں اسی حوالے سے چند احادیثِ مبارکہ کا ذکر کیا جا رہا ہے-

(1) زیارتِ قبور موت کی یاد دلاتی ہے

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا :

فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ.

’’تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتی ہے۔‘‘

1. مسلم، الصحيح، کتاب الجنائز، باب استئذان النبي صلي الله عليه وآله وسلم ربه عزوجل في زيارة قبر أمه، 2 : 671، رقم : 976
2. حاکم، المستدرک، 1 : 531، رقم : 1390
3. أحمد بن حنبل، المسند، 2 : 441، رقم : 9686

2- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

نَهَيْتُکُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُکُمُ الْمَوْتَ.

’’میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب تم اُن کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے۔‘‘

حاکم، المستدرک، 1 : 531، رقم : 1388

(2) زیارتِ قبور آخرت کی یاد دلاتی ہے

1- حضرت بریدہ بن حُصَیْب اَسْلَمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

قَدْ کُنْتُ نَهَيْتُکُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَقَدْ أذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أمِّهِ، فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ.

قَالَ : وَ فِي الْبَاب عن أبي سعيد، وابن مسعود، وأنس، وأبي هريرة، وأم سلمة رضي الله عنهم.

قال أبو عيسي : حديث بريدة، حديثٌ حسنٌ صَحِيْحٌ، والعمل علي هذا عند أهل

العلم، لا يرون بزيارة القبور بأسا، وهو قول ابن المبارک، والشافعي، وأحمد، وإسحاق.

’’میں تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا کرتا تھا، بلاشبہ اب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی والدہ محترمہ کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے پس تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

’’امام ترمذی مزید فرماتے ہیں : زیارتِ قبور کے باب میں حضرت ابو سعید، حضرت ابومسعود، حضرت انس، حضرت ابوہریرہ اور ام المؤمینن حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنھم سے بھی اسی نوعیت کی احادیثِ مبارکہ مروی ہیں، حدیثِ بریدہ حسن صحیح ہے۔ علماء کا اس پر عمل ہے اور وہ زیارتِ قبور میں کچھ حرج نہیں سمجھتے، امام ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحق رحمہم اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔‘‘

1. ترمذي، السنن، کتاب الجنائز، باب ما جاء في الرخصة في زيارة القبور، 3 : 370، رقم : 1054
2. بيهقي، السنن الکبريٰ، 8 : 311، رقم : 17263
3. أبو نعيم الأصبهاني، مسند أبي حنيفة، 1 : 146

علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے :

(وفي التوضيح :) حديث بريدة صريح في نسخ نهي زيارة القبور، والظاهر أن الشعبي والنخعي لم يبلغهما أحاديث الإباحة. وکان الشارع يأتي قبور الشهداء عند رأس الحول فيقول : السلام عليکم بما صبرتم فنعم عقبي الدار. وکان أبو بکر، وعمر، وعثمان رضي اﷲ عنهم يفعلون ذلک. وزار الشارع قبر أمه يوم الفتح في ألف مقنع، ذکره ابن أبي الدنيا.

’’توضیح میں لکھا ہے کہ حدیثِ بریدہ رضی اللہ عنہ زیارتِ قبور کی ممانعت کے حکم کے منسوخ ہونے پر واضح دلیل ہے۔ امام شعبی اور نخعی تک زیارتِ قبور پر جواز والی احادیث نہ پہنچی تھیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے پھر ان الفاظ کے ساتھ سلام کہتے ’’تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے بدلے پس تمہارے لئے بہترین عاقبت ہے۔‘‘ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنھم بھی ایسا ہی

کیا کرتے تھے۔ شارع علیہ السلام نے فتح مکہ کے دن ایک ہزار مسلح افراد کے ساتھ اپنی والدہ محترمہ کی قبر کی زیارت کی۔ اس حدیث کو ابنِ ابی دنیا نے ذکر کیا ہے۔‘‘

عيني، عمدة القاري، 8 : 70

2۔ سنن ابی داؤد میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت قدرے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارتِ قبور کا حکم فرمایا : ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :

نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاث وَأَنَا اٰمُرُكُمْ بِهِنَّ. نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةً، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الأَشْرِبَةِ أَنْ تَشْرَبُوْا إِلَّا فِي ظُرُوْفِ الأَدَمِ فَاشْرَبُوْا فِي كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ اَنْ لَّا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا، وَنَهَيتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الأَضَاحِيِّ اَنْ تَأكُلُوْهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلُوْا وَاسْتَمْتِعُوْا بِهَا فِيْ أَسْفَارِكُمْ.

’’میں نے تمہیں تین کاموں سے منع کیا تھا لیکن اب ان کے کرنے کا تمہیں حکم دیتا ہوں۔ میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا لیکن اب ان کی زیارت کر لیا کرو کیونکہ اس میں نصیحت ہے (اور یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے)۔ میں نے تمہیں چمڑے کے سوا دوسرے برتنوں میں نبیذ پینے سے منع کیا تھا اب ہر برتن میں پی لیا کرو، ہاں! نشہ لانے والی چیز نہ پیا کرو۔ اور میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا تھا لیکن اب کھا لیا کرو اور اپنے سفر میں اس سے فائدہ اٹھایا کرو۔‘‘

1. أبو داؤد، السنن، كتاب الأشربة، باب في الأوعية، 3 : 332، رقم : 3698
2. نسائي، السنن، كتاب الأشربة، باب الإذن في شيء منها، 7 : 234، رقم : 4430
3. بيهقي، السنن الكبريٰ، 9 : 292

(3) زیارتِ قبور عملِ صالح ہے

جن جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زیارتِ قبور کی روایات بیان کی ہیں ان سے یہ بھی مروی ہے کہ زیارتِ قبور سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ جو عمل نیکیوں میں اضافہ کا باعث ہو وہ یقیناً عملِ صالح اور شرعًا مستحب و مستحسن ہے۔

1. حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إِنِّيْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَلْتَزِدْكُمْ زِيَارَتُهَا خَيْرًا. . .

الحديث.

’’میں نے تمہیں تین باتوں سے منع کیاتھا- اِن میں سے ایک قبروں کی زیارت تھی، لیکن اب قبروں کی زیارت کرو اور اس زیارت سے اپنی نیکیاں بڑھاؤ-‘‘

1. نسائي، السنن، کتاب الضحايا، باب الإذن في ذلک، 7 : 234، رقم : 4429
2. حاکم، المستدرک، 1 : 532، رقم : 1391
3. ابن حبان، الصحيح، 12 : 212، رقم : 5390
4. أبو عوانة، المسند، 5 : 84، رقم : 7882
5. بيهقي، السنن الکبري، 4 : 76، رقم : 6986

2- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إِنِّی کُنْتُ نَهَيْتُکُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَزُوْرَ قَبْرًا فَلْيَزُرْهُ فَإِنَّهُ يَرِقُ الْقَلْبَ وَيُدمِعُ الْعَيْنَ ويُذَکِّرَ الْآخِرَةَ.

’’بے شک میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب جو بھی قبر کی زیارت کرنا چاہے اسے اجازت ہے کہ وہ زیارت کرے کیونکہ یہ زیارت دل کو نرم کرتی ہے، آنکھوں سے (خشیتِ الٰہی میں) آنسو بہاتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے-‘‘

حاکم، المستدرک، 1 : 532، رقم : 1394

(4) زیارتِ قبور باعثِ عبرت ہے

1- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

نَهَيْتُکُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّ فِيْهَا عِبْرَةً.

’’میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس میں نصیحت اور عبرت ہے-‘‘

1. حاکم، المستدرک، 1 : 530، رقم : 1386
2. بيهقي، السنن الکبريٰ، 4 : 77، رقم : 6988

3. أحمد بن حنبل، المسند، 3 : 38، رقم : 11347

2- ام المؤمنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّ لَكُمْ فِيْهَا عِبْرَةً.

’’میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا پس اب تم زیارت کیا کرو بے شک اس میں تمہارے لئے نصیحت ہے۔‘‘

طبراني، المعجم الکبير، 23 : 278، رقم : 602

3- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

زُوْرُوْا إِخْوَانَكُمْ وَسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ، وَصَلُّوا عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ لَكُمْ فِيْهِمْ عِبْرَةً.

’’اپنے (فوت شدہ) بھائیوں کی زیارت کیا کرو انہیں سلام کہا کرو اور ان پر رحمت بھیجا کرو بے شک ان کی زیارت میں تمہارے لئے عبرت ہے۔‘‘

ديلمي، مسند الفردوس، 2 : 294، رقم : 3341

(5) زیارتِ قبور دنیا سے بے رغبتی کا باعث ہے

دنیا سے بے رغبتی اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ بندہ دو عالم سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کا ہوگیا ہے۔ دنیا میں دل لگانے سے فکر آخرت کمزور ہوتی ہے اور بعض اوقات دنیا کی محبت انسان کے ایمان کی دشمن بھی بن جاتی ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن اعمال کو اس سلسلے میں انسان کے لئے مفید پایا ان میں ایک زیارتِ قبور ہے اسی لئے درج ذیل فرمودات میں ارشاد فرمایا۔

1- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ.

’’میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا سے

بے رغبت کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے-‘‘

1. ابن ماجه، السنن، کتاب الجنائز، باب ما جاء في زيارة القبور، 1 : 501، رقم : 1571
2. ابن حبان، الصحيح، 3 : 261، رقم : 981
3. حاکم، المستدرک، 1 : 531، رقم : 1387

2- سنن دار قطني میں حضرت عبد اﷲ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ حدیث مروی ہے- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

أَ لَا إِنِّی کُنْتُ نَهَيْتُکُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا تُذَکِّرُکُمْ آخِرَتَکُمْ.

’’آگاہ رہو! بے شک میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو، یہ تمہیں تمہاری آخرت یاد دلائے گی-‘‘

دار قطني، السنن، 4 : 259، رقم : 69

3- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

نَهٰي رَسُوْلُ اﷲِ صلي الله عليه وآله وسلم عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ. ثُمَّ قَالَ : إِنِّي کُنْتُ نَهَيْتُکُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا تُذَکِّرُکُمُ الْاٰخِرَةَ.

’’حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے زیارتِ قبور سے منع فرمایا بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلائے گی-‘‘

1. ابن أبي شيبة، المصنف، 3 : 29، رقم : 11806
2. أبو يعلي، المسند، 1 : 240، رقم : 278
3. أحمد بن حنبل، المسند، 1 : 145، رقم : 1235

2. زیارتِ قبور کا نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معمول

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا معمول مبارک تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتے، انہیں سلام کہتے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا فرما تے اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنھم کو بھی اس کا درس دیتے- ذیل میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ کریں-

1. ام المؤمنين حضرت عائشه صديقه رضی اللہ عنہا بيان کرتی ہيں :

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم (كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم) يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَي الْبَقِيْعِ، فَيَقُوْلُ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ، غَداً مُؤَجَّلُونَ، وَإِنَّا، إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ. اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الغَرْقَدِ.

’’جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں قیام فرما ہوتے تو (اکثر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے آخری حصہ میں بقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتے اور (اہلِ قبرستان سے خطاب کرکے) فرماتے : تم پر سلام ہو، اے مومنوں! جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ تمہارے پاس آ گئی تم بہت جلد اسے حاصل کرو گے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیعِ غرقد والوں کی مغفرت فرما۔‘‘

1. مسلم، الصحيح، کتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، 2 : 669، رقم : 974
2. نسائي، السنن، کتاب الجنائز، باب الأمر بالاستغفار للمؤمنين، 4 : 93، رقم : 2039
3. أبويعلي، المسند، 8 : 199، رقم : 4758

2۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں سکھایا کرتے تھے کہ جب وہ قبور کی زیارت کے لئے جائیں تو کہیں :

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أهل الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ. وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ، بِكُمْ لَ. لَاحِقُوْنَ. أَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

’’اے اہل دیارِ مومنین و مسلمین! تم پر سلامتی ہو اور اِن شاء اللہ ہم بھی ضرور بالضرور تم سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کے طلب گار ہیں۔‘‘

1. مسلم، الصحيح، کتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، 2 : 671، رقم : 975
2. أحمد بن حنبل، المسند، 5 : 353، رقم : 23035
3. روياني، المسند، 1 : 67، رقم : 15

3- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا : یا رسول اللہ! میں زیارتِ قبور کے وقت اہلِ قبور سے کس طرح مخاطب ہوا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

قُولِي : اَلسَّلَامُ عَلَي أهل الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ.

’’کہو، اے اِس دیار (قبرستان) کے مومنین و مسلمین! تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ ہمارے اگلے اور پچھلے لوگوں پر رحم فرمائے اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی تمہیں ضرور ملنے والے ہیں۔‘‘

1. مسلم، الصحيح، کتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبر والدعاء لأهلها، 2 : 669، رقم : 974
2. نسائي، السنن کتاب الجنائز، باب الأمر بالاستغفار للمؤمنين، 4 : 91، رقم : 2037
3. أحمد بن حنبل، المسند، 6 : 221، رقم : 25897

4- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان سے گزرے تو قبروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا :

اَلسَّلَامُ عَلَيْکُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَکُمْ، أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالأَثَرِ.

’’اے اہلِ قبور! تم پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے پہنچے ہو اور ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔‘‘

ترمذي، السنن، کتاب الجنائز عن رسول اللہ صلي الله عليه وآله وسلم، باب ما يقول الرجل إذا دخل المقابر، 2 : 357، رقم : 1053

حضرت بریدہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے بھی اسی مضمون کی حدیث مروی ہے۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

زِیارتِ قبور کے حوالے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین سنتیں

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین اہم سنن ثابت ہوئیں :

1.زیارتِ قبور کو جانا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مستقل معمول

تھا۔

2.مؤمنوں اور مسلمانوں کے قبرستان میں جاکر اُنہیں سلام کرنا، اپنے لئے، اُن کے لئے اور پہلے گزرنے والوں کے لئے عافیت، رحمت اور مغفرت کی دعا۔

3.اہلِ قبرستان کو مخاطب ہوکر اس بات کا اعادہ کرنا کہ آپ ہم سے پہلے قبور میں پہنچے ہیں، ہم بھی آپ کے پیچھے آنے والے ہیں۔

3- زیارتِ قبور پر مذاہبِ اَربعہ کا مؤقف

شرعًا قبور کی زیارت کرنا باعثِ اجر و ثواب اور تذکیرِ آخرت کا ذریعہ ہے۔ ائمۂِ حدیث و تفسیر نے شرح و بسط کے ساتھ اس کی مشروعیت کو بیان کیا ہے۔ مذاہبِ اربعہ کے ائمہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تمام مسلمانوں کو خواہ مرد ہو یا عورت زیارتِ قبور کی اجازت ہے۔

(1) زیارتِ قبور پر احناف کا موقف

ائمۂِ احناف میں سے علامہ بدر الدین عینی (شارح صحیح بخاری) کے زیارتِ قبور کے حوالے سے چند اقتباسات ملاحظہ کریں :

وقال ابن حبيب لا بأس بزيارة القبور، والجلوس إليها، والسلام عليها عند المرور بها. وقد فعل ذلک رسول اﷲ صلي الله عليه وآله وسلم. وسئل مالک عن زيارة القبور؟ فقال : قد کان نهي عنه ثم أذن فيه. فلو فعل ذلک إنسان و لم يقل إلا خيراً لم أر بذلک بأسا.

’’ابنِ حبیب نے کہا ہے کہ زیارتِ قبور کرنے، ان کے پاس بیٹھنے اور قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے ان پر سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ امام مالک سے زیارتِ قبور کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا : بے شک اس عمل سے پہلے منع کیا گیا تھا پھر اس کی اجازت ہوگئی اگر کوئی انسان یہ عمل کرے اور خیر کے سوا کچھ نہ کہے تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔‘‘

عینی، عمدة القاری، 8 : 70

وفي التوضيح أيضاً : والأمة مجمعة علي زيارة قبر نبيّنا صلي الله عليه وآله وسلم،

وأبي بكر، وعمر رضي اﷲ عنهما. وكان ابن عمر إذا قدم من سفر أتي قبره المكرم، فقال : السّلام عليک يا رسول اﷲ! السّلام عليک يا أبا بکر! السّلام عليک يا أبتاه.

’’توضیح میں یہ بھی ہے کہ تمام امت کا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبرِ انور اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اﷲ عنہما کی قبروں کی زیارت کرنے پراتفاق ہے۔ حضرت عبد اﷲ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب وہ شہر سے واپس لوٹتے تو سیدھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوتے اور کہتے یا رسول اﷲ! آپ پر سلام ہو، اے ابو بکر! آپ پر سلام ہو، اے ابا جان! (حضرت عمر) آپ پر سلام ہو۔‘‘

عيني، عمدة القاري، 8 : 70

ومعني النهي عن زيارة القبور إنما کان في أوّل الإسلام عند قربهم بعبادة الأوثان، واتّخاذ القبور مساجد، فلما استحکم الإسلام، وقوي في قلوب الناس، وأمنت عبادة القبور، والصّلاة إليها، نسخ النهي عن زيارتها لأنها تذکرّ الآخرة وتزهّد في الدّنيا.

’’زیارت قبور سے منع کرنے کا معنی یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں لوگوں کا بتوں کی عبادت اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کے زمانہ سے قریب ہونے کی وجہ سے یہ ممانعت تھی، لیکن جب اسلام مستحکم ہوا اور لوگوں کے دلوں میں راسخ اور مضبوط ہوگیا اور قبروں کی عبادت اور ان کے لئے نماز کا خوف ختم ہوگیا تو پھر زیارتِ قبور کی ممانعت منسوخ ہوگئی کیونکہ دراصل زیارتِ قبور آخرت کی یاد دلاتی ہے اور دنیا سے بے رغبت کرتی ہے۔‘‘

عيني، عمدة القاري، 8 : 70

وعن طاؤوس : کانوا يستحبون أن لايتفرقوا عن الميت سبعة أيام، لأنهم يفتنون ويحاسبون في قبورهم سبعة أيام.

’’حضرت طاؤوس رحمۃ اﷲ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ائمہ و اسلاف اس عمل کو پسند کرتے

تھے کہ میت کی قبر سے سات دنوں تک جدا نہ ہوا جائے (یعنی کم از کم سات دنوں تک وہاں فاتحہ و قرآن خوانی کا معمول جاری رکھا جائے) کیونکہ سات دنوں تک میت کی قبر میں آزمائش ہوتی ہے اور ان کا حساب ہوتا ہے۔‘‘

عيني، عمدة القاري، 8 : 70

متاخرین میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی عزیزی میں نہ صرف یہ کہ زیارت قبور کو جائز قرار دیا ہے بلکہ زیارتِ قبور کے آداب اور اہلِ قبور سے استمداد کا طریقہ کار بھی بتایا ہے۔ اس حوالے سے ان کی عبارت ملاحظہ کریں :

سوال : ترکیب زیارت قبور؟

جواب : ہرگاہ کہ برائے زیارتِ قبرے از عوام مومنین برود اوّل پشت بقبلہ، رو بسینۂ میت نما ید و سورۂ فاتحہ یکبار و اخلاص سہ بار و در وقت در آمدن بمقبرہ این الفاظ بگوید السلام علیکم اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین یغفراللہ عزوجلنا ولکم وانا ان شاء اللہ بکم للاحقون۔ واگر قبر بزرگے ازاولیاء وصلحا باشد روے بسوی سینہ آن بزرگ کردہ بنشیند وبست و یکبار بچہار ضرب سُبُّوحٌ قُدوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَآئِکَۃِ وَالرُّوْحِ گوید و سورہ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ سہ باربخواند و دل را از خطرات خلاص کردہ مقابل سینۂ آن بزرگ آرد، برکات روح دردل این زیارت کنندہ خواہند رسید۔

شاه عبدالعزيز، فتاوي عزيزي، 1 : 176

سوال : زیارتِ قبور کا طریقہ (کیا ہے)؟

جواب : جو شخص بھی کسی عام مومن کی قبرپر چلا جائے تو قبلہ کی طرف پشت کرکے چہرہ میت کے سینے کی طرف کرے۔ ایک بار سورۂ فاتحہ اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اور جب قبرستان میں داخل ہو تو یہ الفاظ کہے : **اَلسَّلَامُ عَلَيْکُمْ أهل الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ يَغْفِرُاللهُ لَنَا وَلَکُمْ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ.** (اے امؤمنین و مسلمین سے تعلق رکھنے والے لوگو! تم پر سلامتی ہو۔ اللہتعالیٰ ہماری اور تمہاری بخشش و مغفرت فرمائے۔ ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔) اگر وہ قبر اولیاء و صلحاء میں سے کسی بزرگ کی ہو تو اپنا چہرہ اس بزرگ کے سینہ کی طرف کرے اور بیٹھ جائے اور 21 مرتبہ چار ضربوں کے ساتھ ان اسماء مبارکہ کا ورد کرے **سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ** اور سورہ القدر تین بار پڑھے۔ اس بزرگ ہستی کے سامنے اپنے قلب کو وساوس وخطرات سے پاک کرے تو اس زیارت کرنے والے کے دل میں اس بزرگ

ہستی کی روحانی برکات پہنچ جائیں گی۔‘‘

اس سے متصل ایک اور سوال ان سے دریافت کیا گیا کہ صاحبِ مزار کا کامل ہونے کا پتہ کس طرح چلے گا اور اگر صاحبِ مزار کامل ہو تو اس سے استمداد کا طریقہ بتائیں، تو انہوں نے وہ بھی بتایا۔ ذیل میں سوال جواب ملاحظہ کریں۔

سوال : برائے دریافت اینکہ اہلِ قبر کامل ست یا نہ ودر صورتیکہ اہلِ قبر کامل باشد ازواستمداد بچہ صورت باید کرو ؟

جواب : بعضے از اہل قبور مشہو بکمال اند و کمال ایشان متواتر شدہ طریق استمداد از ایشان آنست کہ جانب سر قبر او سورہ بقر انگشت بر قبر نہادہ تا مُفْلِحُوْنَ بخواند باز بطرف پائیں قبر بیاید و آمَنَ الَرَّسُوْلُ تا اخر سورہ بخواند و بزبان گوید اے حضرت من برائے فلان کار در جناب الہی التجا و دعا میکنیم شما نیز بدعا وشفاعت امداد من نمائید باز رو بقبلہ آرد و مطلوب خود راز جناب باری خواہد وکسانیکہ کمال اینان معلوم نیست ومشہور و متواتر نشدہ دریا فت کمال آنہا بہمان طریق است کہ بعد از فاتحہ و درود وذکر سُبُّوْحٌ دل خود را مقابلہ سنیہ مقبور بدا رد وا گر راحت و تسکین ونورے دریافت کند بداند کہ این قبر اہل صلاح و کمال ست لاکن استمداد از مشہورین باید کرد۔

شاہ عبدالعزیز، فتاويٰ عزیز، 1 : 177

سوال : یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آیا صاحبِ مزار کامل ہے یا نہیں اور اگر وہ کامل ہو تو اس صورت میں اس سے استمداد کس طرح کرنا چاہیے؟

جواب : بعض صاحبانِ مزار کا کامل ہونا مشہور ہوتا ہے او ان کا باکمال ہونا تسلسل کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔ ایسے با کمال صاحب مزار ہستیوں سے استمداد کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کے سرہانے انگلی رکھ کر سورہ بقرہ کی تلاوت آغاز سے مفلحون تک کرے۔ پھر قبر یا پائنتی کی طرف آئے اور سورۂ بقرہ میں سے آمن الرسول سے لے کر آخر تک مکمل پڑھے، اور اپنی زبان سے یوں کہے : اے حضرت میں اپنی فلاں حاجت کے لئے اللہتعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہوں آپ بھی بارگاہِ الٰہی میں اپنی دعا اور شفاعت سے میری امداد فرمائیں۔‘‘ پھر اپنا رخ بطرف قبلہ کرے اور اپنا مطلوب خود بارگاہِ الٰہی سے طلب کرے۔ اور وہ صاحبِ مزار جن کے بارے میں کامل ہونا معلوم نہ ہو اور عوام میں ان کا کامل ہونا بھی معروف اور تواتر کے ساتھ نہ ہو تو ایسے لوگوں کا مقام و مرتبہ اس طریقہ کے ساتھ معلوم کیا جاسکتا ہے۔ سورہ فاتحہ اور درود شریف پڑھ کر ’’سبوحٌ‘‘ کا ذکر کرے اپنا دل اس صاحب مزار شخص کے سینہ کے سامنے کرے اگر راحت و سکون پائے تو جان لے کہ یہ صاحبِ مزار کامل شخصیّت کا مالک ہے۔ لیکن (پھر بھی) استمداد معروف صاحب کمال بزرگوں سے ہی کیا جائے۔‘‘

(2) زیارتِ قبور پر شوافع کا مؤقف

علامہ محمد شربینی خطیب شافعی لکھتے ہیں :

ويندب زيارة القبور التي فيها المسلمون، للرجال بالإجماع. وكانت زيارتها منهياً عنها ثم نسخت بقوله صلي الله عليه وآله وسلم : كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها. يكره زيارتها للنساء لأنها مظنة للطلب ببكائهن ورفع أصواتهن نعم يندب لهن زيارة قبر رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم فإنها من أعظم القربات وينبغي أن يلحق بذلک بقية الأنبياء والصّالحين والشّهداء.

’’جس قبرستان میں مسلمان مدفون ہوں اس کی زیارت کرنا مردوں کے لئے بالاجماع مستحب ہے۔ پہلے زیارتِ قبور کی ممانعت تھی بعد اذاں یہ ممانعت اس حدیث مبارکہ سے منسوخ ہو گئی جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ’’میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا اب اس کی زیارت کیا کرو‘‘ اور عورتوں کے لیے زیارت مکروہ ہے کیونکہ وہاں ان سے رونا دھونا اور آوازوں کو بلند کرنا متوقع ہوتا ہے البتہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کرنا ان کے لئے مندوب ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کی زیارت سب سے بڑی قربت ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اس حکمِ زیارت میں دیگر انبیاء علیہم السلام اور صالحین اور شہداء عظام کی زیارات کو بھی شامل کرلیا جائے۔‘‘

شربيني، الاقناع، 1 : 208

امام نووی شافعی لکھتے ہیں :

يستحب للرجال زيارة القبور. وهل يکره للنساء؟ وجهان أحدهما، وبه قطع الأکثرون يکره. والثاني وهو الأصح عند الروياني لا يکره إذا أمنت من الفتنة.

’’مردوں کے لئے قبروں کی زیارت مستحب عمل ہے اور عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔ اس میں دو مؤقف ہیں، ایک مؤقف جس میں جمہور علماء ہیں کہ عورتوں کیلئے مکروہ ہے اور دوسرا مؤقف جو رویانی کے نزدیک صحیح ترین ہے وہ یہ کہ جب فتنہ سے تحفظ ہو تو مکروہ نہیں۔‘‘

نووي، روضة الطالبين، 2 : 139

(3) مالکیہ کا مؤقف

مالکیہ بھی مطلق زیارت کو مندوب و مستحسن گردانتے ہیں-

علامہ دردیر شرح الکبیر میں لکھتے ہیں :

و جاز زيارة القبور بل هي مندوبة بلا حد بيوم أو وقت أو في مقدار ما يمكث عندها.

’’زیارتِ قبور جائز بلکہ مندوب ہے اس چیز کا تعین کیے بغیر کہ کب اور کس وقت زیارت کے لیے جایا جائے اور قبروں کے پاس کتنی دیر ٹھہرا جائے-‘‘

دردیر، الشرح الکبیر، 1 : 422

(4) حنابلہ کا مؤقف

فقہ حنبلی کے مشہور امام ابنِ قدامہ مقدسی نے زیارتِ قبر پر تفصیل کے ساتھ لکھا ہے- الکافی میں وہ لکھتے ہیں :

و يستحبّ للرّجال زيارة القبور لأن النّبيّ صلي الله عليه وآله وسلم قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها تذكّركم الموت.

’’مردوں کے لئے قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا پس اب تم زیارت کیا کروں کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتی ہے-‘‘

ابن قدامة، الكافي في فقه أحمد بن حنبل، 1 : 274

کتاب المغنی میں وہ لکھتے ہیں :

لا نعلم بين أهل العلم خلافاً في إباحة زيارة الرجل القبور. وقال علي بن سعيد : سألت أحمد عن زيارة القبور تركها أفضل عندک أو زيارتها؟ قال : زيارتها. وقد صحّ عن النّبيّ صلي الله عليه وآله وسلم أنه قال : كنت نهيتكم عن زيارة القبور

فزوروها فإنها تذكّركم الموت. رواه مسلم والترمذي بلفظ : فإنها تذكّر الآخرة.

’’ہم نہیں جانتے کہ اہلِ علم کا مردوں کی زیارت قبور میں کوئی اختلاف ہو۔ علی بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے زیارتِ قبور کا مسئلہ پوچھا کہ آپ کے نزدیک زیارت کرنا بہتر ہے یا نہ کرنا؟ انہوں نے فرمایا : قبروں کی زیارت کرنا بہتر ہے اور یہ بات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ’’میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے۔‘‘ اسے امام مسلم نے روایت کیا اور امام ترمذی نے فانها تذکر الآخرۃ کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔‘‘

ابن قدامة، المغني، 2 : 223

عورتوں کے مسئلہ زیارتِ قبور کو انہوں نے یوں بیان کیا ہے :

اختلف الرواية عن أحمد في زيارة النساء القبور : فروي عنه كراهتها لما روت أم عطية قالت نهينا عن زيارة القبور ولم يعزم علينا. رواه مسلم.

’’امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کے حوالے سے دو مختلف روایتیں مروی ہیں ان میں سے ایک کراہت کے بارے میں ہے کہ حضرت امِ عطیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں قبروں کی زیارت سے منع فرمایا لیکن ہم پر سختی نہیں کی جاتی تھی۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔‘‘

ابن قدامة، المغني، 2 : 226

والرواية الثانية : لا يكره، لعموم قوله عليه السّلام : كنت نهيتكم عن زيارة القبور، فزوروها. وهذا يدلّ علي سبق النهي ونسخه، فيدخل في عمومه الرّجال والنّساء.

’’دوسری روایت یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو یہ ممانعت ختم ہونے اور منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے پس اس عموم میں مرد و زَن دونوں شامل ہوگئے۔‘‘

ابن قدامة، المغني، 2 : 326

4- زیارتِ قبور سے متعلق چند قباحتیں

گزشتہ صفحات میں ہم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں زیارتِ قبور کی شرعی حیثیت کو بیان کیا، جمہور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ زیارتِ قبور ایک مستحسن اور مندوب عمل ہے- ائمہ متقدمین و متآخرین کا زیارتِ قبور کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں-

مشروعیت کے ان دلائل کے ساتھ ساتھ مزاراتِ اولیاء اور زیاراتِ قبور سے متعلق چند قباحتوں کی نشاندہی بھی ضروری ہے- ان قباحتوں اور غیر شرعی امور کی کسی قدر تفصیل ہماری کتاب ’’عقائد میں احتیاط کے تقاضے‘‘ میں آچکی ہے- تاہم یہاں اس کا خلاصہ موضوع زیر بحث کی وضاحت ضروری ہے-

* قبور کی زیارت کا پہلا مقصد تو عبرت، خشیت، تذکیر آخرت اور استحضارِ موت ہے- اسکے ساتھ صاحبِ مزار اگر نیک متقی اور فیض رساں شخصیت ہے تو زائر کو فیوض و برکاتِ باطنی بھی ملتی ہیں جیسا کہ اوپر بزرگانِ دین کے معمولات کا تذکرہ ہو چکا ہے- لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ فی زمانہ زائرین کی اکثریت مقصد اولیٰ یعنی خشیت کو پسِ پشت ڈال چکی ہے- قبر کو دیکھ کر فکرِ آخرت پیدا نہ ہو، موت کی تیاری میں مدد نہ ملے اور سیرت و کردار پر مثبت اثرات مرتب نہ ہوں تو نہ فیض حاصل ہوا اور نہ خشیت کا مقصد پورا- روحانی فیض ایک باطنی کیفیت ہے جس کے واضح اثرات شخصیت پر نظر آتے ہیں- یہ اثرات نظر نہ آئیں دل میں تقویٰ اور اپنی بے بضاعتی کا احساس جنم نہ لے تو زیارتِ قبور محض ایک مشقت بھری رسم رہ جاتی ہے-

* اسی طرح زائرین اگر فرائض کو ترک کرکے مستحبات پر زور دیں اور نوافل کو فرائض پر فوقیت دیں تو اللہ تعالیٰ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صاحبِ مزار کوئی بھی خوش نہیں ہوگا- ایسے زائرین حصول فیض کی بجائے معصیت کیشی کے مجرم ہوں گے- مثلا مزار پر فرض نماز کی جماعت ہو رہی ہو اور لوگ فاتحہ خوانی میں مصروف ہوں- نماز کا وقت نکل رہا ہو اور زائرین مزار پر پھول چڑھا رہے ہوں-

* علاوہ ازیں بعض مزارات پر عام دنوں میں بالعموم اور اعراس کے مواقع پر بالخصوص ناچ گانے بھنگڑے دھمال اور دیگر خرافات کا باقاعدہ انتظام ہوتا ہے- اس قسم کی تقاریب اگرچہ علاقائی ثقافت کی علامات بھی بن چکی ہیں لیکن بزرگانِ دین کے ساتھ ان خرافات کو منسوب کرنا بذاتِ خود اپنی ثقافت کے برعکس ہے- ان اعمال غیر شرعیہ کا ارتکاب قطعاً ناجائز اور نامناسب ہے- تعلیمات تصوف و طریقت کی کھلی مخالفت کا موجب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بھی- اس لئے جہاں تک ہاتھ پہنچے ایسے امور سے اجتناب کرنا چاہیے اور اگر حکومت اور انتظامیہ سے ہو سکے تو بزور طاقت و قانون ان حرکات کی ممانعت ہونی چاہیے مزاراتِ مقدسہ پر بعض دیگر قباحتیں بھی ایک عرصے سے جڑھ پکڑ چکی ہیں جن سے اگر شرک نہیں تو اشتباہ شرک ضرور ہوتا ہے دیکھنے والوں کو بدگمانی کا موقع ملتا ہے اس سے کفر اور شرک کے دروازے کھلتے ہیں اور انسان ثواب کماتے کماتے عذاب کا مستحق ٹھہر جاتا ہے- ان غیر شرعی امور میں نوراتیں ماننا، منتیں مان کر کپڑوں وغیرہ میں گرہیں لگانا، مزار کا طواف کرنا اور وہاں سجدہ کا ارتکاب کرنا

بطور خاص قابلِ ذکر ہیں-

⋆ ان سب سے بڑھ کر بعض مزارات اور قبر ستانوں میں مجاور براجمان ہوتے ہیں وہ چونکہ خود غلیظ ہوتے ہیں اس لئے اہلِ ایمان کی قبروں کی حرمت کے تقاضوں سے بھی بے بہرہ ہوتے ہیں- ان شیطان صفت لوگوں میں کئی پیشہ ور مجرم بھی ہوتے ہیں جو روپ بدل کر ایسے مقامات کو ناجائز کاموں کے لیے استعمال کرتے ہیں- یہ لوگ مزارات کے ماحول میں گندگی پھیلاتے ہیں خود نشہ کرتے ہیں چرس افیون اور سگریٹ نوشی کرتے ہیں- کئی تو زائرین کو بھی دعوتِ گناہ دیتے ہیں اور بعض بھولے مانس اسے ’’خصوصی فیض‘‘ سمجھ کر انکی دعوت کو قبول بھی کر لیتے ہیں- یہاں سے برائی کی رغبت اور تبلیغ کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے- یہی لوگ عام طور پر بردہ فروشی، عصمت فروشی اور اغوا برائے تاوان جیسے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب بھی کرتے ہیں- اس لئے حتی المقدور ایسے عناصر سے بھی مزارات کے ماحول کو پاک صاف رکھنا اہلِ ایمان کا اولین فریضہ ہے-

لاہور میں حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ، کراچی میں عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ ، سیون شریف، بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ، پاکپتن شریف، گولڑہ شریف، پیربابا اور دیگر بہت سے چھوٹے بڑے مزارات کے احاطے جہاں عوام الناس کی آمدو رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے وہاں آئے روز ایسے جرائم بھی ہوتے ہیں اور اخبارات کے خصوصی فیچرز کی زینت بنتے ہیں- ان خبروں کو بڑھنے سننے والے یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ یہ مراکز شاہد انہی برائیوں کا مرکز ہیں حالانکہ اس طرح کے چند بدقماش اور بد اندیش لوگ اپنی رذالتِ طبع کا مظاہرہ کرتے ہیں ورنہ بہت سے زائرین حسنِ مقصد لے کر آتے ہیں اور بامراد واپس جاتے ہیں-

⋆ اسی طرح ان مزارات پر بعض بے سہارا عورتیں حالات و زمانہ کی تنگی کا شکار ہو کر پناہ لینے آتی ہیں مگر یہاں پر موجود کچھ چالاک اور بدکردار خواتین انہیں اپنے دام فریب میں پھنسا لیتی ہیں جس کے بعد وہ مجبور و بے بس عورتیں خود برائی اور معصیت کا نشان بن جاتی ہیں- ایسے حساس معاملات پر حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو توجہ دینی چاہیے- کڑی نگرانی ہو اور ایسے نوسر بازوں کو احاطۂ دربار میں آنے سے روک دیا جائے تو اس طرح کے جرائم کبھی بھی پیدا نہیں ہوسکتے-

⋆ اختلاطِ مرد و زن بھی ایک بڑی قباحت ہے اوریہ عام طور پر وہاں دیکھنے میں آتا ہے جہاں ماحول حکومتی اوقاف کے زیرِ اہتمام ہوتا ہے اسی اختلاط میں مضمر برائیوں کی وجہ سے بعض فقہاء نے عورتوں کا مزارات پر جانا مطلقاً ناجائز قرار دے دیا ہے- الغرض ایسی تمام بے احتیاطیاں جو بعد ازاں برائیوں کا پیش خیمہ بن جائیں ان کا سختی سے قلع قمع ہونا چاہیے تاکہ لوگ جواز سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر گناہ کے مرتکب نہ ہوتے پھریں- خواتین کی زیارتِ مزار سے متعلق چند تفصیلات ذیل میں الگ آ رہی ہے-

5- عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کا حکم

جس طرح مردوں کو تذکیرِ آخرت کے لئے زیارتِ قبور کا حکم ہے اسی طرح عورتوں کے

لئے بھی بعض شرائط کے ساتھ زیارتِ قبور جائز ہے۔ عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کا جواز احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابیات رضی اللہ عنہن کے احوال سے بھی ثابت ہے۔ تاہم بعض ائمہ دین نے عورتوں کو مزارات پر جانے سے منع فرمایا ہے ہم ان دونوں پہلوؤں پر باری باری تفصیلات پیش کرتے ہیں۔

(1) عورتوں کی زیارتِ قبور کے جواز پر احادیث اور آثار

1. حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

مَرَ النَّبِيُّ صلي الله عليه وآله وسلم بِامْرَأَةٍ تَبْکِيْ عِنْدَ قَبْرٍ، فَقَالَ : اتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي. قَالَتْ : إِلَيْکَ عَنِّي، فَإِنَّکَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِي، وَ لَمْ تَعْرِفْهُ، فَقِيْلَ لَهَا : إِنَّهُ النَّبِيُّ صلي الله عليه وآله وسلم، فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِيْنَ، فَقَالَتْ : لَمْ أَعْرِفْکَ، فَقَالَ : إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأوْلٰي.

’’حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس زار و قطار رو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر۔ اس عورت نے (شدتِ غم اور عدمِ تعارف کی وجہ سے) کہا : آپ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ آپ کو مجھ جیسی مصیبت نہیں پہنچی ہے۔ وہ خاتون آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتی نہ تھی۔ کسی نے اسے بتایا کہ یہ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ وہ عورت (اپنی اس بات کی معذرت کرنے کیلئے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اَقدس پر حاضر ہوئی۔ اس نے خدمت میں حاضری کی اجازت لینے کیلئے دربان نہیں پایا (تو باہر سے کھڑے ہوکر) عرض کیا : یا رسول اللہ! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ اس کی اس معذرت طلبی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : صدمے کے موقع پر صبر ہی بہتر ہے۔‘‘

1. بخاري، الصحيح، کتاب الجنائز، باب زيارة القبور، 1 : 431، رقم : 1223
2. بيهقي، السنن الکبريٰ، 10 : 101، رقم : 20043
3. أحمد بن حنبل، المسند، 3 : 143، رقم : 12480

اس حدیثِ مبارکہ سے عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کا جواز ثابت ہوتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو قبر پر آنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ رونے سے منع فرمایا۔ اگر عورتوں کو مطلقًا زیارتِ قبور کی ممانعت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عورت کو قبور پر آنے سے منع فرما دیتے۔

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی (متوفی 852 ھ) نے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں لکھا ہے :

واختلف في النّساء، فقيل : دخلن في عموم الإذن، وهو قول الأكثر، و محله ما إذا أمنت الفتنة. ويؤيّد الجواز حديث الباب، وموضع الدلالة منه أنه صلي الله عليه وآله وسلم لم ينكر علي المرأة قعودها عند القبر وتقريره حجة.

’’عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عورتیں بھی عمومِ اجازت میں شامل ہیں۔ یہ جمہور ائمہ کا قول ہے اور اس کا اطلاق تب ہے جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ اس کی تائید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ باب کے عنوان (باب زيارة القبور) سے ہو رہی ہے۔ اور استدلال اس طرح ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاتون کو قبر کے پاس بیٹھنے سے منع نہ فرمایا اور یہ شرعی اُصول ہے کہ کسی عمل پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاموشی بھی جواز کی دلیل ہے۔‘‘

عسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري، 3 : 148

2۔ حضرت عبد ﷲ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں :

أن عائشة أقبلت ذات يوم من المقابر، فقلت لها : يا أم المؤمنين من أين أقبلت؟ قالت، من قبر أخي عبد الرحمن بن أبي بكر، فقلت لها : أليس كان رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم نهي عن زيارة القبور؟ قالت : نعم، كان نهي ثم أمر بزيارتها.

’’ایک دن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی ﷲ عنہا قبرستان سے واپس تشریف لا رہی تھیں میں نے اُن سے عرض کیا : ام المؤمنین! آپ کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟ فرمایا : اپنے بھائی عبد الرحمٰن بن ابی بکر کی قبر سے، میں نے عرض کیا : کیا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارتِ قبور سے منع نہیں فرمایا تھا؟ انہوں نے فرمایا : ہاں! پہلے منع فرمایا تھا لیکن بعد میں رخصت دے دی تھی۔‘‘

1. حاکم، المستدرک، 1 : 532، رقم : 1392
2. بيهقي، السنن الکبريٰ، 4 : 78، رقم : 4999

3. عبد الرزاق، المصنف، 3 : 570، رقم : 6711

3- امام جعفر الصادق اپنے والد گرامی امام محمد الباقر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا :

كانت فاطمة بنت رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم تزور قبر حمزة كل جمعة.

’’حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سیدۂ کائنات حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضری دیتی تھیں۔‘‘

عبد الرزاق، المصنف، 3 : 572، رقم : 6713

(2) عورتوں کی زیارتِ قبور کے جواز و عدمِ جواز پر ائمہ کی آراء

بعض ائمہ کرام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درج ذیل فرمان مبارک سے عورتوں کی زیارتِ قبور پر مطلقاً عدمِ جواز ثابت کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

أَنّ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم لَعَنَ زَوَّارَتِ الْقُبُوْرِ. قَالَ وَفِي الباب : عن ابن عباس، وحسان بن ثابت. قال أبو عيسي : هذا حديثٌ حسنٌ صحيح. وقد رأي بعض أهل العلم، أن هذا كان قبل أن يرّخص النّبيّ صلي الله عليه وآله وسلم في زيارة القبور، فلما رخّص دخل في رخصته الرّجال والنّساء، وقال بعضهم : إنما كره زيارة القبور للنّساء، لقلة صبرهن، وكثرة جزعهن.

’’حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (کثرت سے) قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ اس باب میں حضرت ابنِ عباس اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما سے بھی روایات مذکور ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ حکم اس وقت تھا جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارتِ قبور کی اجازت نہیں دی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت فرما دی تو یہ اجازت مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں عورتوں کی زیارتِ قبور کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ ان میں صبر کم اور رونا دھونا زیادہ ہوتا

ہے۔‘‘

ترمذي، السنن، کتاب الجنائز، باب ما جاء في کراهية زيارة القبور النساء، 3 : 371، رقم : 1056

شارحِ بخاری حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م 852ھ) نے شرح صحیح بخاری میں حدیثِ ترمذی کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ :

قال القرطبي هذا اللّعن إنما هو للمکثرات من الزيارة لما تقتضيه الصفة من المبالغة، ولعل السبب ما يفضي إليه ذلک من تضييع حق الزوج، والتبرج، وما ينشأ منهن من الصّياح ونحو ذلک. فقد يقال : إذا أمن جميع ذلک فلا مانع من الإذن، لأن تذکر الموت يحتاج إليه الرّجال والنّساء.

’’قرطبی نے کہا یہ لعنت کثرت سے زیارت کرنے والیوں کے لئے ہے جیسا کہ صفت مبالغہ کا تقاضا ہے (یعنی زَوَّارات مبالغہ کا صیغہ ہے جس میں کثرت سے زیارت کرنے کا معنی پایا جاتا ہے) اور شاید اس کی وجہ سے یہ ہو کہ (بار بار) اس طرح کرنے سے شوہر کے حق کا ضیاع، زینت کا اظہار اور بوقتِ زیارت چیخ و پکار اور اس طرح دیگر ناپسندیدہ اُمور کا ارتکاب ہوجاتا ہے۔ پس اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ جب اس تمام ناپسندیدہ اُمور سے اجتناب ہوجائے تو پھر رخصت میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مرد اور عورتیں دونوں موت کی یاد کی محتاج ہیں۔‘‘

ابن حجر عسقلاني، فتح الباري، 3 : 149

اسی بات کو شارح ترمذی علامہ عبدالرحمان مبارکپوری (م 1353ھ) نے تحفۃ الاحوذی (4 : 136) میں نقل کیا ہے۔

تمام شارحینِ حدیث اور فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ حصولِ عبرت اور تذکیرِ آخرت کے لئے زیارتِ قبور میں عموم ہے یعنی جس طرح ممانعت عام تھی اسی طرح جب رخصت ملی تو وہ بھی عام ہے۔ البتہ عورتیں چونکہ بے صبر ہوتی ہیں اگر اپنے کسی قریبی عزیز کی قبر پر جاکر اس طرح نوحہ کریں جس سے شریعت نے منع کیا ہے یا قبرستان میں ان کا جانا باعثِ فتنہ اور بے پردگی و بے حیائی کا باعث ہو، محرم ساتھ نہ ہو یا ایسا اجتماع ہو جہاں اختلاطِ مرد و زن ہو تو اس صورت میں عورتوں کا زیارتِ قبور کے لئے جانا بلا شبہ ممنوع ہے۔ اور اگر محرم کے ساتھ باپردہ قبرستان جائے اور وہاں جاکر دعا کرے، تذکیرِ آخرت سامنے ہو تو پھر رخصت ہے۔ جمہور احناف کے نزدیک رخصتِ زیارت مرد و زن دونوں کے لئے ہے۔

1. علامہ ابنِ نجیم حنفی (926. 970ھ) لکھتے ہیں :

وقيل تحرم علي النساء، والأصح أن الرخصة ثابته لهما.

’’یہ بھی کہا گیا ہے کہ زیارتِ قبر عورتوں کے لئے حرام ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ زیارتِ قبور کی اجازت مرد و زن دونوں کے لئے یکساں ہے۔‘‘

ابن نجيم، البحر الرائق، 2 : 210

2- علامہ ابنِ عابدین شامی حنفی نے لکھا ہے :

أمّا علي الاصحّ من مذهبنا وهو قول الکرخي وغيره، من أن الرخصة في زيارة القبور ثابتة للرّجال والنّساء جميعًا، فلا إشکال.

’’احناف کے نزدیک صحیح قول امام کرخی وغیرہ کا ہے وہ یہ کہ زیارتِ قبور کی اجازت مردو و زن دونوں کے لئے ثابت ہے جس میں کوئی اشکال نہیں۔‘‘

ابن عابدين، رد المحتار علي الدر المختار، 2 : 626

3- علامہ شرنبلالی (م 1069ھ) لکھتے ہیں :

نُدِبَ زِيَارَتُهَا لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ عَلَی الْأَصَح.

’’صحیح روایت کے مطابق زیارتِ قبور مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں طور پر مندوب ہے۔‘‘

شرنبلالي، نور الإيضاح، فصل في زيارة القبور

4- علامہ طحطاوی (م 1231ھ) مراقی الفلاح کی شرح میں لکھتے ہیں :

وفي السراج : وأمّا النّساء إذا أردن زيارة القبور إن کان ذلک لتجديد الحزن، والبکاء، والندب کما جرت به عادتهن فلا تجوز لهن الزيارة، وعليه يحمل الحديث الصحيح ’’لعن اﷲ زائرات القبور‘‘. وإن کان للاعتبار، والتّرحّم، والتّبرّک

بزيارة قبور الصّالحين من غير ما يخالف الشّرع فلا بأس به، إذا كنّ عجائز. وکره ذلک للشّابات، كحضورهن في المساجد للجماعات. وحاصله أن محل الرخص لهن إذا كانت الزيارة علي وجه ليس فيه فتنة. والأصحّ أن الرّخصة ثابتة للرّجال والنّساء لأن السّيدة فاطمة رضي ﷲ عنها كانت تزور قبر حمزة كل جمعة وكانت عائشة رضي ﷲ عنها تزور قبر أخيها عبد الرحمن بمكة، كذا ذكره البدر العيني في شرح البخاري.

’’سراج میں لکھا ہے : عورتیں جب زیارتِ قبور کا ارادہ کریں تو اس سے ان کا مقصد اگر آہ و بکا کرنا ہو جیسا کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے تو اس صورت میں ان کے لئے زیارت کے لئے جانا جائز نہیں اور ایسی صورت پر اس صحیح حدیث مبارکہ کہ ﷲتعالیٰ زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرماتا ہے، کا اطلاق ہو گا اور اگر زیارت سے اُن کا مقصد عبرت و نصیحت حاصل کرنا اور قبورِ صالحین سے ﷲ تعالیٰ کی رحمت کی طلب اور حصولِ برکت ہو جس سے شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو تو اس صورت میں زیارت کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ خواتین بوڑھی ہوں، نوجوان عورتوں کا (بے پردہ) زیارت کے لئے جانا مکروہ ہے جیسا کہ ان کا مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز کے لئے آنا مکروہ ہے۔
حاصل کلام یہ ہے کہ عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کی رخصت تب ہے جب اس طریقے سے زیارت قبور کو جائیں کہ جس میں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور صحیح بات یہ ہے کہ زیارتِ قبور کی رخصت مرد و زن دونوں کے لئے ثابت ہے کیونکہ (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی) سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی ﷲ عنہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی ﷲ عنہا اپنے بھائی حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی مکہ میں زیارت کرتی تھیں۔ یہی بات علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح بخاری (عمدۃ القاری) میں لکھی ہے۔‘‘

طحطاوي، حاشية الطحطاوي علي مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح : 340 - 341

(3) عورتوں کی زیارتِ قبور میں احتیاط کے پہلو

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ عورتوں کا زیارتِ قبور کے لیے جانا اگر آخرت کی یاد دہانی، حصولِ عبرت، نصیحت اور زہد کے لیے ہو تو جائز ہے لیکن اگر ان کا جانا فتنہ اور بے حیائی کا باعث ہو اور شرعی حدود و قیود کا ارتفاع ہو تو پھر ممنوع ہے۔ ان وجوہات ہی کے باعث ہمارے بہت سے اکابر جن میں امام الہند اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں، نے عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کو جانا حرام قرار دیا ہے۔

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شارحینِ حدیث و ائمۂِ فقہ کی آراء کی روشنی میں جمہور کا مؤقف یہی ہے کہ عورتوں کا زیارتِ قبور کے لئے جانا بعض شرائط کے ساتھ جائز ہے مثلاً :

1. اس زیارت کا مقصد تذکیرِ موت و آخرت ہو۔
2. اس زیارت کا مقصد اپنے عزیز رشتہ دار اور عام مومنین مردوں کو دعا و فاتحہ سے فائدہ پہنچانا ہو۔
3. مقابر اور درباروں پر عورتوں کے لیے باپردہ الگ سے زیارت کرنے کا اہتمام ہو۔ اختلاطِ مرد و زن نہ ہو۔
4. فتنہ اور بے حیائی سے تحفظ ہو۔
5. عورتیں وہاں جا کر جزع و فزع کر کے غم تازہ نہ کریں۔
6. کثرت سے زیارت کرنے والی نہ ہوں یعنی اسے روزانہ کا معمول نہ بنالیں۔ جبکہ :

- درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری مرد و زن سب کے لیے باعثِ اجر ہے۔ اس پر جمہور ائمہ کا اتفاق ہے۔
- اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین کی قبور کی زیارت بھی مندوب ہے۔

خلاصۂ بحث

زیارتِ قبور کی مکمل بحث کو درج ذیل امور کے تحت سمیٹا جا سکتا ہے :

1. زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زیارتِ صالحین ہرگز بھی توحید کے منافی اور شرک میں داخل نہیں ہے۔
2. حیاتِ مبارکہ میں اور بعد از وصال حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور اکابر ائمہ کا معمول رہا ہے۔
3. اولیاء اور صالحین کی زیارت و ملاقات پر قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ سے ترغیب ملتی ہے اور اہل خیر کے ہاں یہ ایک محبوب عمل ہے۔
4. اولیاء اور صالحین کے مزارات پر جانا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت، اکابرینِ امت کا طریق اور عوام الناس کا مقبول عمل رہا ہے۔
5. عامۃ المسلمین کی قبور کی زیارت کرنا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد اِرشاداتِ عالیہ سے ثابت ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسنون عمل بھی ہے۔

درجِ بالا قرآن وسنت پر مشتمل تمام تحقیقی بحث کو مدّنظر رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور، اولیاء وصالحین کی زندگی میں اور بعد از وصال ان کے مزارات پر جائز طریقوں کے ساتھ حاضری دینا قطعاً شرک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہے۔ ہمیں ان شرعی اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے جن کے تحت جائز ناجائز اور حلال حرام میں حدِ فاصل رکھی گئی ہے۔

- القرآن الحکیم-

2- ابن ابی حاتم، عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس رازی (240- 327ھ / 854- 938ء)- الثقات-

3- ابن ابی شیبہ، ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (159- 235ھ / 776- 849ء)- المصنف- ریاض، سعودی عرب : مکتبۃ الرشد، 1409ھ-

4- ابن اسحاق، اسماعیل بن اسحاق المالکی (199- 282ھ)- فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- مدینہ منورہ، سعودی عرب : دارالمدینہ المنورہ، 1421ھ / 2000ء-

5- ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (510- 579ھ / 1116- 1201ء)- الوفا بأحوال المصطفیٰ- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1408ھ / 1988ء-

6- ابن حاج، ابو عبداللہ محمد بن محمد بن محمد عبدری فاسی مالکی (م 737ھ)- المدخل- بیروت، لبنان : دار الفکر، 1401 / 1981ء-

7- ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (270- 354ھ / 884- 965ء)- الصحیح- بیروت، لبنان : مؤسسۃ الرسالہ، 1414ھ / 1993ء-

8- ابن خزیمہ، ابو بکر محمد بن اسحاق (223- 311ھ / 838- 924ء)- الصحیح- بیروت، لبنان : المکتب الاسلامی، 1390ھ / 1970ء-

9- ابن عابدین شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین دمشقی (1244- 1306ھ)- رد المحتار علی الدرالمختار- کوئٹہ، پاکستان : مکتبہ ماجدیہ، 1399ھ-

10- ابن عساکر، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (499- 571ھ / 1105- 1176ء)- تاریخ دمشق الکبیر (تاریخ ابن عساکر)- بیروت، لبنان : دار احیاء التراث العربی، 1421ھ / 2001ء-

11- ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد المقدسی (620ھ)- المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی- بیروت، لبنان : دارالفکر، 1405ھ-

12- ابن قیم، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر ایوب جوزیہ (691- 751ھ / 1292- 1350ء)- اعلام الموقعین عن رب العالمین- مصر : مطبعۃ السعادہ، 1374ھ / 1955ء-

13- ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (701- 774ھ / 1301- 1373ء)- تفسیر القرآن العظیم- بیروت، لبنان : دار المعرفہ، 1400ھ / 1980ء-

14- ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (209- 273ھ / 824- 887ء)- السنن- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1419ھ / 1998ء-

15- ابن منظور افریقی، امام العلامۃ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور المصری (711ھ)- لسان العرب- بیروت، لبنان : دار صادر-

16- ابن نجیم، الشیخ زین بن ابرہیم بن محمد بن محمد بن بکر الحنفی (970ھ)- البحر الرائق شرح کنز الدقائق- مصر : مطبوعۃ مطبعۃ علمیۃ، 1311ھ-

17- ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی (681ھ)- فتح القدیر- کوئٹہ، پاکستان : مکتبہ رشیدیہ-

18- ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی (681ھ) شرح فتح القدیر- مصر : المکتبۃ التجاریۃالکبریٰ-

19- ابو عوانہ، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری (230- 316ھ / 845- 928ء)- المسند- بیروت، لبنان : دار المعرفہ، 1998ء-

20- ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (336- 430ھ / 948- 1038ء)- حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء- بیروت، لبنان : دار الکتاب العربی، 1400ھ / 1980ء-

21- ابو یعلی، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (210- 307ھ / 825- 919ء)- المسند- دمشق، شام : دار المامون للتراث، 1404ھ / 1984ء-

22- احمد بن حنبل، ابو عبد الله بن محمد (164- 241ھ / 780- 855ء)- المسند- بیروت، لبنان : المکتب الاسلامی، 1398ھ / 1978ء-

23- بخاری، ابو عبد الله محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (194- 256ھ / 810- 870ء)- الصحیح- بیروت، لبنان + دمشق، شام : دار القلم، 1401ھ / 1981ء-

24- بطرس، المعلم بطرس البستانی (1819ء- 1883ء)- محیط المحیط- بیروت لبنان : مکتبۃ لبنان، 1983ء-

25- بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد الله بن موسیٰ (384- 458ھ / 994- 1066ء)- السنن الکبریٰ- مکہ مکرمہ، سعودی عرب : مکتبہ دار الباز، 1414ھ / 1994ء-

26- بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (384- 458ھ / 994- 1066ء)- شعب الایمان- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1410ھ / 1990ء-

27- بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (384- 458ھ / 994- 1066ء)- دلائل النبوہ- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1405ھ / 1985ء-

28- ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (210- 279ھ / 825- 892ء)- السنن- بیروت، لبنان : دار الغرب الاسلامی، 1998ء-

29- ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (210- 279ھ / 825- 892ء)- الشمائل المحمدیہ- بیروت، لبنان، مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، 1412ھ-

30- حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (321- 405ھ / 933- 1014ء)- المستدرک علی الصحیحین- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1411ھ / 1990ء-

31- حکیم ترمذی، ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن بن بشیر- نوادر الاصول فی احادیث الرسول- بیروت، لبنان : دار الجیل، 1992ء-

32- خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (392- 463ھ / 1002- 1071ء)- تاریخ بغداد- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ-

33- دار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (306- 385ھ / 918- 995ء)- السنن- بیروت، لبنان : دار المعرفہ، 1386ھ / 1966ء-

34- دارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (181- 255ھ / 797- 869ء)- السنن- بیروت، لبنان : دار الکتاب العربی، 1407ھ-

35- دردیر، ابوالبرکات سیدی احمد، الشرح الکبیر، - بیروت، لبنان : دار الفکر-

36- دیلمی، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (445- 509ھ / 1053- 1115ء)- الفردوس بماثور الخطاب- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1986ء-

37- ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی (673- 748ھ)- تذکرۃ الحفاظ- حیدر آباد دکن، بھارت : دائرۃ المعارف العثمانیہ، 1388ھ / 1968ء-

38- ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد (673- 748ھ)- سیر اعلام النبلاء- بیروت، لبنان : مؤسسۃ الرسالہ، 1413ھ-

39- ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی (673- 748ھ)- میزان الاعتدال فی نقد الرجال- بیروت، لبنان : دارالکتب العلمیہ، 1995ء-

40- رویانی، ابو بکر فی بن ہارون (307ھ)- المسند- قاہرہ، مصر : مؤسسہ قرطبہ، 1416ھ-

41- زاہد الکوثری، (1371ھ)، مقالات الکوثری

42- زبیدی، امام محب الدین ابو فیض السید محمد مرتضی حسینی واسطی حنفی (1145- 1205ھ / 1732- 1791ء)- تاج العروس من جواہر القاموس- بیروت، لبنان : دارالفکر، 1994ء / 1414ھ-

43- زرقانی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (1055- 1122ھ / 1645- 1710ء)- شرح المواہب اللدنیۃ- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1417ھ / 1996ء-

44- زرقانی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (1055- 1122ھ / 1645- 1710ء)- شرح الموطا- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1411ھ-

45- سبکی، تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ بن تمام انصاری (683- 756ھ / 1284- 1355ء)- شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام- حیدر آباد، بھارت : دائرہ معارف نظامیہ، 1315ھ-

46- سمہودی، نور الدین علی بن احمد المصری (م 911ھ)- وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- مصر : مطبعۃ السعادہ، 1373ھ / 1954ء-

47- سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (849- 911ھ / 1445- 1505ء)- الدر المنثور فی التفسیر بالماثور- بیروت، لبنان : دار المعرفۃ-

48- سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (849- 911ھ / 1445- 1505ء)- شرح علی سنن النسائی- حلب، شام : مکتب المطبوعات الاسلامیہ، 1406ھ / 1986ء-

49- سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (849- 911ھ / 1445- 1505ء)- مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا-

50- شربینی، الشیخ محمد الشربینی الخطیب، (977ھ)، الاقناع- بیروت، لبنان : دار الفکر، 1415ھ-

51- شرنبلالی، ابو الاخلاص حسن بن عمار بن علی حنفی (994- 1069ھ / 1585- 1659ء)- نور الایضاح و نجاۃ الارواح-

52- شوکانی، محمد بن علی بن محمد (1173- 1250ھ / 1760- 1834ء)- نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار- بیروت، لبنان : دار الفکر، 1402ھ / 1982ء-

53- طبرانی، سلیمان بن احمد (260- 360ھ / 873- 971ء)- المعجم الاوسط- ریاض، سعودی عرب : مکتبۃ المعارف، 1405ھ / 1985ء-

54- طبرانی، سلیمان بن احمد (260- 360ھ / 873- 971ء)- المعجم الکبیر- موصل، عراق : مکتبۃ العلوم والحکم، 1404ھ / 1983ء-

55- طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (229- 321ھ / 853- 933ء)- مشکل الآثار- بیروت، لبنان : دار صادر-

56- طحطاوی، احمد بن محمد طحطاوی (1231ھ) حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، مصر : مطبع مصطفی البابی، 1356ھ-

57- طیالسی، ابو داؤد سلیمان بن داؤد جارود (133- 204ھ / 751- 819ء)- المسند- بیروت، لبنان : دار المعرفہ-

58- عبدالحق محدث دہلوی، شیخ (958- 1052ھ / 1551- 1642ء)- اَشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح- سکھر، پاکستان : مکتبہ نوریہ رضویہ، 1976ء-

59- عبدالرزاق، ابوبکر بن ہمام بن نافع صنعانی (126- 211ھ / 744- 826ء)- المصنف- بیروت، لبنان : المکتب الاسلامی، 1403ھ-

60- عبد العزیز دہلوی، (م 1229ھ)- فتاوی عزیزی- دہلی، بھارت، مطبوعۃ مطبع مجتبائی-

61- عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (773- 852ھ / 1372- 1449ء)- المطالب العالیہ- بیروت، لبنان : دارالمعرفہ، 1407ھ / 1978ء-

62- عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (773- 852ھ / 1372- 1449ء)- فتح الباری بشرح صحیح البخاری- لاہور، پاکستان : دار نشر الکتب الاسلامیہ، 1401ھ / 1981ء-

63- عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (773- 852ھ / 1372- 1449ء)- منبہات علی الاستعداد لیوم المعاد، قاہرہ مصر، دارالبشیر

64- عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (773- 852ھ / 1372- 1449ء)- شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر

65- عمادی، عبد الرحمٰن بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد العمادی الدمشقی الحنفی (978- 1051ھ / 1570- 1641ء)- الروضۃ الریا فیمن دفن بداریا- دمشق، سوریا : دارالمأمون للتراث، 1408ھ-

66- عینی، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (762- 855ھ / 1361- 1451ء)- عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری- بیروت، لبنان : دار الفکر، 1399ھ / 1979ء

67- فیومی، احمد بن محمد بن علی المقری الفیومی 770ھ، المصباح المنیر، قم، ایران، منشورات دارالھجرۃ 1405ھ

68- قاضی عیاض، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی (476- 544ھ / 1083- 1149ء)- الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ- بیروت، لبنان : دار الکتاب العربی-

69- قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ بن مفرج اُموی (284- 380ھ / 897- 990ء)- الجامع لاحکام القرآن- بیروت، لبنان : دار احیاء التراث العربی-

70- قسطلانی، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن محمد بن حسین بن علی (851- 923ھ / 1448- 1517ء)- المواہب اللدنیہ- بیروت، لبنان : المکتب الاسلامی، 1412ھ / 1991ء-

71- مالک، ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصبحی (93- 179ھ / 712- 795ء)- الموطا- بیروت، لبنان : دار احیاء التراث العربی، 1406ھ / 1985ء-

72- مسلم، ابن الحجاج قشیری (206- 261ھ / 821- 875ء)- الصحیح- بیروت، لبنان : دار احیاء التراث العربی-

73- مقدسی، شیخ ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن عبد الرحمان حنبلی مقدسی (567- 643ھ)- الاحایث المختارۃ- مکۃ المکرمۃ، مکتبۃ النھضۃ، 1410ھ / 1990ء-

74- مقریزی، ابو العباس احمد بن علی بن عبدالقادر بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن تمیم بن عبد الصمد (769- 845ھ / 1367- 1441ء)- اِمتاعُ الاَسماع- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1420ھ / 1999ء-

75- ملا علی قاری، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م 1014ھ / 1606ء)- مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح- بمبئی، بھارت، اصح المطابع-

76- منذری، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (581- 656ھ / 1185- 1258ء)- الترغیب و الترہیب من الحدیث الشریف- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1417ھ-

77- نبہانی، یوسف بن اسماعیل (1265- 1350ھ / 1848- 1932ء)- شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- لاہور، پاکستان : حامد اینڈ کمپنی-

78- نسائی، احمد بن شعیب (215- 303ھ / 830- 915ء)- السنن- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1416ھ / 1995ء-

79- نسائی، احمد بن شعیب (215- 303ھ / 830- 915ء)- السنن الکبری- بیروت، لبنان : دار الکتب العلمیہ، 1411ھ / 1991ء-

80- نووی، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (631- 677ھ / 1233- 1278ء)- شرح صحیح مسلم- کراچی، پاکستان : قدیمی کتب خانہ، 1375ھ / 1956ء-

81- نووی، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (631- 677ھ / 1233- 1278ء)- الاذکار- المطبعۃ الخیریہ، 1323ھ-

82- نووی، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (631- 677ھ / 1233- 1278ء)- روضۃ الطالبین- بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیہ، 1421ھ / 2000ء-

83- نووی، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (631- 677ھ / 1233- 1278ء)- المجموع شرح المہذب- جدہ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ : مکتبۃ الارشاد-

84- ہیتمی، ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی ابن حجر مکی (909- 973ھ / 1503- 1566ء)- الجوہر المنظم- مطبعۃ الخیریہ، 1231ھ-

85- ہیثمی، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (735- 807ھ / 1335- 1405ء)- مجمع الزوائد و منبع الفوئد- قاہرہ، مصر : دار الریان للتراث + بیروت، لبنان : دار الکتاب العربی، 1407ھ / 1987ء-

86- واقدی، ابو عبد اللہ محمد بن عمربن واقد (130ھ / 206ھ)- فتوح الشام- بیروت، لبنان : دارالکتب العلمیہ، 1417ھ / 1997ء-